فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝

عباداتِ قلبیہ

توبہ | خوف | رجا/امید

شکر | صبر | محبت ونفرت

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر

المنیر
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT

عبادات قلبیہ

توبہ — خوف — رجا/امید

شکر — صبر — محبت ونفرت

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

◄ کتاب کا نام : عبادات قلبیہ

◄ مرتب : مفتی منیر احمد صاحب

◄ تاریخ طباعت: رمضان المبارک 1443ھ اپریل 2022ء

◄ ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

◄ ای میل : admin@almuneer.pk

◄ ویب سائٹ : almuneer.pk

◄ فیس بک : AlMuneerOfficial

◄ یوٹیوب : Al Muneer Markaz Taleem-O-Tarbiyat Foundation

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ملنے کا پتہ

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	عبادات قلبیہ کی اہمیت، وضاحت	12
2	❑ اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر وقیمت ظاہری ٹیپ ٹاپ خوبیوں سے نہیں انسان کی باطنی (اندرونی) خوبیوں سے ہے	12
3	● تقویٰ بہترین لباس ہے۔	12
4	● اللہ تعالیٰ دلوں کی خوبیوں کو دیکھتے ہیں	12
5	● VIP شخصیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں	13
6	● کمزور شخصیت لیکن احد پہاڑ سے زیادہ وزنی	13
7	● کمزور شخصیت لیکن اللہ کے ہاں بڑا مقام	14
8	● کمزور شخصیت لیکن ساری دنیا والوں سے زیادہ قیمتی	14
9	● صرف ظاہر دیکھ کر کسی کو آئیڈیل نہیں بنانا چاہیے	15
10	● ظاہری ٹیپ ٹاپ، اترانے والوں پر خدا کی پکڑ آتی ہے	16
11	❑ انسان کا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا ہے؟	17
	باب:1 توبہ	
12	**(1)** ہمیں توبہ کا حکم ہے	20
2	**(2)** ہمیں جلد سے جلد توبہ کا حکم ہے	21
13	**(3)** توبہ ہر شخص پر واجب ہے	24
14	● چار خصلتیں	24
15	(1) حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توبہ	27
16	(2) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ	27
17	(3) حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ	27
18	(4) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توبہ	28
19	(5) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ	29
20	(6) حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ	29
21	(7) حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ	30
22	**(4)** توبہ کے فضائل	32
23	● توبہ کرنے میں ہی خیر ہے	32
24	● توبہ مومنین کی صفات میں سے ہے	32
25	● بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوتی ہے	32
26	● اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "توّاب" ہے	34
27	● توبہ میں دنیا وآخرت کی کامیابیاں ہیں	35
28	● توبہ سے حیات طیبہ نصیب ہوتی ہے	35
29	● توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے	36
30	● توبہ سے قحط سالی ختم ہوتی ہے، مال، اولاد میں برکت ہوتی ہے	36

نمبرشمار	مضامین	صفحہ نمبر
31	(5)توبہ نہ کرنے پر وعیدیں	37
32	• توبہ نہ کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے	37
33	• توبہ نہ کرنے والوں کے لیے بڑا عذاب	37
34	• توبہ نہ کرنے والے ظالم ہیں	37
35	(6) توبہ میں ٹال مٹول کرنے کی 4وجوہات اوران کا علاج	38
36	• پہلی وجہ	38
37	• دوسری وجہ	38
38	• تیسری وجہ	39
39	• چوتھی وجہ	40
40	(7)توبہ کی حقیقت، شرائط اور طریقہ	41
41	❑ توبہ کی حقیقت	41
42	❑ شرائط	42
43	پہلی شرط: جن گناہوں میں مبتلا ہیں انہیں فوراً چھوڑ دیں	42
44	دوسری شرط: گزشتہ پر ندامت، افسوس ہو	48
45	تیسری شرط: آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو	48
46	چوتھی شرط: توبہ غرغرہ موت پہلے ہو	49
47	پانچویں شرط: اگر گناہ کھلم کھلا کیا ہے تو توبہ بھی ایسے ہی کرے۔	51
48	❑ طریقہ توبہ	53
49	(8)توبہ کا ثمرہ	57
50	(9)توبہ پر استقامت کا طریقہ	63
51	(10) سچی توبہ کرنے والوں کے واقعات	66
52	❑ قرآنی واقعات	66
53	❑ حدیث کے واقعات	68
54	(1)زانی کی توبہ	68
55	(2)چور کی توبہ	71
56	(11)توبہ کے موضوع پر کتابیں اور خطبات	73
57	(12) گناہ کبیرہ، صغیرہ	79
	باب2: خوف	
58	(1)ہمیں خوف کا حکم ہے	86
59	(2)اللہ سے ڈرنے کے فضائل اور نہ ڈرنے کی وعیدیں	88
60	❑ فضائل خوف	88
61	(1)خوف خدا والوں کی اللہ مدد کرتے ہیں	88
62	(2)خوف خدا والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں	88
63	(3)خوف خدا والوں کو ہدایت ملتی ہے۔	89
64	(4)خوف خدا والوں کو اخلاص کی توفیق ملتی ہے	89
65	(5)خوف خدا والوں کو مغفرت اور اجر ملتا ہے۔	89
66	(6)خوف خدا والوں کو جنت ملتی ہے۔ بے خوفی امن سلامتی ملتی ہے۔	91
67	(7)خوف خدا والوں کو اللہ کی رضا ملتی ہے۔	92
68	(8)خوف خدا والوں کو نیکیوں کی توفیق گناہوں سے بچنے کی ہمت ملتی ہے۔	93

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
69	(9) خوف خدا والوں کو نیکیوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔	93
70	(10) خوف خدا سے حق بات قبول کرنے کی استعداد بڑھتی ہے۔	96
71	(11) خوف خدا سے نرم دلی/رقت نصیب ہوتی ہے۔	98
72	(12) حق بات کہنے کی، حق پر ڈٹنے، جمنے کی ہمت ملتی ہے۔	98
73	(13) ہر برائی سے حفاظت ونجات ملتی ہے	99
74	(13) عرش کا سایہ ملتا ہے۔	99
75	❑ اللہ سے نہ ڈرنے کی وعیدیں	100
76	**(3) اللہ کے غیر سے ڈرنے کی ممانعت برے نتائج**	102
77	**(4) خوف کی حقیقت اور اس کے درجات**	106
78	(1) فرض درجہ	106
79	(2) مستحب درجہ	106
80	(3) سب سے اعلیٰ درجہ	107
81	(4) ناپسندیدہ خوف	107
82	(5) خوف کی شکلیں	109
83	پہلی شکل: کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائیں	109
84	دوسری شکل: سوء خاتمہ کا خوف ہونا چاہیے۔	110
85	1) کیونکہ ایمان کا محل دل ہے اور دل ایک حالت پر نہیں رہتا	110
86	2) صحابہ کرام بھی اپنے ایمان کے بارے میں فکرمند رہتے تھے	111

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
87	3) خاتمہ کا کسی کو پتہ نہیں	111
88	تیسری شکل: کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں یہ خوف ہونا چاہیے۔	112
89	چوتھی شکل: عمل کرنے کے بعد عمل کے مردود ہو جانے کا خوف ہونا چاہیے۔	112
90	پانچویں شکل: گناہوں کی وجہ سے نعمتوں کے چھن جانے کا خوف ہونا چاہیے۔	114
91	چھٹی شکل: کسی کی حق تلفی نہ ہو جائے یہ خوف ہونا چاہیے۔	114
92	**(6) خوف خدا حاصل کرنے کا طریقہ**	115
93	(1) اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ کی پہچان اور معرفت حاصل کرنا۔	115
94	(2) گناہ اور اس کے برے نتائج کا استحضار۔	115
95	(3) ہر آن اللہ تعالیٰ کی ذات کا استحضار	117
96	(4) آخرت کے احوال، قبر اور اس کی تنہائی، وحشت عذاب کو یاد کرنا	117
97	(5) تدبر سے قرآن پڑھنا	118
98	(6) یہ دعا مانگیں	118
99	**(7) اللہ سے ڈرنے والوں کے واقعات**	120
100	• کتابوں کے نام	120

باب: 3 رجا/امید

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
101	**(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے پُرامید رہنے کا حکم ہے ناامیدی کی ممانعت ہے**	122
102	**(2) اللہ تعالیٰ سے پُرامید رہنے کے فضائل**	124

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
103	❑ جیسی اللہ سے امید/گمان ہوتا ہے ویسا ہی اللہ کا معاملہ ہوتا ہے	124
104	❑ امید والوں کو نیکیوں میں آگے بڑھنے مجاہدہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔	126
105	❑ اللہ سے امید رکھنے والوں کو مصائب میں اجر نصیب ہوتا ہے	127
106	**(3) امید کی حقیقت**	128
107	اعمال صالحہ کی کوششوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت، جنت کی امید رکھنا	128
108	**(4) پسندیدہ اور ناپسندیدہ امید**	130
109	1) پسندیدہ امید وہ ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ (نیکی کرنا/گناہوں سے بچنا) بھی ہوں	130
110	2) پسندیدہ امید وہ ہے جس میں کوشش کے ساتھ دعا بھی ہو۔	130
111	3) پسندیدہ امید وہ ہے جس کے ساتھ خوف بھی ہو	131
112	**(5) کن حالات میں امید غالب ہو کن حالت میں خوف**	133
113	**(6) رجاء/امید کے درجات**	133
114	**(7) رجا/امید حاصل کرنے کا طریقہ**	134
115	(1) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کو یاد کرتے رہنا	134
116	(2) انبیاء، صالحین، تابعین کے واقعات کو پڑھنا	136
117	(3) مضبوط ایمان اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنا	137
118	(4) فکر آخرت اختیار کرنا	138
119	(5) تدبر سے قرآن وحدیث پڑھنا	138
	باب:4 صبر	
120	**(1) ہمیں صبر کرنے کا حکم ہے بے صبری کی ممانعت ہے**	140
121	● انبیاء کرام کو بھی صبر کا حکم تھا	140
122	● حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صبر کا حکم تھا:	141
123	**(2) صبر کے فضائل**	143
124	(1) اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ''صبور'' بھی ہے	143
125	(2) صبر نبیوں کی صفت ہے	143
126	(3) فائدہ ہی فائدہ نقصان نہیں	144
127	(4) گناہوں کی معافی ہے	145
128	(5) نصیحت ہے تنبیہ ہے	146
129	(6) صبر نور ہدایت ہے	147
130	(7) اجر وثواب ہے	147
131	(8) صبر والوں کو صرف اجر وثواب نہیں ملے گا بلکہ اجر وثواب بے حساب ملے گا	147
132	(9) صبر پر آپ کو بہت کچھ ملے گا	149
133	(10) صبر کی وجہ سے بندہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے	149
134	(11) صبر کی راہ پر چل کر لوگوں کی قیادت کا درجہ حاصل کیا جا سکتا ہے	149
135	(12) صبر کرنے والا بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعریف سے نوازا جاتا ہے	150

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
136	(13) صابر بندوں کو بشارت دینے کا حکم فرمایا گیا ہے	150
137	(14) صبر کرنے والے بندوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے	150
138	(15) صبر کرنے والوں کو اللہ کی معیت نصیب ہوتی	150
139	(16) صبر کرنے والوں کی اللہ کی طرف سے مدد و نصرت ہوتی ہے	150
140	(17) جو بندے صبر کرتے ہیں وہ جنت میں بلند درجات پائیں گے	151
141	(18) صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا اعزاز عطا ہوا ہے	151
142	(19) صبر کے ذریعے تمام جھگڑے ختم کیے جا سکتے ہیں	151
143	(20) صبر کرنے والے ہی حقیقت میں سچے مؤمن اور متقی ہیں	152
144	(21) صبر کرنے سے برکتیں ملتی ہیں۔	152
145	(22) صبر کی وجہ سے دشمنوں کی چالوں اور مکر سے حفاظت ہوتی ہے	152
146	(23) صبر کی وجہ سے بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دے دیا گیا	153
147	(24) مختلف پریشانیوں پر صبر کے فضائل	153
148	1) اپنے پیاروں کی موت پر	153
149	2) بیماریوں پر، آنکھوں کے ضایع ہونے پر	155
150	3) لوگوں کی اذیتوں پر	156
151	4) فتنہ کے دور میں دین پر جمنے	156
152	5) لوگوں کی حق تلفیوں پر	156
153	6) امیر ذمہ دار کے رویوں پر صبر	157
154	(25) جن محاسن اور محامدِ صفات اور اعلیٰ اخلاق کا درجہ اس دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ ہے، اُن میں صبر و برداشت کا بھی شمار ہے	158
155	(26) فتح مشکلات کی کنجی صبر اور دعا	159
156	(27) صبر کی فضیلتیں کہاں تک بیان کی جائیں بس آخری بات یہ سمجھ لیں	160
157	**(3) بے صبری پر وعید**	162
158	**(4) صبر کی حقیقت**	163
159	(1) جمنا، ثابت قدمی اور استقامت ہو	163
160	(2) صبر اللہ کی رضا کیلئے ہو	165
161	(3) صبر ابتدائی صدمہ کے وقت ہو	165
162	(4) صبر اعمال صالحہ کے ساتھ ہو	166
163	1) دین پر استقامت ہو مقصد پر جمنا ہو گناہوں سے بچنا ہو	166
164	2) صبر نماز کے ساتھ ہو	166
165	3) صبر تقویٰ کے ساتھ ہو	167
166	4) صبر ذکر کے ساتھ ہو	168
167	5) صبر دعا کے ساتھ ہو	168
168	6) صبر توکل کے ساتھ ہو	169

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
169	**(5) صبر کے 3 درجات**	170
170	1) صبر کا اعلیٰ درجہ	170
171	2) صبر کا ادنیٰ درجہ اور اس کے آثار	170
172	3) صبر کا متوسط درجہ اور اس کی علامت	171
173	**(6) صبر کی شکلیں**	173
174	(1) دین سیکھنے میں آنے والی مشکلات پر صبر	173
175	(2) دین پر عمل کرنے میں آنے والی مشکلات پر صبر	174
176	(3) دین کی اشاعت اور حفاظت کی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر	178
177	(4) قدرتی، آسمانی آفتوں میں ثابت قدمی اور صبر (صبر علی المصائب)	188
178	(5) لوگوں کی تکلیفوں اور ایذاؤں پر صبر	189
179	(6) خوش حالی اچھے حالات اور کامیابی میں صبر	192
180	**(7) مقام صبر حاصل کرنے کا طریقہ**	194
181	(1) تقدیر پر یقین بڑھانا	194
182	(2) صبر ملنے والے اجر اور اس کے فضائل کا استحضار	194
183	(3) پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں سوچنا/ صابرین کے قصے پڑھنا	195
184	(4) نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرنا	195
185	(5) کسی غم یا مصیبت کی خبر پر انا اللہ وانا الیہ راجعون کہنا	195
186	(6) صبر کرنے کی کوشش کرنا	196
187	**(9) صبر سے متعلق اردو، عربی کتب/ خطبات**	198
	باب:5 شکر	
188	**(1) ہمیں شکر ادا کرنے کا حکم ہے**	200
189	❑ انبیاء کرام کو بھی شکر کا حکم تھا	201
190	**(2) شکر کے فضائل**	202
191	1) شکر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے	202
192	2) شکر انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت ہے	202
193	3) شکر اس امت کی خاص صفت ہے	203
194	4) شکر سے اللہ کی پکڑ سے نجات ملتی ہے	204
195	5) شکر سے نعمتیں محفوظ ہو جاتی ہیں	205
196	6) شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے	206
197	7) شکر بڑی عبادت ہے	206
198	8) شکر سے حق قبول کرنے کی استعداد بڑھتی ہے	207
199	9) شکر کا فائدہ شکر کرنے والے ہی کو ہوتا ہے	208
200	10) شکر سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا نصیب ہوتی ہے	209
201	11) شکر کرنے والوں کو حضور ﷺ کی دعائیں ملتی ہیں	210
202	**(3) شکر کی حقیقت**	211
203	**(4) شکر کا مرتبہ**	212

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
204	**(5) مقام شکر حاصل کرنے کا طریقہ**	213
205	(1) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچنا، یاد کرنا، اپنے اندر ان کا استحضار پیدا کرنا	213
206	(2) مندرجہ ذیل دعا کو ہر فرض نماز کے بعد اور اوقات قبولیت میں مانگیں	214
207	**(6) شکر ادا کرنے کے طریقے**	219
208	(1) دل و دماغ کا شکر: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف اور اس میں غور و فکر کرنا	219
209	(2) زبان کا شکر: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کرنا	220
210	(3) جسم کا شکر: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا	221
211	(4) اللہ نے جو نعمت جس کام کے لیے دی ہو اس کو اسی کام میں خرچ کیا جائے	221
212	**(7) شکر کی شکلیں**	224
213	• پاکیزہ غذاؤں کے ملنے پر شکر ہو	224
214	• پیٹ بھر رزق ملنے پر شکر ہو	226
215	• کھانے کے ہر لقمہ، پانی کے ہر گھونٹ پر شکر ہو	227
216	• ہدایت اور آسانیاں ملنے پر شکر ہو	227
217	• جسمانی نعمتوں (اعضا جوارح کی سلامتی، صحت، قوت) پر شکر ہو	230
218	• دن رات کی نعمت پر شکر ہو	230
219	• دشمنوں کے خلاف مدد ملنے پر شکر ہو	230
220	• کوئی خوشی کی خبر ملے تو شکر ہو	231

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
221	• نعمتوں کے بعد جو جو دعائیں منقول ہیں ان کے ذریعہ شکر ہو	232
222	**(8) انسانی مزاج شکر گزاری ناشکری کے اعتبار سے**	233
223	(1) اکثر لوگ تو شکر ہی ادا نہیں کرتے	233
224	(2) جو شکر ادا کرتے ہیں وہ بہت تھوڑا کرتے ہیں	234
225	(3) نعمتوں کے ملنے سے پہلے وعدے کرتے ہیں، ملنے کے بعد مکر جاتے ہیں	236
226	(4) نعمتوں کا اظہار نہیں کرتے	237
227	• نعمتوں کو چھپانے پر وعید	239
228	• مسئلہ: حاسدین سے اگر خطرہ ہو تو نعمتوں کو چھپایا جا سکتا ہے	241
229	(5) نعمتوں کی نسبت اللہ کے غیر کی طرف کرتے ہیں	241
230	**(9) ناشکری پر وعیدیں**	243
231	ناشکری سے نعمتیں چھن جاتی ہیں	243
232	**(10) اللہ کی مخلوق کا بھی شکر ادا کرنے کا حکم ہے**	245
233	(1) والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے	245
234	(2) احسان کرنے والوں کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے	246
	باب: 6 محبت و نفرت	
235	**(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو**	248

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
236	● اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات	250
237	● اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت کی علامات	251
238	**(2) جن سے اللہ کو محبت ہو ان سے محبت ہو**	252
239	(1) اللہ کے رسول ﷺ سے محبت ہو	252
240	(2) صحابہ کرام اور اہل بیت سے محبت ہو	252
241	(3) اللہ کے بندوں (علماء، صلحاء، عام مومنین) سے محبت ہو	254
242	**(3) جس جس عمل سے اللہ کو محبت ہو اس سے محبت ہو**	256
243	1) اللہ تعالیٰ کو توبہ و استغفار سے محبت ہے	256
244	2) طہارت و پاکیزگی سے محبت ہے	256
245	3) نیک اعمال سے محبت ہے	256
246	4) صبر سے محبت ہے	256
247	5) عدل و انصاف سے محبت ہے	256
248	6) تقویٰ و پرہیزگاری سے محبت ہے	256
249	7) اللہ پر توکل و بھروسہ کرنے والے	257
250	8) اللہ کی راہ میں صف باندھ کر جہاد کرنے سے محبت ہے	257
251	9) نبی ﷺ کی سنتوں سے محبت ہے	257
252	10) قرآن کریم سے محبت	257
253	11) کثرت ذکر سے محبت ہے	257
254	12) تنہائی میں مناجات سے محبت ہے۔	257
255	**(4) اللہ ہی کے لیے محبت ہو اور اللہ ہی کے لیے نفرت ہو**	258

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
256	(1) اللہ کے دشمنوں سے دلی محبت نہ ہو	261
257	● اہل اہواء سے قطع تعلق	268
258	● فاسق سے محبت کرنے کا حکم	268
259	(2) مال و متاع سے دلی محبت نہ ہو	269
260	(3) اللہ کے غیر سے محبت نہ ہو	270

بسم الله الرحمن الرحيم

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

عبادات قلبیہ کی اہمیت، وضاحت

❑ اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر و قیمت ظاہری ٹیپ ٹاپ خوبیوں سے نہیں انسان کی باطنی (اندرونی) خوبیوں سے ہے

- **تقویٰ بہترین لباس ہے۔**

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۔ (اعراف/26)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں۔

یعنی باطن کو خوبیوں صفات سے آراستہ کرنا یہ باطن کا لباس ہے، اس کا نام لباس تقویٰ ہے۔ یہ لباس انسان کو دنیا و آخرت میں خوبصورت بناتا ہے، انسانی شخصیت کو جیسی خوبصورتی اس لباس تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے ایسی خوبصورتی کسی قیمتی سے قیمتی عمدہ سے عمدہ لباس سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ لہذا صرف لباس ظاہری کی فکر میں نہیں رہنا چاہیے۔ لباس تقویٰ پہننا چاہیے۔ لباس قیمتی ہو یا سستا کردار کو نہیں چھپا سکتا، اپنے کردار کو اچھا کرو ہر لباس میں اچھے لگو گے۔

- **اللہ تعالیٰ دلوں کی خوبیوں کو دیکھتے ہیں**

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ واعمالكم۔

(مسلم 6543، جامع الاصول: 4731)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا، لیکن وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

• VIP شخصیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ العَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ القِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: اقْرَءُوا، {فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ القِيَامَةِ وَزْنًا}۔

(بخاری، رقم: 4729، جامع الاصول، رقم: 712)

بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم (VIP) شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (کھف: 105) قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔

• کمزور شخصیت لیکن احد پہاڑ سے زیادہ وزنی

ایک اور روایت میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ مَسْعُودٍ فَصَعِدَ عَلَى شَجَرَةٍ أَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنْهَا بِشَيْءٍ، فَنَظَرَ أَصْحَابُهُ إِلَى سَاقِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ حِينَ صَعِدَ الشَّجَرَةَ، فَضَحِكُوا مِنْ حُمُوشَةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا تَضْحَكُونَ؟ لَرِجْلُ عَبْدِ اللهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أُحُدٍ۔ (مسند احمد، رقم: 920)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کو حکم دیا کہ وہ درخت پر چڑھ کر وہاں سے کوئی چیز اتار لائیں، وہ درخت پر چڑھے، جب صحابہ کرام نے ان کے درخت پر چڑھتے ہوئے ان کی پتلی پتلی کمزور پنڈلیوں کو دیکھا تو وہ ہنسنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں ہنستے ہو؟ قیامت کے دن عبداللہ کی ٹانگ ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگی۔

• کمزور شخصیت لیکن اللہ کے ہاں بڑا مقام

حدیث میں آتا ہے:

أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔ (بخاری، رقم:4918)

میں تمہیں جنتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں۔ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔

• کمزور شخصیت لیکن ساری دنیا والوں سے زیادہ قیمتی

مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ المُسْلِمِينَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لاَ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لاَ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لاَ يُسْتَمَعَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الأَرْضِ مِثْلَ هَذَا۔ (بخاری، رقم:5091)

ایک صاحب (جو مالدار تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ سہل نے بیان کہ نبی کریم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پہلے جیسوں سے دنیا بھر جائے یہ اکیلا ان سب سے بہتر ہوگا۔

● صرف ظاہر دیکھ کر کسی کو آئیڈیل نہیں بنانا چاہیے

ایک حدیث میں آتا ہے:

كَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ، - قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ - ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الجَبَابِرَةِ، وَهَذِهِ الأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ۔ (بخاری، رقم: 3436)

نبی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش (VIP) گزرا۔ اس عورت نے

دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا نہ بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسی بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہاں کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا (اللہ کے یہاں بے قیمت تھا) اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ (وہ پاکدامن مظلوم اللہ کے یہاں مقبول بندی تھی)

• ظاہری ٹیپ ٹاپ، اترانے والوں پر خدا کی پکڑ آتی ہے

ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ، يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم، رقم:2088)

ایک شخص اپنے بالوں اور اپنی چادروں پر اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

- معاشرے کے ترازوں میں کردار کے پلڑے کا ہلکا اور دولت، ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پلڑے کا بھاری ہونا بدترین زوال کی علامت ہے۔
- آدمی کو مرنے تک زندہ رہنا چاہیے اور اس کے کردار کو مرنے کے بعد بھی۔
- اچھا انسان وہ ہے جس کو ثابت کرنا پڑے کہ میں اچھا ہوں بلکہ اس کا کردار اس کے اچھے ہونے کی خود گواہی دے۔

- بعض لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے پیسوں کے اور کچھ نہیں ہوتا
- ایک سلسلہ گفتگو میں حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے فرمایا: اہل کمال کو زیب وزینت کی ضرورت نہیں ہوتی ان کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ ایسی فضولیات کی طرف متوجہ ہوں، میں تو جب کسی کو زیب وزینت کا اہتمام کرتا دیکھتا ہوں، سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص کمال سے خالی ہے اور حصول کمال کی طرف متوجہ نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: 2/306)
- بعض لوگوں کے بارے میں لوگ یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ گاڑی تو دو کروڑ کی تھی مگر بندہ دو کوڑی کا بھی نہیں تھا۔

❏ انسان کا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا ہے؟

انسان صرف جسم کا نام نہیں بلکہ انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے، جسم کی طرح روح بھی کبھی صحتمند اور کبھی بیمار ہوتی ہے۔ دل اور روح کے بننے اور بگڑنے کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر دل کی دنیا صحیح ہے، اس کا نظام ٹھیک چل رہا ہے، اس میں صحیح خواہشیں پیدا ہوتی ہیں۔ صحیح جذبات جنم لیتے ہیں، تو انسان صحت مند ہے اور اگر اس کا نظام گڑبڑ ہے تو انسان کی ظاہری زندگی کا نظام بھی گڑبڑ ہو جاتا ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے اسی حقیقت کو آج سے تیرہ سو سال پہلے اس طرح بیان فرمایا تھا:

> خبردار! جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے۔
>
> (جامع الاصول، رقم: 8133)

دل کے سنورنے اور بگڑنے کا کیا مطلب ہے؟ وہ کن چیزوں سے سنورتا اور کن چیزوں سے بگڑتا ہے؟ اس کی بیماریاں کیا ہیں؟ اور ان کا علاج کیسے کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کو یوں سمجھئے کہ جس طرح ظاہر بدن کبھی تندرست ہوتا ہے کبھی بیمار، اور تندرستی قائم رکھنے کے لیے غذا ہوا وغیرہ سے تدبیر کی جاتی ہے، بیماریوں کو دفع کرنے کے لیے دواؤں سے علاج

کیا جاتا ہے، اسی طرح انسان کے باطن کی تندرستی کی تدبیر اپنے خالق و مالک کو پہچاننا اس کا ذکر و شکر اور اس کے احکام کی اطاعت ہمہ وقت کرنا ہے، اس کی بیماری اللہ کی یاد سے غفلت اس کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

یہ دل کی بیماریاں، کفر، شرک، نفاق، حسد، کینہ، تکبر، نخوت، حرص، بخل، حب جاہ، حب مال، غرور وغیرہ ہیں۔

اور تندرستی یہ ہے کہ اپنے مالک حقیقی حق تعالیٰ کو پہچانے تمام نفع نقصان، تکلیف راحت کا مالک اس کو سمجھے، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، کوئی تکلیف پیش آئے تو صبر سے کام لے، تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرے، اس کی رحمت کا امیدوار اور عذاب سے ڈرتا ہے، اس کی رضا جوئی کی فکر میں رہے، اور صدق و اخلاق کے ساتھ تمام احکام بجالائے۔

(دل کی دنیا:12)

ان باطنی امراض سے نجات حاصل کرنے کا مکمل علاج قرآن کریم ہے: شریعت کے احکام جسم اور روح دونوں سے متعلق ہیں۔

اسلام کے جو احکام ہماری ظاہری زندگی سے متعلق ہیں وہ علم فقہ کا موضوع ہیں، اور جو احکام ہمارے باطن کی پوشیدہ دنیا سے تعلق رکھتے ہیں وہ علم تصوف میں بیان کیے جاتے ہیں۔

(دل کی دنیا:9)

باب:1

توبہ

(1) ہمیں توبہ کا حکم ہے

(2) ہمیں جلد سے جلد توبہ

(3) توبہ ہر شخص پر واجب ہے

(4) توبہ کے فضائل

(5) توبہ نہ کرنے پر وعیدیں

(6) توبہ میں ٹال مٹول کرنے کی 4 وجوہات اور ان کا علاج

(7) توبہ کی حقیقت، شرائط اور طریقہ

(8) توبہ کا ثمرہ

(9) توبہ پر استقامت کا طریقہ

(10) سچی توبہ کرنے والوں کے واقعات

(11) توبہ کے موضوع پر کتابیں اور خطبات

(12) صغیرہ کبیرہ گناہ

(1) ہمیں توبہ کا حکم ہے

- قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(النور:31)

اے مسلمانوں! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

- ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوبَةً نَصُوحًا۔

(التحریم:8)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) ہمیں جلد سے جلد توبہ کا حکم ہے

- قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ (النساء:31)

اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے جو ذمہ داری لی ہے وہ ان لوگوں کے لئے جو نادانی سے کوئی برائی کرڈالتے ہیں، پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، اور حکمت والا بھی۔

- ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُبْصِرُونَ۔ (الاعراف:201)

جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا ہے انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آکر چھوتا بھی ہے تو وہ فوراً (اللہ کو) یاد کر لیتے ہیں، چنانچہ اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ۔ (قیامۃ:5)

اصل بات یہ ہے کہ انسان چاہتا یہ ہے کہ اپنی آگے کی زندگی میں بھی ڈھٹائی سے گناہ کرتا رہے۔

امام بخاریؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ انسان یہ کہتا ہے کہ "سَوْفَ أَتُوْبُ سَوْفَ أَعْمَلُ" کہ ابھی بڑا وقت ہے بعد میں توبہ کرلوں گا، اپنی زندگی سنوارلوں گا۔

(بخاری، تفسیر، سورۃ القیامۃ)

● ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ۔ (حدید:16)

جو لوگ ایمان لے آئے ہیں کیا اُن کے لیے اب بھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر کے لیے اور جو حق اُترا ہے، اس کے لیے پسیج جائیں؟ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی، اور ان کے دل سخت ہو گئے، اور (آج) ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں؟

● **حضرت فضیل بن عیاضؒ کا واقعہ جذب**

حضرت فضیل بن عیاضؒ گنہگار تھے، ڈاکہ مارتے تھے، ایک گھر میں ڈاکہ مارنے کے لیے اپنے ڈاکوؤں کے گروہ کے ساتھ چار دیواری پر کھڑے تھے کودنے کے لیے، اس گھر میں ایک ولی اللہ تلاوت کر رہا تھا، تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا۔ ''اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' کیا ایمان والوں کے لیے ابھی یہ وقت نہیں آیا ''اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔'' کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے ڈر جائیں نرم پڑ جائیں، پس چوٹ لگ گئی، وقت آ گیا ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے
سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں۔

چوٹ لگ گئی، فوراً! اُتر آئے کہا کہ اے اللہ میرے دل نرم ہو گیا آپ کی یاد کے لیے وقت آ گیا، بس تمام ڈاکوؤں سے کہا کہ میرے اللہ نے مجھے جذب کر لیا ہے اب میں کسی کا نہیں

ہو سکتا ہوں ؎

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہم نفسو رہا نہیں

اے ڈاکوو! اب میں تمہارے کام کا نہیں رہا۔ جہاں جہاں ڈاکہ مارا تھا وہاں پیسے واپس کیے اور جہاں نہیں کر سکتے پیر پکڑ کر روئے کہ ہم کو معاف کر دو قیامت کے دن نہ پکڑنا۔

(تجلیات جذب، حصہ سوم:16)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION
المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION
المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) توبہ ہر شخص پر واجب ہے

• چار خصلتیں

گزشتہ آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ توبہ ہر شخص پر واجب ہے۔ اب رہی یہ بات کہ تمام بنی آدم اور ہر انسان پر توبہ کے وجوب کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان چار قسم کی صفات سے مرکب ہے یعنی اس کے خمیر میں چار خصلتیں ہیں:

پہلی خصلت: حرص وشہوت اور فسق وفجور، جو حیوانات کی خصلت ہے۔

دوسری خصلت: غصہ، حسد، بغض اور عداوت کا مادہ انسان کے اندر موجود ہے، جو درندوں کی صفت ہے۔

تیسری خصلت: مکر وفریب، دھوکہ اور مکاری، جو شیطانی اخلاق میں سے ہے۔

چوتھی خصلت: کبر، نخوت، بڑائی وتفاخر، حُبِّ مدح وحُبِّ جاہ، حکمرانی وسلطنت، حکومت وشان وشوکت، غلبہ وعزت کی طلب کا مادہ اس میں موجود ہے جو ربوبیت کی صفات ہیں۔

یہ چاروں خصلتیں انسان کے اندر مختلف اوقات میں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔

چنانچہ بچپن میں پہلی قسم کی خصلتیں (حیوانات کی خصلتیں) غلبہ کیا کرتی ہیں اور انسان شہوت وحرص میں گویا چوپایہ اور جانور بن جاتا ہے۔

اس کے بعد جب نوجوانی کا زمانہ آتا ہے تو درندوں کی عادتوں کا غلبہ ہوتا ہے کہ انسان ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں، ایک دوسرے سے جلتے ہیں، آپس میں عداوتیں پیدا ہوتی ہیں، کسی سے بغض ہے، کسی سے عناد ہے، کسی پر غصہ آرہا ہے ناگوار ناپسندیدہ بات پر ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کیلئے تیار ہے وغیرہ وغیرہ، غرض اس حالت میں انسان اور درندہ گویا ہم جنس بن جاتے ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پھر جب اس کے بعد بھرپور جوانی کا زمانہ ہوتا ہے اور بدن میں قوت آجاتی ہے تو یہ جانوروں اور درندوں کی خصلتیں چاہتی ہیں کہ اپنی خواہشیں پوری کریں یعنی پسندیدہ چیز حاصل کریں اور ناپسندیدہ چیزوں کو خاک میں ملائیں، پس اس وقت شیطانی اخلاق ظاہر ہوتے ہیں اور اپنا غلبہ کرتے ہیں، کہ ابھی کسی چیز کی خواہش ہوئی اور فریب ودھوکہ بازی نے مدد کرنے کا اقرار کیا، ابھی کسی پر غصہ آیا اور فورا مکاری وجعل سازی نے اپنی دانائی و ہوشیاری کو پیش کیا، غرض اخلاق شیطانیہ اس زمانہ میں جانوروں اور درندوں کی خصلتوں سے جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں انکے نفاذ میں معین و مددگار بنتے ہیں اور انسان کو شیطانِ مجسّم بنادیتے ہیں۔

اور جب اس میں کامیابی نظر آنے لگتی ہیں تو پھر تکبر وتعلّی پیدا ہوجاتی ہے، اور وہ انسان چاہتا ہے کہ ہر شخص اس کی مدد کرے، ہر شخص اس کا مطیع وفرمانبردار ہوجائے، ہر شخص اس کی بڑائی اور کمال کا اعتراف کرے۔

اور جب ان چاروں خصلتوں کا ظہور ہوجاتا ہے، تو اب عقل کی قندیل اپنا منہ دکھاتی ہے جس میں ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے اور اس کو اچھے اور برے میں امتیاز کا موقع دیتا ہے، اگر یہ روشنی ظاہر نہ ہو تو مذکورہ خصائل کی ظلمت وتاریکی سے نجات ملنی دشوار ہوجاتی ہے، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عقل کی قندیل اور ایمان کے چراغ کا نور چالیس سال کی عمر میں کمال پر پہنچتا ہے، اور جو بری خصلتیں بلوغت کے وقت پیدا ہونے لگی تھیں ان کی اصلیت اور حقیقت اچھی طرح کھل جاتی ہے، پس جس وقت یہ نور نظر آتا ہے تو انسان کا دل گویا جنگ کا ایک وسیع میدان بن جاتا ہے، جس میں اس ظلماتی لشکر یعنی چاروں خصلتوں کی دل میں لشکر خدائی یعنی عقل اور ایمان کے نور کے ساتھ جنگ ہوجاتی ہے اور دونوں لشکروں میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ دوسرے کو مغلوب اور اپنا تابع بنالے، پس اگر نور عقل کمزور ہوجائے تو شیطانی لشکر فتحیاب ہوکر قلب پر مسلط ہوجاتا ہے، اور دشمن سے بے خوف ہوکر انسان کے دل

پر قبضہ اور حکومت کرنے لگتا ہے، اور اگر شیطانی لشکر ناکام ہو جائے اور میدان عقل اور ایمان کے ہاتھ آجائے تو انسان کی حالت سنور جاتی ہے اور طبیعت مہذب بن جاتی ہے۔

اور چونکہ بنی آدم کی فطرت ہی اس جنگ کی تقاضہ کرتی ہے اس لیے ہر شخص کے لیے اس کا پیش آنا لازمی ہے، پس معلوم ہو گیا کہ توبہ سے کوئی شخص بھی مستغنی نہیں ہے، کیونکہ اس نورِ عقل ہی کا نام توبہ ہے جو معرکہ کے وقت ان بری خصلتوں کا مدمقابل بنتا ہے اور انسان کو اس پاک شریعت کا تابعدار بنانے کی کوشش کرتا ہے جس سے آخرت کی فلاح اور ابدی نجات ہوتی ہے۔

چونکہ کوئی انسان کسی وقت بھی گناہ سے خالی نہیں ہے اس لیے کوئی وقت بھی ایسا نہ ہوگا جس میں کوئی شخص توبہ سے مستغنی ہو، کیونکہ انسان کسی حال اور کسی مرتبہ کا بھی ہو یہ ضروری ہے کہ یا تو اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو کسی گناہ کا مرتکب ہو رہا ہوگا، اور یا دل سے کوئی گناہ ثابت ہو رہا ہوگا، یعنی یا تو اعضاء سے کسی خلاف شرع کام میں ملوث ہوگا اور یا دل میں کسی مذموم خصلت یا ایسی بری عادت میں ضرور مبتلا ہوگا کہ جس کی اصلاح کے لیے توبہ کی ضرورت ہوگی۔ (تبلیغ دین:222)

● انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، علماء، اللہ والے تو نیک اعمال کر کے بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے تھے اور کرتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی کسی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں سمجھتے، وہ عبادت کر کے بھی اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے ہیں۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت ''وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ'' (المؤمنون:60) (جو لوگ اللہ کے لئے دیتے ہیں، جو دیتے ہیں اور ان کے دل خوف کھا رہے ہوتے ہیں (کہ قبول ہوگا کہ نہیں ہوگا)) کا مطلب پوچھا: کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں، اور چوری کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں صدیق کی صاحبزادی! بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، صدقے دیتے ہیں، اس کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ نیکیاں قبول نہ ہوں،

یہی ہیں وہ لوگ جو خیرات کرتے (بھلے کاموں) میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی لوگ بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے لوگ ہیں۔ (ترمذی، رقم:3175)

(1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی توبہ:

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی نظر فرمائی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے ایسی مشکل کی گھڑی میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، جبکہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈگمگا جائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ یقیناً وہ ان کے لئے بہت شفیق، بڑا مہربان ہے۔ (توبۃ:117)

- حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم ہے بے شک میں ایک دن میں ستر سے زیادہ دفعہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اور اسکی توبہ کرتا ہوں۔ (مسند احمد، رقم:8493)

(2) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

چنانچہ ان دونوں نے اس درخت میں سے کھالیا (جس ممانعت ہوئی تھی اور شیطان نے اس کو شجرۃ الخلد کہ کر بہکایا تھا) جس (سے کھاتے ہی) ان دونوں کے شرم کے مقامات ان کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانکنے کو) وہ دونوں جنت کے پتوں کو اپنے (بدن کے) اوپر (جنت کے درختوں کے پتے) گانٹھنے لگے، اور (اس طرح) آدم نے اپنے رب کا کہا ٹالا، اور بھٹک گئے، پھر (جب انہوں نے معذرت کی تو) ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنالیا سوان پر (مہربانی سے) توجہ فرمائی اور راہِ راست پر ہمیشہ قائم رکھا، (کہ پھر ایسی خطائیں نہیں ہوئی)۔ (طٰہٰ:121-122)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) حضرت نوح علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

اور (جب) نوح علیہ السلام (نے کنعان کو ایمان لانے کے لئے فرمایا اوراس نے نہ مانا تو اس کے غرق ہونے قبل انہوں) نے (اس امید پر کہ شاید حق تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کے دل میں ایمان القاء فرمادیں، اور ایمان لے آئے) اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ: اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے گھر ہی کا ایک فرد ہے، اور بیشک تیرا (یہ) وعدہ سچا ہے، (کہ میرے گھر والوں میں جو ایمان والے ہیں ان کو بچالوں گا) اور (گویہ سر دست ایمان والا اور مستحقِ نجات نہیں ہے لیکن) تو سارے حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے، (اگر آپ چاہیں تو اس کو مؤمن بنادیں تا کہ یہ بھی اس وعدہ حقہ کا محل بن جائے) اللہ تعالی نے فرمایا: اے نوح! یقین جانو وہ (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں سے نہیں ہے، (جو ایمان لاکر نجات پانے والے ہیں، یعنی اس کی قسمت میں ایمان نہیں ہے بلکہ) وہ تو (خاتمہ تک) ناپاک عمل کا پلندہ (کافر رہنے والا) ہے، لہذا مجھ سے ایسی چیز نہ مانگو جس کی تمہیں خبر نہیں، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادانوں میں شامل نہ ہو، نوح علیہ السلام نے کہا: میرے پروردگار! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آئندہ آپ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں، اور اگر آپ نے میری مغفرت نہ فرمائی، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوجاؤنگا جو برباد ہو گئے ہیں۔ (ھود: 45 تا 47)

(4) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مکمل فرمابردار بنالے اور ہماری نسل سے بھی ایسی امت پیدا کر جو تیری پوری تابع دار ہو اور ہم کو ہماری عبادتوں

کے طریقے سیکھا دے اور ہماری توبہ قبول فرمالے، بے شک تو اور صرف تو ہی معاف کردینے کا خوگر (اور) بڑی رحمت کا مالک ہے۔(البقرۃ:128)

(5) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر پہنچے اور ان کا رب ان سے ہم کلام ہوا تو وہ کہنے لگے: میرے پروردگار! مجھے دیدار کردیجئے کہ میں آپ کو دیکھ لوں۔فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکوگے، البتہ پہاڑ کی طرف نظر اٹھاؤ، اس کے بعد اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ لوگے، پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کردیا، اور موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے، بعد میں جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے کہا: پاک ہے آپ کی ذات، میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور (آپ کی اس بات پر کہ دنیا میں کوئی آپ کو نہیں دیکھ سکتا) میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں ۔(الأعراف:143)

(6) حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

اور کیا تمہیں ان مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے، (جو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ لیکر آئے تھے) جب وہ (حضرت داؤد علیہ السلام کے عبادت گاہ کی) دیوار پر چڑھ کر عبادت گاہ میں گھس آئے تھے؟ (کیونکہ دروازے سے پہرے داروں نے اسلئے نہیں آنے دیا کہ وہ وقت عبادت کا تھا، مقدمات کے فیصلے کا نہیں) جب وہ داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچے تو داؤد علیہ السلام ان (کے اس بے قاعدہ آنے) سے گھبرا گئے، (کہ کہیں یہ دشمن نہ ہوں جو قتل کے ارادے سے اس طرح تنہائی میں آگھسے ہوں) انہوں نے (داؤد علیہ السلام سے) کہا ڈریے نہیں ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے، (اس فیصلہ

کے لئے ہم آئے ہیں، چونکہ پھرے داروں نے دروازے سے نہیں آنے دیا اس لئے اس طرح آنے کے مرتکب ہوئے) اب آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دیجئے، (پھر ایک شخص بولا کہ صورت مقدمہ یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں، اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے، اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دو، اور اس نے زور بیان سے مجھے دبا لیا ہے، داؤد علیہ السلام نے کہا: اس نے اپنی دنبیوں میں شامل کرنے کے لئے تمہاری دنبی کا جو مطالبہ کیا ہے اس میں یقیناً تم پر ظلم کیا ہے، اور بہت سے لوگ جن کے درمیان شراکت ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے ہیں، اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، اور وہ بہت کم ہیں، (یہ بات آپ نے مظلوم کی تسلی کے لئے ارشاد فرمائی) اور داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ ہم نے دراصل ان کی آزمائش کی ہے، اس لئے انہوں نے اپنے پروردگار سے معافی مانگی، اور جھک کر سجدے میں گر گئے اور اللہ سے لو لگائی، چنانچہ ہم نے اس معاملہ میں انہیں معافی دے دی، اور حقیقت یہ ہے کہ ان کو ہمارے پاس خاص تقرب حاصل ہے اور بہترین ٹھکانا۔ (سورۃ ص: 25-21)

(7) حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ:

قرآن کریم میں ہے:

اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ) کو دیکھو! جب وہ (اپنی قوم سے جب وہ ایمان نہیں لائی) خفا ہو کر چل کھڑے ہوئے تھے (اور ان کی قوم پر عذاب ٹلنے کے بعد بھی خود واپس نہ آئے، اور اس سفر کیلئے ہمارے حکم کا انتظار نہیں کیا) اور یہ سمجھتے تھے (اپنے اجتہاد سے) کہ ہم (اس چلے جانے پر) ان کی کوئی پکڑ نہیں کریں گے (یعنی چونکہ اس فرار کو انہوں نے اپنے اجتہاد سے جائز سمجھا، اس لئے وحی کا انتظار نہ کیا لیکن چونکہ امید وحی تک وحی کا انتظار انبیاء کیلئے مناسب ہے، اور یہ مناسب کام

ان سے ترک ہو گیا، لہذا ان کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ راستہ میں ان کو کوئی دریا ملا اور وہاں کشتی میں سوار ہوئے، کشتی چلتے چلتے رک گئی، یونس علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا یہ بلا اجازت فرار ناپسند ہوا، اس کی وجہ سے یہ کشتی رکی، کشتی والوں سے فرمایا کہ مجھ کو دریا میں ڈال دو، وہ راضی نہ ہوئے، غرض قرعہ پر اتفاق ہوا، تب بھی ان ہی کا نام نکلا، آخر ان کو دریا میں ڈال دیا، اور خدا کے حکم سے ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا)، پھر انہوں نے اندھریوں میں سے آواز لگائی (ایک اندھیرا مچھلی کے پیٹ کا، دوسرا دریا کے پانی کا دونوں گہرے اندھیرے جو بہت سی اندھیریوں کے قائم مقام، یا تیسرا اندھیرا رات کا، غرض ان تاریکیوں میں دعا کی) کہ: (یا اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں (یہ توحید ہے)، تو ہر عیب سے پاک ہے، بیشک میں قصوروار ہوں (یہ استغفار ہے، جس سے مقصود یہ ہے کہ میرا قصور معاف کر کے اس شدت سے نجات دیجئے)، اس پر ہم نے ان کی دعا قبول کی، اور انہیں گھٹن سے نجات عطا کی، اور اسی طرح ہم ایمان رکھنے والوں کو (کرب وغم سے) نجات دیتے ہیں۔ (انبیاء:88-87)

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) توبہ کے فضائل

- **توبہ کرنے میں ہی خیر ہے**

منافقین کو توبہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاِنۡ یَّتُوۡبُوۡا یَكُ خَیۡرًا ۔ (التوبة:74)

اگر یہ بھی توبہ کرلیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

- **توبہ مومنین کی صفات میں سے ہے**

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلتَّآئِبُوۡنَ۔۔۔۔وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔ (التوبة:112)

اور وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔۔۔اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

- **بندہ کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوتی ہے**

اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے جتنی خوشی ہوتی ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بے آب وگیاہ اور دہشت ناک جنگل میں پہنچ جائے اور اس کی سواری مع توشہ کے جو اس پر رکھا ہوا تھا گم ہوجائے کہ وہ اس کو ڈھونڈ تا ڈھونڈ تا تھک جائے اور آخر اس وجہ سے کہ سواری کے بغیر نہ جنگل سے باہر نکل سکتا ہے اور نہ توشہ کے بغیر فاقہ کی موت سے جان بچا سکتا ہے، زندگی سے مایوس ہوجائے کہ نہ پیدل چلنے کی طاقت ہے، اور نہ وہاں آب ودانہ میسر آنے کی امید۔ اس لئے مایوس ہوکر کسی درخت کے نیچے آلیٹے اور اپنے ہاتھ پر سر رکھ کر اس فکر میں ڈوبا ہوا سوجائے کہ اب موت آیا چاہتی ہے، اور پھر دفعتہً اس کی آنکھ کھل جائے ، اور وہ دیکھے کہ اس کی کھوئی ہوئی سواری اس کے پاس کھڑی ہے اور کھانے پینے کا سامان جو

اس پر لدا ہوا تھا وہ بعینہٖ موجود ہے، تو اس کی ایسی حالت میں اپنی زندگی سے ناامید ہونے کے بعد سرمایہ حیات ہاتھ لگنے کی وجہ سے جتنی خوشی دفعۃً حاصل ہوگی اس سے زیادہ حق تعالیٰ کو اس وقت خوشی ہوتی ہے جبکہ بندہ اس کی جانب رجوع کرتا ہے اور اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے۔(تبلیغ دین:220، جامع الاصول، رقم:7301-978م۔خ)

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

  اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ سے ان کو بخشوائے گی۔(مسند احمد:2623)

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

  ایک بندے نے گناہ کیا، اس نے کہا: اے اللہ میرا گناہ بخش دے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ ہے، اس نے گناہ کیا ہے، تو اسے معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے، اور (چاہے تو) گناہ پر پکڑتا ہے، اس بندے نے پھر سے وہی کیا، گناہ کیا، اور کہا: میرے رب! میرے لئے میرا گناہ بخش دے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ ہے، اس نے گناہ کیا ہے، تو اسے معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے، اور (چاہے تو) گناہ پر پکڑ لیتا ہے، (میرے بندے! اب تو) جو چاہے کر۔ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔(مسلم، رقم:2758)

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا:

  جب رات کا آدھا یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور کہتا ہے: کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اسے دیا جائے؟ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ کیا کوئی بخشش کا طلبگار ہے کہ اسے بخشا جائے؟ حتیٰ کہ صبح پھوٹ پڑتی ہے۔

  (مسلم، رقم:1774)

- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دست (رحمت بندوں کی طرف) پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کو توبہ کرنے والا توبہ کرے، اور دن کو اپنا دست (رحمت) پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے (اور وہ اس وقت تک یہی کرتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے۔ (مسلم، رقم:2759)

- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سارے انسان خطا کار ہیں، اور خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، رقم:2499، جامع الاصول، رقم:988)

• اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ”توّاب“ ہے

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۔ (التوبة:104)

کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات بھی قبول کرتا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا، بڑا مہربان ہے؟

- ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيۡهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوۡبُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۔ (التوبة:118)

اور ان تینوں پر بھی (اللہ تعالیٰ نے رحمت کی نظر فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کردیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب ان پر یہ زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی، ان کی زندگیاں ان پر دوبھر ہوگئیں، اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے خود اسی کی پناہ میں آئے بغیر کہیں اور پناہ نہیں مل

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سکتی، تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا، تاکہ وہ آئندہ اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع کیا کریں۔ یقین جانو اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

- ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِن رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيهِ ۔اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔ (البقرة:37)

پھر آدم علیہ السلام نے اپنے پرور دگار سے (توبہ کے) کچھ الفاظ سیکھ لیے (جن کے ذریعے انہوں نے توبہ مانگی) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی، بیشک وہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

- ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۔(الحجرات:12)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

• توبہ میں دنیا و آخرت کی کامیابیاں ہیں

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

وَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤمِنُونَ لَعَلَّكُم تُفلِحُونَ۔ (النور:31)

اے مسلمانوں! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

• توبہ سے حیات طیبہ نصیب ہوتی ہے

قرآن کریم میں ہے:

وَأَنِ استَغفِرُوا رَبَّكُم ثُمَّ تُوبُوا إِلَيهِ يُمَتِّعكُم مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ۔ (هود:3)

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اس کی طرف

رجوع کرو، وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک (زندگی سے) اچھا لطف اٹھانے کا موقع دے گا۔

فائدہ:

”مَتَاعًا حَسَنًا“ کی تفسیر میں اکثر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ استغفار وتوبہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم کو رزق کی وسعت اور عیش کی سہولتیں عطا فرمائے گا اور آفتوں اور عذابوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ متاعِ حسن سے مراد یہ ہے کہ انسان کی توجہ مخلوق سے ہٹ کر خالق پر جم جائے، اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ متاعِ حسن یہ ہے کہ انسان موجود پر قناعت کرے، اور مفقود کے غم میں نہ پڑے۔ (معارف القرآن: 4/587)

- **توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے**

قرآن کریم میں ہے:

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔ (الفرقان: 70)

ہاں مگر جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے، اور نیک عمل کرے تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا۔

- **توبہ سے قحط سالی ختم ہوتی ہے، مال، اولاد میں برکت ہوتی ہے**

حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ۔ (ھود: 52)

اے میری قوم! اپنے پرودگار سے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اس کی طرف سے رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا، اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا۔

(5) توبہ نہ کرنے پر وعیدیں

• توبہ نہ کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے

قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔ (البروج:10)

یقین رکھو کہ جن لوگوں نے مومن مردوں عورتوں کو ظلم کا نشانہ بنایا ہے، پھر توبہ نہیں کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کو آگ میں جلنے کی سزا دی جائے گی۔

• توبہ نہ کرنے والوں کے لیے بڑا عذاب ہے

قرآن کریم میں ہے:

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ۔ (هود:3)

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھر اس کی طرف رجوع کرو، وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک (زندگی سے) اچھا لطف اٹھانے کا موقع دے گا، اور ہر اس شخص کو جس نے زیادہ عمل کیا ہوگا، اپنی طرف سے زیادہ اجر دے گا، اور اگر تم نے منہ موڑا تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

• توبہ نہ کرنے والے ظالم ہیں

قرآن کریم میں ہے:

وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (الحجرات:11)

اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(6)توبہ میں ٹال مٹول کرنے کی 4 وجوہات اور ان کا علاج

• پہلی وجہ

گناہ پر جو سزا حق تعالی نے مقرر فرمائی ہے وہ گناہ کرتے ہی فوراً نہیں ملا کرتی، اور ظاہر ہے کہ جس فعل کا نتیجہ فوراً نہیں ملتا ذہن میں اس کی وقعت نہیں ہوا کرتی، اس وجہ سے گناہوں پر اصرار ہونے لگتا ہے۔

علاج: اس کا علاج یہ ہے کہ یہ سوچنا چاہیے کہ جو چیز ایک نہ ایک دن ضرور آنے والی ہے وہ قریب ہی ہے کیونکہ بعید تو اس کو کہنا چاہیے جو آئے نہیں اور جو ایک دن آنے والی ہے وہ بعید کہاں؟ خصوصاً موت کہ جس کا آنا یقینی بھی ہے، اور پھر اس کا وقت بھی مقرر نہیں تو اس کے بعید ہونے کا تو معنی ہی نہیں، کیا خبر ہے کہ آج ہی کا دن آخری دن اور یہی مہینہ آخری مہینہ اور یہی سال ہماری عمر کا آخری سال ہو، اس کی طرف سے غفلت کرنا حماقت ہے۔ پھر یہ بھی سوچیں کہ آئندہ کے افلاس کے اندیشہ سے معاش کے حاصل کرنے کی فکر میں آپ کیسے دور دراز کے سفر اور مصائب برداشت کرتے ہیں، تو کیا آخرت کی پائدار زندگی کا اتنا بھی فکر نہ ہو جتنا دنیا کی بہت جلد ختم ہو جانے والی ناپائدار زندگی کا ہوتا۔

• دوسری وجہ

نفس کو اپنی پسندیدہ خواہشات اور لذتوں میں مزہ آتا ہے لہٰذا ان کا چھوڑنا انسان کو ناگوار گزرتا ہے۔

علاج: یہ سوچیں اور غور کریں کہ اگر کوئی ڈاکٹر یہ کہدے کہ ’’ٹھنڈا پانی آپ کے لیے مضر

ہے، آپ اس کے قریب بھی نہ جائیں ورنہ مرجائیں گے'' تو ڈاکٹر کی اس بات کا آپ کے اوپر کیا اثر ہوگا؟ ظاہر ہے کہ زندگی ضائع ہوجانے کے خوف سے ٹھنڈا پانی جیسی لذیذ نعمت بھی آپ سے چھوٹ جائے گی۔ حالانکہ یہ ایک انسان کا قول ہے، اس میں غلطی کے بیس احتمال نکل سکتے ہیں۔ پھر خداوند کریم کی بتلائی ہوئی مضر خواہشات کو توڑنے میں کیا تامل ہے ؟ کیا اللہ اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کا ارشاد کسی ڈاکٹر کے قول کے برابر بھی نہیں ہے؟ یا جسمانی مرض سے مرجانا کیا ہمیشہ آگ میں جلنے سے بھی زیادہ تکلیف والا ہے؟ پھر یہ بھی سوچیں کہ جب آپ کا نفس اس قدر لذت پسند اور خواہشات کا پابند ہے کہ دنیا میں چند روز کے لیے معمولی لذتوں کا چھوڑنا اس کو شاق گزرتا ہے تو یہاں ان پائیدار لذتوں کے حاصل کرنے کی بدولت جب آخرت کی دائمی نعمتیں چھن گئیں تو ان کے چھوڑنے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آگ میں جلنے کی وہ برداشت کس طرح کرے گا۔

- **تیسری وجہ**

نفس نے ہمیں کاہلی کا سبق پڑھایا اور یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ ''توبہ کی ایسی جلدی ہی کیا ہے؟ آج نہیں تو کل کرلیں گے'' غرض اسی طرح دن گزرتے رہتے ہیں اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ اسی تاخیر اور آج کل میں وقت برابر ہوجاتا ہے، اور موت آجاتی ہے۔

علاج: پس اگر گناہ پر اصرار کرنے کی وجہ کاہلی ہو تو یہ سوچنا چاہیے کہ انجام کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہوگا، کون کہہ سکتا ہے کہ میں کل زندہ رہوں گا، اور توبہ نصیب ہوجائے گی؟ خوب یاد رکھیں کہ ایسے ہی لوگ جہنم کے ایندھن بنیں گے جنہوں نے توبہ کرنے کو آج کل پر چھوڑا یہاں تک کہ موت نے آ پکڑا، دوسرے یہ بھی سوچنے کہ بات ہے کہ جب نفس کو لذت کا چھوڑنا آج دشوار ہورہا ہے تو پھر کل کو جب کہ شہوت کی لذت اور مضبوط ہوجائے گی تو نفس سے کیسے چھوٹ سکے گی۔ اس کی مثال تو ایسی ہوگی جیسے آپ کو کسی درخت کے اکھاڑنے کا حکم ہوجائے اور آپ یوں کہے کہ جناب اس سال تو نہیں ہاں اگلے سال اکھاڑوں گا، حالانکہ

آپ خوب جانتے ہیں کہ درخت کی جڑ دن بدن مضبوط ہوگی اور آپ کی قوت روز بروز گھٹے گی اور ضعف بڑھے گا، جس درخت کو آج نہیں اکھاڑ سکے آئندہ سال کس طرح اکھاڑیں گے؟

• چوتھی وجہ

نفس نے آپ کو حق تعالیٰ کے عفو وکرم کی امید دلا رکھی ہے اور یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو ہمارے گناہوں کی پرواہ ہی کیا ہے وہ بڑا غفور ورحیم ہے، سارے گناہ بخش دے گا''۔

علاج: خوب یاد رکھیں کہ یہ نفس کی مکاری اور حیلہ جوئی ہے کہ شیطان نے اس راستے سے آکر اپنا کام بنالیا اور اس گھمنڈ کو اپنی کاربراری کا آلہ گردان لیا ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

> عقلمند وہی ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنالیا اور مرنے کے بعد کام آنے والا ذخیرہ جمع کیا، اور احمق وہ شخص ہے جس نے خواہشات کا اتباع کیا اور پھر خدا سے عفو وکرم کی امید لگائی۔

(جامع لاصول، رقم:8475، تبلیغ دین:231)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(7) توبہ کی حقیقت، شرائط اور طریقہ

❑ توبہ کی حقیقت

توبہ واستغفار کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ کوئی آدمی مثلاً غصہ کی حالت میں خودکشی کے ارادہ سے زہر کھالے، اور جب وہ زہر اندر پہنچ کر اپنا عمل شروع کرے اور آنتیں کٹنے لگیں اور وہ ناقابل برداشت تکلیف اور بے چینی ہونے لگے جو زہر کے نتیجہ میں ہوتی ہے اور موت سامنے کھڑی نظر آئے تو اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر رنج و افسوس ہو اور اس وقت وہ چاہے کہ کسی بھی قیمت پر اس کی جان بچ جائے اور جو دوا حکیم یا ڈاکٹر اسے بتائیں وہ اسے استعمال کرے اور اگر قے کرنے کیلئے کہیں تو قے لانے کے لئے بھی ہر تدبیر اختیار کرے۔ یقینا اس وقت وہ پوری صدق دلی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ کرے گا کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسی حماقت نہیں کروں گا۔

بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ کبھی کبھی صاحبِ ایمان بندہ غفلت کی حالت میں اغواء شیطانی یا خود اپنے نفسِ امارہ کے تقاضے سے گناہ کر بیٹھتا ہے، لیکن جب اللہ کی توفیق سے اس کا ایمانی حاسہ بیدار ہوتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے اپنے مالک ومولیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے کو ہلاک کر ڈالا، اور اللہ کی رحمت وعنایت اور اس کی رضا کے بجائے میں اس کے غضب اور عذاب کا مستحق ہوگیا اور اگر میں اسی حالت میں مرگیا تو قبر میں اور اس کے بعد حشر میں مجھ پر کیا گزرے گی اور وہاں اپنے مالک کو کیا منہ دکھاوں گا اور آخرت کا عذاب کیسے برداشت کرسکوں گا۔ الغرض جب توفیق الٰہی سے اس کے اندر یہ فکر واحساس پیدا ہوتا ہے تو وہ یہ یقین وعقیدہ رکھتے ہوئے کہ میرا مالک ومولیٰ بڑا رحیم وکریم ہے، معافی مانگنے پر بڑے سے بڑے گناہوں، قصوروں کو وہ بڑی خوشی سے معاف فرمادیتا ہے، وہ اس سے

معافی اور بخشش کی استدعا کرتا ہے اور اسی کو گناہ کے زہر کا علاج سمجھتا ہے۔ نیز اس کے ساتھ وہ آئندہ کے لئے فیصلہ کرتا ہے کہ اب کبھی اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کروں گا اور کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا۔ بس بندے کے اسی عمل کا نام استغفار اور توبہ ہے۔

(معارف الحدیث: 197/5)

❑ توبہ کی شرائط

پہلی شرط: جن گناہوں میں مبتلا ہیں انہیں فوراً چھوڑ دیں:

جس غلطی میں مبتلا تھے اس غلطی کی اصلاح کریں، تدارک کریں، حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام بھی شروع کریں۔

عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ) میں جو کوتاہی ہوئی ہو اس کی قضا و تلافی شروع کر دیں، صرف زبانی توبہ واستغفار کافی نہیں۔

کسی سے لڑائی جھگڑا ہو گیا ہو یا برا بھلا کہہ دیا ہو یا کوئی اور حق تلفی ہو گئی ہو تو ان سے اسی طرح جن سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہے ان سے بھی معافی مانگیں، کہا سنا معاف کرائیں، صلح صفائی کر کے دل صاف کریں، خصوصاً والدین، عزیز، رشتہ دار ناراض ہوں تو انہیں راضی کریں۔

کسی مالی حق ذمہ میں ہو تو جس قدر ممکن ہو اسے ادا کریں، اہلِ حق زندہ نہ ہوں تو ان کے ورثاء کو ادا کریں، ورثا معلوم نہ ہوں تو حق والوں کی طرف سے اتنا مال صدقہ کریں۔ اگر فوری ادائیگی مشکل ہو تو مناسب انتظام کریں، مثلاً وصیت لکھ دیں کہ فلاں، فلاں کو اتنا اتنا دینا ہے۔ (معلم الحجاج: 40-38)

نوٹ: گناہ صغیرہ وکبیرہ کون کونسے ہیں؟ اس کی تفصیل جاننے کے لیے دیکھیں، ص:

قرآن کریم میں جہاں توبہ کا ذکر ہے وہاں توبہ کے ساتھ اصلاح کو بھی بیان کیا ہے۔

● قرآن کریم میں ہے:

اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاَصۡلَحُوا وَبَيَّنُوا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔ (البقرۃ:160)

ہاں وہ لوگ جنہوں نے توبہ کرلی ہو، اور اپنی اصلاح کرلی ہو (اور چھپائی ہوئی باتوں کو) کھول کھول کر بیان کردیا ہو تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہوں، اور میں توبہ قبول کرنے کا خوگر ہوں بڑا رحمت والا۔

- قرآن کریم میں ہے:

اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعدِ ذٰلِكَ وَاَصلَحُوا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ (آل عمران:89)

البتہ جولوگ اس سب کے بعد بھی توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلیں، تو بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

فَاِن تَابَا وَاَصلَحَا فَاَعرِضُوا عَنهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۔ (النساء:16)

اگر وہ توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو، بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاَصلَحُوا وَاعتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَاَخلَصُوا دِينَهُم لِلّٰهِ فَاُولٰئِكَ مَعَ المُؤمِنِينَ وَسَوفَ يُؤتِ اللّٰهُ المُؤمِنِينَ اَجرًا عَظِيمًا ۔ (النساء:146)

البتہ جولوگ توبہ کرلیں گے، اپنی اصلاح کرلیں گے، اللہ تعالیٰ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے، اور اپنے دین کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنالیں گے، تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ شامل ہوجائیں گے، اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو ضرور اجرِ عظیم عطا کرے گا۔

● قرآن کریم میں ہے:

فَمَن تَابَ مِن بَعدِ ظُلمِهٖ وَاَصلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔(المائدۃ:39)

پھر جو شخص اپنی ظالمانہ کاروائی سے توبہ کرلے، اور معاملات درست کرلے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا، بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

● قرآن کریم میں ہے:

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِينَ يُؤمِنُونَ بِاٰيٰتِنَا فَقُل سَلٰمٌ عَلَيكُم كَتَبَ رَبُّكُم عَلٰى نَفسِهِ الرَّحمَةَ اَنَّهٗ مَن عَمِلَ مِنكُم سُوٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعدِهٖ وَاَصلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔(الانعام:54)

اور جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، تو ان سے کہو: سلامتی ہو تم پر! تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کا یہ معاملہ کرنا لازم کرلیا ہے، کہ تم میں سے کوئی نادانی سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرلے، اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

● قرآن کریم میں ہے:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعدِ ذٰلِكَ وَاَصلَحُوٓا اِنَّ رَبَّكَ مِن بَعدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔

(النحل:119)

پھر بھی تمہارا رب ایسا ہے کہ جن لوگوں نے برائی کا ارتکاب کرلیا اور اس کے بعد توبہ کرلی، اور اپنی اصلاح کرلی تو ان سب باتوں کے بعد بھی تمہارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

● قرآن کریم میں ہے:

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ (النور:5)

ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ کرلیں، اور اپنی اصلاح کرلیں، تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: عُدَّةُ الصابرین لابنِ قیم: 17)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ توبہ یہ ہے کہ جن غلط کاموں میں انسان مبتلا تھا انکو چھوڑے اور صحیح کام کرے، اگر اپنی ذمہ داریوں میں غفلت تھی تو اس غلط رویّہ کو چھوڑ کر اب اپنے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا کرے، ذمہ داریوں کو پورا کرنا شروع کرے۔

پس مشرک کی توبہ اس کا ایمان لانا ہے:

قرآن کریم میں ہے:

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡہُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡہُمۡ وَ خُذُوۡہُمۡ وَ احۡصُرُوۡہُمۡ وَ اقۡعُدُوۡا لَہُمۡ کُلَّ مَرۡصَدٍ ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوۡا سَبِیۡلَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۔ (التوبة:5)

چنانچہ جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو ان مشرکین کو (جنہوں نے تمہارے ساتھ بدعہدی کی تھی) جہاں بھی پاؤ قتل کرڈالو، اور انہیں پکڑو، انہیں گھیرو، اور انہیں پکڑنے کیلئے گھات کی جگہ تاک لگا کر بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، تو ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی ان کو قتل وقید نہ کرو) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

منافق کی توبہ اخلاص ہے:

قرآن کریم میں ہے:

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لَهُمْ نَصِيرًا ۔ اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاَصلَحُوا وَاعتَصَمُوا بِاللّٰهِ
وَاَخلَصُوا دِينَهُم لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤمِنِينَ وَسَوفَ
يُؤتِ اللّٰهُ الْمُؤمِنِينَ اَجرًا عَظِيمًا ۔ مَا يَفعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُم
اِن شَكَرتُم وَاٰمَنتُم ۔ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۔

(النساء:145تا147-74)

یقین جانو کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے، اور ان کے لئے تم کوئی مددگار نہیں پاؤ گے، البتہ جو لوگ توبہ کرلیں گے، اپنی اصلاح کرلیں گے، اللہ تعالیٰ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے، اور اپنے دین کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنالیں گے، تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ شامل ہوجائیں گے، اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو ضرور اجرِ عظیم عطا کرے گا، اگر تم شکرگزار بنو اور (صحیح معنیٰ میں) ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر آخر کیا کریگا؟ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے، (اور) سب کے حالات کا پوری طرح علم رکھتا ہے۔

حق بات چھپانے والے کی توبہ حق بات کا اظہار ہے:

قرآن کریم میں ہے:

اِنَّ الَّذِينَ يَكتُمُونَ مَا اَنزَلنَا مِنَ البَيِّنٰتِ وَالهُدٰى مِن
بَعدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلعَنُهُمُ
اللّٰهُ وَيَلعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ ۔ اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاَصلَحُوا
وَبَيَّنُوا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوبُ عَلَيهِم وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔

(البقرة:160-159)

بیشک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، باوجود یہ کہ ہم انہیں کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لئے بیان کرچکے ہیں، تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں، البتہ جو لوگ توبہ کرلیں گے، اپنی اصلاح کرلیں گے، اللہ تعالیٰ کا سہارا مضبوطی سے تھام لیں گے، اور اپنے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

دین کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنالیں گے، تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ
شامل ہوجائیں گے، اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو ضرور اجرِ عظیم عطا کرے گا۔

کسی پر تہمت (غلط الزام) لگانے والے کی توبہ، اپنی غلطی اور جھوٹ کا اعتراف ہے، گناہ کی توبہ گناہوں کو چھوڑ کر نیک اعمال کرنا ہے:

قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔

(الفرقان:86-71)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے، اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا، قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھا بڑھا کر دگنا کردیا جائیگا، اور وہ ذلیل ہوکر اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، ہاں مگر جو کوئی توبہ کرلے، ایمان لے آئے، اور نیک عمل کرے، تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا، اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے، اور جو کوئی توبہ کرتا اور نیک عمل کرتا ہے، تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف ٹھیک ٹھیک لوٹ آتا ہے۔

سودی معاملات کرنے والے کی توبہ سودی معاملات چھوڑ کر صحیح معاملات کرنا ہے:

قرآن کریم میں ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ

كُنتُم مُّؤمِنِين۔ فَإِن لَّم تَفعَلُوا فَاذَنُوا بِحَربٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُولِه۔ وَإِن تُبتُم فَلَكُم رُءُوسُ أَموَالِكُم لَا تَظلِمُونَ وَلَا تُظلَمُونَ۔ (البقرة:279-278)

اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا حصہ بھی (کسی کے ذمے) باقی رہ گیا ہو اسے چھوڑ دو، پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو، اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

دوسری شرط: گزشتہ پر ندامت، افسوس ہو:

- ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ندامت (شرمندگی) توبہ ہے۔
(ابن ماجہ، رقم:4252، مسند احمد، رقم:3568)

- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ! اگر تم سے گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو، پس بیشک گناہ سے توبہ، ندامت کرنا اور استغفار کرنا ہے۔
(مسند احمد، رقم:26279)

تیسری شرط: آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو:

- حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کسی گناہ سے توبہ کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اس سے توبہ کرے اور پھر اس کا ارتکاب نہ کرے۔ (مسند احمد، رقم:4264)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

چوتھی شرط: توبہ غرغرہ موت (موت کے آثار) نیز سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے ہو:

● قرآن کریم میں ہے:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا۔ (النساء:18)

توبہ کی قبولیت ان کے لئے نہیں جو بُرے کام کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آ کھڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کر لی، اور نہ ان کے لئے ہے جو کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

● قرآن کریم میں ہے:

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ۔ (الأنعام:158)

یہ (ایمان لانے کے لئے) اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا تمہارا پروردگار خود آئے، یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آجائیں؟ (حالانکہ) جس دن تمہارے پروردگار کی کوئی نشانی آ گئی، اس دن کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے لئے کارآمد نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کی کمائی نہ کی ہو، (لہذا ان لوگوں سے) کہہ دو کہ: اچھا انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● قرآن کریم میں ہے:

فَلَمَّا رَأَوا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللهِ وَحدَهُ وَكَفَرنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشرِكِينَ فَلَم يَكُ يَنفَعُهُم إِيمَانُهُم لَمَّا رَأَوا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللهِ الَّتِي قَد خَلَت فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الكَافِرُونَ۔(الغافر:85-84)

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تو اس وقت کہا کہ: ہم خدائے واحد پر ایمان لے آئے، اوران سب کا ہم نے انکار کر دیا جن کو ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے تھے، لیکن جب ہمارا عذاب انہوں نے دیکھ لیا تو اس کے بعد ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا تھا، خبردار رہو اللہ تعالیٰ کا یہی معمول ہے، جو اس کے بندوں میں پہلے سے چلا آتا ہے، اور اس موقع پر کافروں نے سخت نقصان اٹھایا۔

● قرآن کریم میں ہے:

وَجَاوَزنَا بِبَنِي إِسرَائِيلَ البَحرَ فَأَتبَعَهُم فِرعَونُ وَجُنُودُهُ بَغيًا وَعَدوًا حَتَّى إِذَا أَدرَكَهُ الغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَت بِهِ بَنُو إِسرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ المُسلِمِينَ آلآنَ وَقَد عَصَيتَ قَبلُ وَكُنتَ مِنَ المُفسِدِينَ۔(یونس:91-90)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا، تو فرعون اور اس کے لشکر نے بھی ظلم اور زیادتی کی نیت سے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے کا انجام اس کے سر پر آ پہنچا تو کہنے لگا: میں مان گیا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں، (جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا، اور مسلسل فساد ہی مچاتا رہا۔

- ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

اللہ اپنے بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ (موت کے قریب) اس کے گلے سے خرخر کی آواز نہ آنے لگے۔

(جامع الاصول، رقم: 985، مسند احمد، رقم: 15499)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت صفوان بن عسال ؓ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کی سمت میں توبہ کے لئے ستر سال کی مسافت پر مشتمل ایک بڑا دروازہ کھلا ہوا ہے، وہ دروازہ سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے تک بند نہیں کیا جائے گا۔

(مسند احمد، رقم: 18095، ترمذی، رقم: 3535، جامع الاصول، رقم: 984-983)

- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے، جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کوئی نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو۔ (بخاری، رقم: 4635)

- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

ہجرت ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ توبہ کا سلسلہ ختم ہوجائے، اور توبہ ختم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ سورج پچھم سے نکل آئے۔ (ابوداؤد، رقم: 2479)

پانچویں شرط: اگر گناہ کھلم کھلا (علی الاعلان) کیا ہے تو توبہ بھی ایسے ہی سب کے سامنے کرے۔

قرآن کریم میں ہے:

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَبَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیمُ۔ (البقرة:160)

ہاں وہ لوگ جنہوں نے توبہ کرلی ہو، اور اپنی اصلاح کرلی ہو (اور چھپائی ہوئی باتوں کو) کھول کھول کر بیان کردیا ہوتو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا کرلیتا ہوں، اور میں توبہ قبول کرنے کا خوگر ہوں بڑا رحمت والا۔

فائدہ:

صاحبِ روح المعانی ''وَاَصۡلَحُوۡا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: توبہ کرنے کے ساتھ اصلاح بھی کریں، جوفساد کیا تھا اس کو دور کریں حق کے چھپانے کی وجہ سے خالق جلّ مجدہ اور مخلوق کے جوحقوق تلف ہوئے تھے ان تدارک کریں، اور جن لوگوں کو گمراہ کیا تھا ان کو اسلام قبول کرنے کی طرف دعوت دیں اور بتائیں کہ ہم نے تم کو حق سے روکے رکھا تھا، حق یہ ہے جو ہم اب کہہ رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو کچھ تحریف کی تھی اس کو درست کردیں، غلط کو ہٹادیں صحیح کو اس کے قائم مقام کردیں۔

''وَبَیَّنُوۡا'' اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جو کچھ بیان فرمایا تھا اور انہوں نے اس کو چھپادیا تھا اب اس کو خوب واضح طور پر بیان کریں۔

نیز صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں: جن لوگوں نے حق کو چھپایا فساد کیا لوگوں کو گمراہی پر ڈالا ان توبہ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ اصلاح بھی کریں اور بیان بھی کریں، ان کے قول وفعل سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں اور عوام وخواص میں جو گمراہی پھیلی اس کی تلافی کریں جو حقوق تلف ہوئے ہیں ان کا تدارک کریں۔

یہ بات بہت اہم ہے جس کی طرف لوگوں کو بہت کم توجہ ہوتی ہے، بہت سے آزاد خیال لوگ جو اہلِ حق کو چھوڑ کر خود مجتہد اور مجدد بن جاتے ہیں اور مصنف اور مضمون نگار ہونے کے زعم میں زورِ قلم دکھاتے ہیں ایسے لوگ اہلِ سنت والجماعت سے ہٹ کر اپنی راہ نکالتے ہیں اور اسی کی اشاعت کرتے ہیں، یہ لوگ اگر توبہ کرنے لگیں تو صرف تنہائی میں توبہ کرنا کافی نہیں ہے، ان لوگوں پر لازم ہے کہ صاف صاف اعلان کریں اور عوام کو بتائیں کہ فلاں فلاں

عقیدہ یا عمل کی جو ہم نے اہلسنت والجماعت کے مسلک کے خلاف تبلیغ و اشاعت کی ہے وہ غلط ہے، آج کل فتنوں کا دور ہے، بہت سے لوگ صریح کفر اختیار کر لیتے ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتے رہتے ہیں، پھر جب توبہ کرتے ہیں تو چپکے سے توبہ کر کے گھر میں بیٹھ جاتے ہیں، ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ "تَابُوا وَ اَصلَحُوا وَ بَیَّنُوا" تینوں پر عمل کریں۔

(تفسیر انوار البیان: 236/1)

□ طریقۂ توبہ

بہتر یہ ہے کہ غسل کر کے دو رکعت صلوٰۃ التوبۃ پڑھیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا (جو بلاشبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے، پھر نماز پڑھے، پھر اللہ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِینَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَو ظَلَمُوا أَنفُسَهُم ذَكَرُوا اللهَ فَاستَغفَرُوا لِذُنُوبِهِم۔ (اٰل عمران: 135)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بھی بیٹھتے ہیں یا (کسی اور طرح) اپنی جان پر ظلم کر گزرتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

(ترمذی: رقم 371، ابوداؤد: رقم 5121)

توبہ کے ساتھ استغفار بھی کرتے رہیں، اپنے گناہوں پر روتے رہیں، قرآن کریم میں توبہ کے ساتھ استغفار کو بھی بیان کیا ہے:

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

وَأَنِ استَغفِرُوا رَبَّكُم ثُمَّ تُوبُوا إِلَيهِ يُمَتِّعكُم مَتَاعًا

حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ۔ (هود:3)

اور یہ (ہدایت دیتا ہے) کہ اپنے پرور دگار سے گناہوں کی معافی مانگو، پھراس کی طرف رجوع کرو، وہ تمہیں ایک مقرروقت تک (زندگی سے) اچھا لطف اٹھانے کا موقع دے گا، اور ہر اس شخص کو جس نے زیادہ عمل کیا ہوگا، اپنی طرف سے زیادہ اجر دیگا، اور اگر تم نے منہ موڑا تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

- حضرت ھود علیہ السلام نے فرمایا:

وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ۔ (هود:52)

اے میری قوم! اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو، پھراس کی طرف رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا، اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید اضافہ کرے گا، اور مجرم بن کر منہ نہ موڑو۔

- حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ۔

(هود:61)

اور قوم ثمود کے پاس ہم نے ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا، اور اس میں تمہیں آباد کیا، لہٰذا اس اپنے گناہوں کی معافی مانگو، پھراس کی طرف رجوع کرو، یقین رکھو کہ میرا رب (تم سے) قریب بھی ہے، دعائیں قبول کرنے

والا بھی۔

- حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

وَاستَغفِرُوا رَبَّكُم ثُمَّ تُوبُوا اِلَيهِ اِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَّدُودٌ۔ (ھود:90)

تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کی طرف رجوع کرو، یقین رکھو کہ میرا رب بڑا مہربان، بہت محبت والا ہے۔

فائدہ:

توبہ کہتے ہیں: مستقبل میں اعمالِ بَد کے بُرے نتائج کے ڈر سے بُرے اعمال نہ کرنے کا عزم۔

استغفار کہتے ہیں: ماضی میں انسان سے جو بُرے اعمال سرزد ہوئے ہیں، ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔ (عدۃ الصابرین لابنِ قیم:17)

الغرض استغفار کے ساتھ اگر توبہ بھی ہو تو یہ کامل استغفار ہے، جس پر معافی یقینی ہے۔ اور اگر صرف استغفار ہے توبہ نہیں، تو یہ بندہ کی رب سے دعا ہے کہ میری غلطیوں پر مجھے معافی دیدیں، اس کا حکم یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے، چاہے معاف کرے چاہے نہ کرے۔ (تیسیر اللطیف المنان فی خلاصۃ تفسیر القرآن، السعدی:2/364)

- ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھ، اور اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ (ترمذی، رقم:2406)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی چیز بھیجی یا خیرات کی، تو انہوں نے کہا کہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہئے نہیں تو اللہ کی قسم میں ان کے لئے حجر (پابندی) کا حکم جاری کر دونگا، ام المؤمنین نے فرمایا: کیا اس نے ایسے الفاظ کہے ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں، فرمایا پھر میں اللہ سے نذر کرتی ہوں کہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما سے اب کبھی نہیں بولوں گی، اس کے بعد جب ان کے قطع تعلقی پر عرصہ گزر گیا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لئے ان سے سفارش کی گئی (کہ انہیں معاف فرمادیں) ام المؤمنین نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اس بارے میں کسی کی سفارش نہیں مانوں گیاور اپنی نذر نہیں توڑوں گی، جب یہ قطع تعلقی عبداللہ بن زبیرؓ کے لئے بہت تکلیف دہ ہوگئی تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن اسودؓ سے اس سلسلہ میں بات کی، انہوں نے ان سے کہا کہ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم مجھے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں داخل کروادو کیونکہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی توڑنے کی قسم کھائیں، چنانچہ ان دونوں نے اپنی چادر میں عبداللہ بن زبیرؓ کو چھپا کر حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور سلام کرنے کے بعد اجازت چاہی اور عرض کیا ہم سب آسکتے ہیں ؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آجاؤ، ام المؤمنینؓ کو عبداللہ بن زبیرؓ کے آنے کا علم نہیں تھا، جب یہ اندر گئے تو عبداللہ بن زبیرؓ پردہ ہٹا کر اندر گئے اور ام المؤمنین سے لپٹ کر رونے لگے اور معافی کی درخواست کی، تو مسورؓ اور عبدالرحمنؓ نے بھی اللہ کا واسطہ دے کر ان کیلئے معافی کی درخواست کی، ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا کہ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعلق توڑنے سے منع فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے، تو ام المؤمنینؓ بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں کہ میں نے قسم کھالی ہے؟ اور قسم کا معاملہ سخت ہے لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ ام المؤمنینؓ نے بات کرلی اور قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے، اس کے بعد آپ کو جب بھی یہ قسم یاد آتی تو رونے لگتیں اور آپؓ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ (بخاری، رقم: 6073)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(8)توبہ کا ثمرہ

● عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

گناہ سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اُس بندے کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

توبہ کی جب تمام شرائط پوری ہو جائیں تو اس کی قبولیت میں شک نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ توبہ قبول ہونے کے معنی یہ ہے کہ انسان کے دل میں انوارِ معرفت کی تجلیات قبول کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے، اور ظاہر ہے کہ انسان کا دل آئینہ کی طرح ہے جس پر خواہشات نفسانیہ اور حرص و ہوا کی وجہ سے غبار جم جاتا ہے، یا گناہ کی وجہ سے سیاہی چھا جاتی ہے، مگر نیک کام جو بمنزلہ نور کے ہیں اپنی روشنی اور چمک دمک سے اس تاریکی کو دور کر کے دل کے آئینہ کو صاف کرتے رہتے ہیں، اس لیے جب انسان کوئی برا کام کر کے نادم و پشیمان ہو کر حق تعالیٰ کی طرف ہو متوجہ ہوگا تو ضروری ایسی حالت ہوگی، جیسے کپڑے پر صابن لگانے سے ہوتی ہے، اگر صابن باقاعدہ لگایا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ میل نہ اترے، اسی طرح اگر دل اخلاص و توجہ کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوا ہے تو ممکن نہیں کہ قلب میں صفائی و فرحت اور تجلیات معرفت کی طاقت و قابلیت نہ پیدا ہو۔ (تبلیغ دین:227)

الغرض جب توبہ شرائط کے ساتھ ہو تو ہر گناہ کی، ہر شخص کی توبہ قبول ہو جاتی ہے خواہ گناہ کتنا ہی بڑا ہو اور گناہگار کتنا ہی پرانا ہو عادی ہو۔

● ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اگر آدمی کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو اسے ایک تیسری وادی کی خواہش ہوگی، اور اس کا پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرے گا سوائے مٹی کے، اور اللہ تعالیٰ ہر

اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس سے توبہ کر لے۔

(ترمذی، رقم:2337،مسلم، رقم:1048)

- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

مجھے قرآن میں کوئی آیت ''إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ (النساء:116)'' (اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، ہاں اس کے سوا جس کسی بھی چیز کو چاہے گا معاف کر دیگا) سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ (ترمذی، رقم:3037)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ:

ابلیس نے اپنے رب سے کہا: تیری ذات اور جلال کی قسم! جب تک بنی آدم میں روحیں موجود رہیں گی، میں ہمیشہ ان کو گمراہ کرتا رہوں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے، میں ان کو بخشتا رہوں گا۔ (مسند احمد، رقم:11367)

- حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ:

ہم حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ کے حلقۂ درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حذیفہؓ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا، پھر فرمایا نفاق میں وہ جماعت مبتلاء ہو گئی جو تم سے بہتر تھی، اس پر اسود بولے، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ'' (النساء:145) (منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے) عبداللہ بن مسعودؓ مسکرانے لگے اور حضرت حذیفہؓ مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گئے، اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ اٹھ گئے اور آپ کے شاگرد اِدھر اُدھر چلے گئے، پھر حضرت حذیفہؓ نے مجھے کنکری پھینکی (مجھ کو بلایا) میں حاضر ہو گیا، تو فرمایا کہ مجھے عبداللہ بن مسعودؓ کی ہنسی پر حیرت ہوئی حالانکہ جو کچھ میں نے کہا تھا اسے وہ خوب سمجھتے تھے، یقیناً نفاق میں ایک جماعت کو مبتلا کیا گیا تھا، جو تم سے بہتر تھی، اس لیے کہ پھر انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تعالیٰ نے بھی ان کی توبہ قبول کرلی۔(بخاری،رقم:4602)

- حضرت عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس ''وَمَن يَقتُل مُؤمِنًا مُتعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا (النساء:93)'' (اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کردے،اس کی سزا جہنم ہے،اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔اور اس آیت کے متعلق (پوچھا)''وَالَّذِينَ لَا يَدعُونَ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقتُلُونَ النَّفسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالحَقِّ (الفرقان:68)''(اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور نہ حق کے بغیر کسی شخص کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے)تو انہوں نے فرمایا:مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(مسلم،رقم:3023)

- حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا:

تم سے پہلے کسی امت میں ایک آدمی تھا جس نے اللہ کے ننانوے بندے قتل کئے تھے(ایک وقت اس کے دل میں ندامت اور اپنے انجام اور آخرت کی فکر پیدا ہوئی)تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں سب سے بڑا عالم کون ہے(تاکہ اس سے جاکر پوچھے کہ میری بخشش کی کیا صورت ہوسکتی ہے)لوگوں نے اس کو ایک راہب (کسی بزرگ درویش) کے بارے میں بتایا۔چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں نے ننانوے خون کئے ہیں تو کیا ایسے آدمی کی بھی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟(اور وہ بخشا جاسکتا ہے؟)اس راہب نے کہا!بالکل نہیں۔تو ننانوے آدمیوں کے اس قاتل نے اس بزرگ راہب کو بھی قتل کرڈالا اور سو کی گنتی پوری کردی(لیکن پھر اس کے دل میں وہی خلش اور فکر پیدا ہوئی)اور پھر اس نے کچھ لوگوں سے کسی بہت بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے اس کو کسی بزرگ عالم کا پتہ دیا،وہ ان کے پاس بھی پہنچا اور کہا:میں نے سو خون

کیے ہیں تو کیا ایسے مجرم کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟(اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟) انہوں نے کہا: ہاں!(ایسے آدمی کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے)اور کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے۔(یعنی کسی مخلوق میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی توبہ قبول ہونے سے روک دے۔ پھر انہوں نے کہا میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ) تو فلاں بستی میں چلا جا وہاں اللہ کے عبادت گزار کچھ بندے رہتے ہیں تو بھی (وہیں جا پڑ اور) ان کے ساتھ عبادت میں لگ جا (اس بستی پر خدا کی رحمت برستی ہے) اور پھر وہاں سے کبھی اپنی بستی میں نہ آ، وہ بڑی خراب بستی ہے۔ چنانچہ وہ اس دوسرے بستی کی طرف چل پڑا، یہاں تک کہ جب آدھا راستہ اس نے طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آ گئی ۔اب اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں نزاع ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا ہے اور اس نے صدق دل سے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے (اس لیے یہ رحمت کا مستحق ہو چکا ہے) اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے (اور یہ سو خون کر کے آیا ہے اس لیے یہ سخت عذاب کا مستحق ہے) اس وقت ایک فرشتہ (اللہ کے حکم سے) آدمی کی شکل میں آیا، فرشتوں کے دونوں گروہوں نے اس کو حکم مان لیا، اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں تک کے فاصلہ کی پیائش کر لی جائے (یعنی شر و فساد اور خدا کے عذاب والی وہ بستی جس سے وہ چلا تھا اور اللہ کے عبادت گزار بندوں والی وہ قابل رحمت بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا) پھر جس بستی سے وہ نسبتاً قریب ہو اس کو اسی کا مان لیا جائے۔ چنانچہ پیائش کی گئی تو وہ نسبتاً اس بستی سے قریب پایا گیا جس کے ارداہ سے وہ چلا تھا تو رحمت کے فرشتوں نے اس کو اپنے حساب میں لے لیا۔(جامع الاصول، رقم:987)

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ کہتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ وڈر نہیں ہے، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا) (ابنِ ماجہ، رقم:4248، جامع الاصول، رقم:5877)

● ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

انصار کا ایک شخص اسلام لایا پھر وہ مرتد ہوگیا، اور مشرکین سے جاملا، اس کے بعد شرمندہ ہوا تو اپنے قبیلہ کو کہلا بھیجا کہ میرے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو: کیا میرے لئے توبہ ہے؟ اس قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے آئے اور عرض کیا: فلاں شخص (اپنے کئے پر) شرمندہ ہے، اور ہم سے کہا ہے کہ ہم آپ ﷺ سے پوچھیں: کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''**كَيفَ يَهدِى اللّٰهُ قَومًا كَفَرُوا بَعدَ إِيمَانِهِم ---- إِلَى قَولِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ**'' (آل عمران:89-83) (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرلیا؟ حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ یہ رسول سچے ہیں، اور ان کے پاس (اس کے) روشن دلائل بھی آچکے تھے، اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا، ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی، اور فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے، اسی (پھٹکار) میں ہمیشہ رہیں گے، نہ ان کے لئے عذاب ہلکا کیا جائے گا، اور نہ انہیں کوئی مہلت دی جائے گی، البتہ جو لوگ اس سب کے بعد بھی توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں، تو بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے) تو آپ ﷺ نے اسے بلایا، اور وہ اسلام لے آیا۔ (سنن نسائی، رقم:4068، مسند احمد، رقم:2218)

● ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت ابو طویلؓ سے روایت کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور میں نے پوچھا، یارسول اللہ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے جس نے تمام گناہ کر لیے ہوں، اور کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو، اس نے گناہوں میں اپنی چھوٹی، بڑی ہر خواہش پوری کر لی ہو، کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی طریقہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا آپ اسلام لائے ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا! (آج کے بعد) اچھے کام کرو اور برے کام چھوڑ دو، تو اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ سارے گناہ نیکیوں میں بدل دے گا، میں نے پوچھا کیا میری نافرمانیوں اور گناہوں کو بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں! میں نے اللہ اکبر کہا، اور مسلسل کہتا رہا۔ (نضرۃ النعیم:17)

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(9) توبہ پر استقامت کا طریقہ

(1) اللہ نہ کرے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو گناہ ہونے کے بعد فوراً کسی نیک کام (خاص طور سے صدقہ) کا اہتمام کریں:

- قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ھود:114)

یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

- ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں حد (کے قابل گناہ) کا ارتکاب کر دیا ہے، لہٰذا آپ مجھ پر حد قائم کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے، اس نے دوبارہ کہا: اللہ کے رسول! میں حد کا مستحق ہو گیا ہوں آپ مجھ پر حد کا مستحق ہو گیا ہوں، آپ مجھ پر حد قائم کیجئے، رسول الہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے، اس نے تیسری بار (یہی) کہا تو (اس وقت) نماز کی اقامت کہہ دی گئی۔ حضرت ابوامامہؓ نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے (فارغ ہو کر) واپس ہوئے تو وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل پڑا، میں (بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل پڑا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کیا جواب دیتے ہیں، وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملا اور کہا: اللہ کے رسول! میں نے حد (کے قابل گناہ) کا ارتکاب کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ حضرت ابوامامہؓ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ذرا دیکھو: جب تم اپنے گھر سے نکلے تھے تو تم نے وضو کیا تھا اور اچھی طرح وضو کیا تھا؟ اس نے عرض کیا:

ہاں اللہ کے رسول !(اچھی طرح وضو کیا تھا)فرمایا: اس کے بعد تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ؟ اس نے عرض کیا : جی ہاں اللہ کے رسول !(حضرت ابوامامہؓ نے) کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا: تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری حد۔۔۔یا فرمایا۔۔۔تمہارے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔

(مسلم:2765،ابوداؤد،رقم:4381)

(2) گناہ چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توفیق مانگتے رہیں۔

(3) جن مقامات/محفلیں/ دوست احباب/آلات کی صحبت گناہ کا سبب بنتی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔

(4) گناہوں کو چھوڑنے کے سلسلہ میں کسی اللہ والے سے مسلسل رابطہ رکھیں اور اپنے حالات ان کو بتا کر ان کی باتوں پر عمل کریں۔

(5) گناہوں کا علم ہونے کے بعد ان کو روکنے کا بھی اہتمام کریں۔

(6)مباح کاموں (یعنی کھانے پینے/ باتیں کرنے/ سننے/ ہنسنے ہنسانے/سونے/فضول ملنے ملانے/گھومنے گھمانے) کی ہر خواہش پوری نہ کریں، روزانہ کچھ نہ کچھ خواہشات ترک کریں۔

(7)عبادات/اتباع/سنت /اخلاقیات کا تدریجاً کوئی معمول طے کریں پھر اُس میں رکاوٹ بننے والی خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

(8)ان کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں:

1) گناہ کبیرہ اور اس کا انجام (امام شمس الدین ذہبیؒ)

2)جزاء الاعمال (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

3) گناہوں سے حفاظت کے نسخے (حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ)

4)ترک گناہ کے لذیذ طریقے (حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ)

5) گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں (مولانا اسجد ندوی صاحب)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

6) گناہوں کی معافی کے دس اسباب (حافظ جلال الدین قاسمی)
7) گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات (ابویحییٰ زکریا زاہد)
8) گناہوں سے توبہ کیجئے (مولانا محمد ہارون معاویہ صاحب)
9) گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے (افادات اکابر)

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(10) سچی توبہ کرنے والوں کے واقعات

❑ قرآنی واقعات

(1) تین حضرات کا مفصل واقعہ جو غزوہ تبوک میں جانے سے پیچھے رہ گئے تھے: حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیعؓ یہ وہ تین حضراتِ صحابہ کرامؓ ہیں جو بغیر کسی عذر کے غزوہ تبوک میں شرکت محروم رہے، انہوں نے اس لغزش کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو سزا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہؓ کو حکم دیا کہ مذکورہ تینوں ساتھیوں سے قطع تعلق کرلیں، صحابہ کرامؓ نے بڑی سختی سے اس حکم پر عمل کیا، کوئی بھی ان سے بات نہیں کرتا تھا، رومیوں نیاس موقع پر حضرت کعبؓ کو بذریعہ خط اپنے یہاں آنے کی دعوت دی اور اعزاز و اکرام کا وعدہ کیا، لیکن اُنہوں نے اِس پیشکش کو رد کردیا،، ایک بزرگ صحابیؓ جو بہت عمر رسیدہ تھے اور اُن کے ہاں کوئی خدمت گار بھی نہیں تھا اس لئے امیر سے رخصت دے دی گئی، چالیس روز بعد اِن حضرات کو حکم ہوا کہ بیویوں کو بھی اُن کے والدین کے گھر بھیج دیں، اِن حضرات نے اس حکم پر بھی فوراً عمل کیا، یہ تینوں صحابہؓ اس مشکل ترین وقت کو بڑی ہمت اور استقامت کے ساتھ گزارتے رہے، دکھ اور غم سے ان کی آنکھیں اکثر اشکبار رہتیں لیکن اس کے باوجود اسلام اور اہلِ ایمان کے خلاف زبان پر نہ کوئی نازیبا بات لائے اور نہ ہی اپنے ایمان پر کوئی آنچ آنے دی، بالآخر پچاس روز کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان حضرات کی معافی کا فیصلہ آ گیا، مدینہ میں

ہر طرف ان کی توبہ کی قبولیت اور مبارکبادی کی صدائیں سنائی دینے لگیں، غم سے نڈھال حضرت کعبؓ نے جب یہ بشارت سنی تو فوراً شکر کے طور پر سجدہ میں گر گئے، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظرِ کرم ہوگئی، اور ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ (مطالعہ قرآن حکیم:6،توبہ:118)

(2) توبہ حضرت حفصہ و عائشہ رضی اللہ عنہا: اور یاد کرو جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی (راز کی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے یہ فرمائی تھی کہ میں نے شہد نہ پینے کی قسم کھالی ہے، مگر یہ بات کسی کو بتانا نہیں، تاکہ حضرت زینبؓ جن کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد نوش فرماتے تھے، ان کا دل نہ ٹوٹے) پھر جب اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلائی (حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ کو بتلادی) اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر کردی تو اُس نے اُس کا کچھ حصہ جتلادیا، اور کچھ حصے کو ٹال گئے، (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کو یہ جتلادیا کہ انہوں نے راز کی بات جو حضرت عائشہؓ کو بتائی ہے اس کا علم مجھے ہوگیا ہے، لیکن پوری بات نہیں بتلائی، تاکہ اس کو زیادہ شرمندگی نہ ہو) پھر جب انہوں نے اپنی بیوی کو وہ بات جتلادی تو وہ کہنے لگیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات کس نے بتائی؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس نے بتائی ہے جو بڑے علم والا، بہت باخبر ہے، (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں) اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرلو (تو یہی مناسب ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں (یہ خطاب حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کو ہورہا ہے، اور اکا مطلب اکثر مفسرین نے یہ بتلایا ہے کہ: تم دونوں کے دل حق سے مائل ہوگئے ہیں، یعنی حق طریقے سے ہٹ گئے ہیں، لیکن مفسرین نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ تمہارے دل توبہ کی طرف مائل تو ہو ہی گئے ہیں، اس لئے اب تمہیں توبہ کرلینی

چاہیئے) اور اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں تم نے ایک دوسرے کی مدد کی تو (یاد رکھو کہ) اُن کا ساتھی اللہ تعالیٰ ہے، اور جبرئیلؑ ہیں، اور نیک مسلمان ہیں، اور اس کے علاوہ فرشتے ان کے مددگار رہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن:-3/1766 تحریم:4-3)

❑ حدیث کے واقعات

(1) زانی کی توبہ

● توبہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ اور حضرت غامدیہ رضی اللہ عنھا: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (گناہ کی آلودگی سے) پاک کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا، جب اگلا دن ہوا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوسری بار بھی واپس بھیج دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قوم کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ ان کی عقل میں کوئی خرابی ہے، (ان کے عمل میں) تمہیں کوئی چیز غلط لگتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے علم میں تو یہ پوری عقل والے ہیں، جہاں تک ہمارا خیال ہے، یہ ہمارے صالح افراد میں سے ہیں، وہ آپ کے پاس تیسری بار آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کی طرف (اسی طرح) پیغام بھیجا اور ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ان میں اور ان کی عقل میں کوئی خرابی نہیں ہے، جب چوتھی بار ایسا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک گڑھا کھدوایا، پھر ان (کو رجم کرنے) کے بارے میں حکم دیا، تو انہیں رجم کیا گیا۔

اس کے بعد ایک قبیلہ غامد کی عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا، جب اگلا دن ہوا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے واپس کیوں بھیجتے ہیں؟ شاید آپ مجھے بھی اسی طرح واپس بھیجنا چاہتے ہیں جیسے ماعز رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اللہ کی قسم میں حمل سے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نہیں (مانتی ہو) تو جاؤ حتی کہ تم بچے کو جنم دے دو، کہا: جب اس نے بچے کو جنم دیا، تو بچے کو ایک بوسیدہ کپڑے کے ٹکڑے میں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یہ ہے، میں نے اس کو جنم دے دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، اسے دودھ پلاؤ حتی کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑا دیا تو بچے کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، اس نے کہا اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے، اور اس نے کھانا بھی کھا لیا ہے، (ابھی اس کی مدت رضاعت باقی تھی، ایک انصاری نے اس کی ذمہ داری اٹھا لی) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی (اس انصاری) کے حوالے کیا، پھر اس کے لئے (گڑھا کھودنے کا) حکم دیا تو سینے تک اس کے لئے گڑھا کھودا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے رجم کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور اس کے سر پر مارا، خون کا فوارہ پھوٹ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑا تو انہوں نے اسے بُرا بھلا کہا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بُرا بھلا کہنے کو سن لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خالد! ٹھہر جاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ: اگر ناجائز محصول لینے والا (جو ظلماً لاتعداد انسانوں کا حق کھاتا ہے) ایسی توبہ کرے تو اسے بھی معاف کر دیا جائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم

دیا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

(مسلم، رقم:1695، ابوداؤد، رقم:4442، مسند احمد، رقم:21890)

● **ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی توبہ:** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اور (اپنی طرف اشارہ کرکے) کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے، ابوبکرؓ نے فرمایا تم نے یہ بات کسی اور سے تو بیان نہیں کی؟ اس نے کہا نہیں، تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم توبہ کرلو اللہ تعالیٰ سے اور چھپے رہو اللہ تعالیٰ کے پردے میں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے، اس کو تسکین نہ ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی کہا جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا تھا، حضرت عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا، پھر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا، تین بار اس نے کہا اور تینوں بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، جب اس نے بہت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ بیمار ہو گیا ہے؟ یا اس کو جنون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تندرست ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم کیا، اور وہ سنگسار کر دیا گیا۔ (مؤطأ امام مالکؒ، رقم:2375)

● **بنی اسرائیل کے ایک کفل نامی شخص کی توبہ کا واقعہ:** نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا، جو کسی گناہ کے کرنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا، چنانچہ اس کے پاس ایک عورت آئی، اس نے اسے ساٹھ دینار اس لیے دیے کہ وہ اس سے بدکاری کرے گا، لیکن جب وہ اس عورت اس کے آگے بیٹھا جیسا کہ مرد اپنی بیوی کے آگے بیٹھتا ہے، تو وہ کانپ اُٹھی اور رونے لگی، اس شخص نے پوچھا: تم کیوں روتی ہو کیا میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے؟ وہ بولی نہیں، لیکن آج میں وہ کام کر رہی ہوں جو میں نے کبھی نہیں کیا، اور اس کام کے کرنے پر مجھے سخت ضرورت نے مجبور کیا ہے، چنانچہ اس نے کہا: تم ایسا غلط کام

کرنے جا رہی ہو جسے تم نے کبھی نہیں کیا، اس لیے تم جاؤ، وہ سب دینار بھی تمہارے لیے ہیں، پھر اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم! اب اس کے بعد میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرونگا، پھر اسی رات میں اس کا انتقال ہو گیا، چنانچہ صبح کو اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا ''بیشک اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا'' (ترمذی، رقم:2496)

(2) چور کی توبہ:

● **توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے:** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: زانی جس وقت زنا کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا، اور شرابی جب شراب پیتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا، اور (ان جرائم کے بعد بھی) توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ (مسند احمد، رقم:9004)

● **ایک عورت کی چوری سے توبہ کا واقعہ:** حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کے عہد میں ایک عورت نے چوری کر لی تھی، اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئی تاکہ وہ نبی ﷺ سے اس کی سفارش کر دیں، (کہ اس کا ہاتھ چوری کے جرم میں نہ کاٹا جائے) عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اسامہؓ نے نبی ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا! تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو، اسامہؓ نے عرض کیا: میرے لیے دعا مغفرت کیجئے، یارسول اللہ! پھر دوپہر کے بعد نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے، لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرلے تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے اس عورت کے لیے حکم

دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس عورت نے صدقِ دل سے توبہ کر لی، اور شادی بھی کر لی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعد میں وہ میرے یہاں آتی تھیں، ان کو اور کوئی ضرورت ہوتی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیش کر دیتی۔ (بخاری، رقم:4304)

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(11) توبہ کے موضوع پر کتابیں اور خطبات

توبہ کے موضوع پر عربی کتابیں

(1) تحقیق و دراسة کتاب التوبة لابن ابی الدنیا رحمہ اللہ۔

المؤلف: فاطمة الزهراء احمد محمد العرجاء

المحقق: سلطان سند العكايلة

دار النشر: الجامعة الأردنية، الأردن۔

(2) مجموع فيه التوبة وغيره لابن عساكر۔

المؤلف: علی بن الحسن بن هبة الله بن عساکر

المحقق: مشعل بن باني الجبرين المطيري

دار النشر: دار ابن حزم، لبنان۔

(3) کتاب التوبة لأبی القاسم بن عساکر۔

المؤلف: عبد الرزاق بن خليفة الشايجي

دار النشر: مجلة اصول الدين۔ الصراط، الکويت۔

(4) ثم تاب عليهم ليتوبوا، نظرات فی احاديث التوبة۔

المؤلف: محمد الدبيسی

(5) شرح احاديث التوبة۔

المؤلف: احمد محمد بوقرين

ماجستير: اصولِ دين بالجامعة الامريكية المفتوحة

❑ توبہ کے موضوع پر اردو کتابیں

(1) میں توبہ کرنا چاہتا ہوں

مصنف کا نام: محمد صالح المنجد رحمہ اللہ

(2) توبہ کے فضائل

مصنف کا نام: حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ

(3) توبہ کے آنسو

مصنف کا نام: حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ

(4) توبہ کا دروازہ کھلا ہے

مصنف کا نام: حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ

(5) فضائلِ توبہ

مصنف کا نام: حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ

(6) سچی توبہ کرنے والے

مصنف کا نام: مولانا الدین ابی محمد عبداللہ رحمہ اللہ

(7) گناہوں سے توبہ کیجئے

مصنف کا نام: مولانا محمد ہارون معاویہ صاحب مدظلہ

(8) گناہوں کی معافی کے دس اسباب

مصنف کا نام: حافظ جلال الدین قاسمی مدظلہ

(9) گناہوں سے توبہ کیجئے

مصنف کا نام: حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ

(10) سیلابِ مغفرت (ترجمہ کتاب التوابین)

مصنف کا نام: محمد ریاض صادق صاحب

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ توبہ کے موضوع پر خطبات

(1) خطبات حکیم الامتؒ: جلد: 11,14,15,16,23,28,29,31

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

توبہ کی اہمیت، توبہ کی ضرورت، توبہ کا طریق، توبہ آسان نہیں، توبہ خالصہ، توبہ کا حکم، توبہ کی فضیلت، ضرورتِ توبہ، توبہ کرنے کے مختلف بہانے، توبہ کا ایک فائدہ عاجلہ، توبہ ہر وقت لازم ہے، قبولیت توبہ کی علامت، فوراً توبہ کی ضرورت، حالت انقباض میں توبہ کا حکم، ہر وقت توبہ کی ضرورت، ہر صبح وشام توبہ کی ضرورت، طاعت بلا توبہ سے انشراح قلب نہیں ہوتا، حرام کمائی سے توبہ کی ضرورت، توبہ عن المعاصی شرط کمال ہے، بلا توبہ کے عمل میں نورانیت نہیں ہوتی، بار بار توبہ سے پشیمانی کی ضرورت نہیں، ابقا توبہ کی تدبیر، کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، ہر گناہ کی توبہ الگ ہے۔

(2) ملفوظات حکیم الامتؒ: جلد: 3,7,11,12,14,15,19,22,23,24,26,27,28,30

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

معصیت سے توبہ، اکبر بادشاہ کی بوقت وفات توبہ، ننانوے قتل کرنیوالے کی توبہ کے بارے میں چند سوالات، تکمیل توبہ کے لئے آثار رشد وصلاح کا ظہور بھی ضروری ہے، حضرت مولانا شاہ غوث علی شاہ صاحب کا ایک جاہل فقیر کو توبہ کرانا، حضرت شاہ صاحب کا ایک اور مدعی الوہیت موصوف کو توبہ کرانا، طریق توبہ، مرتے وقت توبہ، بعض لوگوں کا سوال توبہ کرنے کیلئے اور حضرت کی تدابیر ان کیلئے ارشاد، قبولیت توبہ کی علامت، گناہ کی کمیت وکیفیت کو دیکھ کر توبہ نہ کرنا کبر ہے، جو اعتقاد توبہ سے مانع ہو وہ مذموم ہے، کمال توبہ یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو، جگر مراد آبادی شاعر مرحوم کی شراب سے توبہ کا واقعہ، حضرت گنگوہی کے ایک مرید کا فوٹو گرافی سے توبہ کرنا، حق العبد بندہ سے معاف کرانے کے بعد بھی توبہ کی ضرورت

ہے، توبہ بغیر ادائے حقوق کے قبول نہیں ہوتی، توبہ کی ترغیب اور اس کی حقیقت، افراط خوف کا علاج تکرار توبہ ہے۔

(3) تسہیل المواعظ: جلد: 1

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

توبہ کی مثال مرہم کی سی ہے، توبہ کی ضرورت، توبہ کی تفصیل، توبہ کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے، توبہ نہ کرنے کے پانچ اسباب، توبہ کرنے میں دیر نہ کرنا چاہئے، توبہ کے بھروسے پر گناہ کرنا حماقت ہے، توبہ میں دیر کرنے کی وجہ اور اس کی خرابیاں۔

(4) خطبات حکیم الاسلامؒ: جلد: 3,4,5

(حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ، توبہ کا راستہ ترک نہ کیا جائے، توبہ کی قوت، توبہ کا دروازہ بند ہونے کا وقت۔

(5) خطبات عارفیؒ:

(حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

توبہ اور اس کی قوت، توبہ کی برکات، توبہ، توبہ و استغفار کی نعمت۔

(6) اصلاحی مواعظ: جلد: 1

(حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ)

توبہ کے کیا معنی ہیں؟، توبہ قبول ہونے کیلئے شرائط، حقوق العباد کے معاملہ میں توبہ، توبہ کی حقیقت، توبہ کی شرائط، توبہ ٹوٹنے پر مایوسی نہ ہونی چاہئے، توبہ توڑنے اور جوڑنے کا فائدہ، سچی توبہ پر نصرتِ الٰہی۔

(7) اصلاحی خطبات: جلد: 6.7.9.11.12.13.16

(شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

توبہ گناہوں کا تریاق، گناہ چھوڑ دو عابد بن جاؤ، جوانی میں توبہ کیجئے، صد بار گر توبہ شکستی باز آ، رات کو سونے سے پہلے توبہ کر لیا کرو، میں موت تک توبہ

قبول کرتا رہوں گا ، ورنہ توبہ کرو، ندامت اور توبہ کے ذریعے درجات کی بلندی، شیطان کی توبہ کا سبق آموز واقعہ، جہاں گناہ کیا وہیں توبہ کر لو ، گناہوں سے توبہ واستغفار کریں، اجمالی توبہ کا طریقہ، بار بار توبہ کرنے والا بنادیں۔

(8) اسلام اور ہماری زندگی، جلد: 1,2,4,6,9,10

(شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

ندامت اور توبہ کے ذریعہ درجات کی بلندی، گناہوں سے توبہ و استغفار کریں، حقوق العباد سے توبہ کا طریقہ، گناہ کبیرہ کے لئے توبہ ضروری ہے، شیطان کی توبہ کا سبق آموز واقعہ، جہاں گناہ کیا وہیں توبہ کرلو، بار بار توبہ کرنے والا بنادیں۔

(9) اصلاحی مجالس، جلد: 3,5,6

(شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

معمولات پورے نہ ہوسکنے پر توبہ استغفار، دھڑکا لگا رہنا توبہ کے منافی نہیں ، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم توبہ کیلئے کافی ہے، توبہ کے نتیجے میں گناہ نامہ اعمال سے مٹا دیے جاتے ہیں، اللہ تعالی سے ہی توبہ پر استقامت طلب کرو ، جب توبہ ٹوٹے دوبارہ عزم کرلو، جام مے توبہ شکن توبہ میری جام شکن، قبول توبہ کی علامت، گناہ یاد کر کے توبہ کی قبولیت میں شک کرنا، صرف توبہ کر لینا کافی ہے، اگر توبہ کے بعد حقوق العباد کی ادائیگی کا موقع نہ ملے، حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ، صلوۃ التوبہ پڑھ کر توبہ کرنے کی مصلحتیں، حسرت کے بجائے توبہ کرلو، بار بار توبہ کی کیا ضرورت، تکمیل توبہ کی تین شرطیں، رات کو سونے سے پہلے توبہ کر لیا کرو، موت سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے، توبہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ توبہ کرلو، دوبارہ توبہ کر کے کام میں لگ جاو، حقوق العباد سے توبہ کا طریقہ، گناہ کبیرہ کیلئے توبہ ضروری ہے، حقوق العباد اور بعض حقوق اللہ محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے ، پہلی تدبیر توبہ واستغفار۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(10) اصلاحی تقریریں، جلد: 2,6,9

(مفتی اعظم حضرت مولانا رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

حقوق کی دو قسمیں اور اس سے متعلق توبہ کے احکام، حقوق العباد میں توبہ مشکل ہے، قرآن حکیم میں توبہ کا حکم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے توبہ فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں، ستر مرتبہ بھی توبہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ توبہ کرلو، بڑے سے بڑا گناہ بھی توبہ سے معاف ہوجاتا ہے، توبہ گناہوں پر پانی پھیر دیتی ہے، یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ توبہ سے گناہوں پر جرأت ہوتی ہے، صدق دل سے توبہ کریں، اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ کا منتظر ہے، توبہ اور ایمان کا دروازہ بند ہونے والا ہے۔

(11) اصلاحی بیانات، جلد: 2,3,5,7

(حضرت مولانا مفتی عبدالروف سکھروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

خالص توبہ اور چند گناہ، گناہوں سے بچیں، پردہ کو تسلیم کریں اور توبہ کریں، پہلے سچی توبہ کریں، توبہ کیلئے حق ادا کرنا بھی ضروری ہے، سچی توبہ کے آداب، توبہ کی تین شرائط۔

(12) خطبات فقیر، جلد: 1,5,7,8,12,14,17,19,26

(مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

سچی توبہ اور قیمتی وقت، قبولیت توبہ کی پانچ وجوہات، گناہ ہوجائے تو توبہ کر لو، ایک عالم اور آدمی کی توبہ میں فرق، ایک کفن چور کی سچی توبہ کا واقعہ، سچی توبہ کریں، سچی توبہ کا اعجاز، اجتماعی توبہ کی فضیلت، درجوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری، اب توبہ کر لیجئے۔

(12) گناہِ کبیرہ وصغیرہ

سوال: گناہ کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں: صغیرہ اور کبیرہ۔

سوال: گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف بیان کریں۔

جواب: جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اس پر لعنت آئی ہو یا اس کی خرابی کسی ایسے ہی گناہ کی خرابی کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ گناہ براہِ تہاون فی الدین (نڈر اور بے باکی سے) صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اس کا مقابل صغیرہ ہے۔ (بیان القرآن: نساء31)

سوال: عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت سے متعلق کبیرہ گناہ بیان کریں۔

جواب: کبیرہ گناہوں کی تفصیل یہ ہے:

- **عقائد سے متعلق گناہِ کبیرہ:**

(1) شرک، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔ (2) کفر، ضروریاتِ دین میں سے کسی امرِ ضروری کا انکار کرنا، کفر وشرک کی حالت میں اگر موت آ گئی تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور آخرت میں اس کے لیے معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ (3) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا، یعنی اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو ثابت نہیں۔ (4) اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا، یعنی اس کے عذاب اور اس کی تدبیروں سے بے خوف رہنا۔ (5) لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا۔ (6) بلا عذر تصویر بنوانا۔ (7) قرآن کریم تھوڑا یا زیادہ یاد کر کے بھلا دینا۔ (8) شرعی احکام پر تبصرہ کرنا یا

انہیں خلاف مصلحت سمجھنا۔(9) حدود شرعیہ میں کسی کی سفارش کرنا۔(10) رسول اللہ پر جھوٹ بولنا، یعنی رسول اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو ان سے ثابت نہیں۔(11) جھوٹی حدیث بنانا یا معلوم ہونے کے باوجود جھوٹی حدیث نقل کرنا اور اس کا جھوٹی حدیث ہونا نہ بتانا۔(12) کسی اعتقادی یا عملی بدعت کا ایجاد یا ارتکاب کرنا۔ اعتقادی بدعت اگر فسق تک پہنچانے والی ہو تو اس کو ایجاد کرنے والا اور ارتکاب کرنے والا مرتکب کبیرہ ہوگا اور اگر بدعت کفر تک پہنچانے والی ہو تو اس کو ایجاد کرنے والا اور ارتکاب کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔(13) قبر پر چراغ جلانا۔(14) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین کو برا بھلا کہنا۔(15) اولیاء اللہ کو ایذاء دینا یا ان سے دشمنی رکھنا۔(16) ظالم وفاسق لوگوں کو اچھا سمجھنا اور صلحاء سے بغض رکھنا۔(17) تقدیر کا انکار کرنا۔(18) طاعون والی جگہ سے بھاگنا۔(19) کاہن یا نجومی کی بات کی تصدیق کرنا۔

- **عبادات سے متعلق گناہِ کبیرہ:**

(1) پیشاب کے قطروں سے جسم یا کپڑوں کو نہ بچانا۔ (2) جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دینا۔ (3) بلا عذر جمعہ کے بجائے ظہر پڑھنا۔ (4) بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنا۔ (5) بلا عذر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا۔ (6) بلا عذر رمضان المبارک کا روزہ توڑ دینا۔(7) عید الفطر، عید الاضحیٰ یا ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔ (8) زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔ (9) زمینی پیداوار کا عشر ادا نہ کرنا۔(10) حج فرض ادا نہ کرنا۔(11) حالتِ احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔(12) واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنا۔(13) ضرورت کے موقع پر علم کو چھپانا۔(14) علم پر عمل نہ کرنا۔(15) فرض ہونے کے باوجود جہاد نہ کرنا۔(16) میدان جنگ سے بھاگنا۔(17) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا۔(18) منت پوری نہ کرنا۔(19) گناہ صغیرہ کو بار بار کرنا۔

● **معاملات سے متعلق گناہِ کبیرہ:**

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو اپنی ذات کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) خودکشی کرنا۔ (2) داڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا۔ (3) بالغ ہونے کے بعد ختنہ نہ کروانا۔

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو والدین کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) والدین کی نافرمانی کرنا۔

جائز اور واجب امور میں والدین کی اطاعت فرض ہے، ناجائز اور حرام کاموں میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو میاں، بیوی کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) ادا نہ کرنے کی نیت سے مہر مقرر کرنا۔ (2) ایک سے زاید بیویاں ہونے کی صورت میں ان میں برابری نہ کرنا۔ (3) میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق واجبہ ادا نہ کرنا۔ (4) عورت کا بلاضرورت شرعیہ خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا۔ (5) عورت کا عدت پوری ہونے کے بارے میں غلط بیانی کرنا۔ (6) عورت کا محرم یا خاوند کے بغیر سفر کرنا۔ (7) عورت کا شوہر کی نافرمانی کرنا۔ (8) تین طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ شرعیہ سابقہ منکوحہ کو بسانا۔ (9) زیر کفالت لوگوں، یعنی بیوی بچوں وغیرہ پر استطاعت کے باوجود خرچ نہ کرنا۔

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو اولاد کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) اولاد کو قتل کرنا۔ روح پڑ جانے کے بعد بچے کو ضائع کرانا بھی قتل اولاد میں داخل ہے۔

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو بہن بھائی کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) بہنوں کو وراثت میں سے حصہ نہ دینا۔

☆ **وہ گناہ کبیرہ جو رشتہ داروں کے حقوق سے متعلق ہیں:**

(1) کسی وارث کو محروم کرنے یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے وصیت کرنا۔

(2) محارم واقارب سے قطع رحمی وقطع تعلق کرنا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو حاکم ومحکوم کے حقوق سے متعلق ہیں:

(1) مالِ غنیمت میں خیانت کرنا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو پڑوسی کے حقوق سے متعلق ہیں:

(1) ہمسائے کا حق ادا نہ کرنا یا اس کو تکلیف دینا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو یتیموں اور ضعیفوں کے حقوق سے متعلق ہیں:

(1) ناحق یتیم کا مال کھانا۔(2) نابینا شخص کو قصداً غلط راستہ پر لگا دینا یا ناواقف شخص کو جان بوجھ کر غلط راستہ بتلانا۔(3) کمزور لوگوں پر دست درازی کرنا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو عام مسلمانوں کے حقوق سے متعلق ہیں:

(1) ناحق کسی کو قتل کرنا۔(2) بدفعلی کرنا۔(3) ظلم کرنا۔(4) عام گزرگاہ یا رستہ پر قبضہ جمالینا کہ جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو۔(5) مسلمان کو ایذاء دینا۔(6) جادو کرنا۔(7) کسی کو دھوکہ دینا۔(8) وعدہ کی خلاف ورزی کرنا۔(9) امانت میں خیانت کرنا۔(10) کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔(11) زنا کرنا۔(12) مسلمانوں کا اجتماعی یا انفرادی راز افشاء کرنا۔(13) مسلمان کی پردہ دری کرنا یا اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر کرنا۔(14) لوگوں کے راز اور ان کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا۔(15) کسی کو برے القاب سے پکارنا۔(16) مسلمان کے ساتھ استہزاء یا اس کی ہتک عزت کرنا۔(17) بلا عذر شرعی کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ رنجش رکھنا۔(18) کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہنا یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ سے گالی دینا۔(19) مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو کمائی سے متعلق ہیں:

(1) جوا کھیلنا۔(2) حرام مال کمانا۔(3) ڈاکہ ڈالنا۔(4) لوگوں سے اسلحہ وغیرہ کے زور

پر مال بٹورنا یا ناحق ٹیکس وصول کرنا۔(5) جس شخص کے پاس روزمرہ کی ضروریات کا انتظام ہو اس کا سوال کرنا اور لوگوں سے مانگتے پھرنا۔(6) کسی کا مال اچک کر لے جانا۔ (7) سود کھانا۔(8) سود کھلانا۔(9) سودی معاملہ کرنا۔(10) سود پر گواہ بننا۔(11) رشوت لینا۔(12) رشوت دینا، اگر حصول حق یا دفع ضرر رشوت دیے بغیر ممکن نہ ہو تو مجبوراً رشوت دینا جائز ہے، رشوت لینا بہرصورت حرام ہے۔(13) معاہدہ کی پابندی نہ کرنا۔ (14) کسی چیز یا رقم کی ادائیگی کی مدت پوری ہونے پر قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کرنا اور ٹال مٹول کرنا۔(15) امانت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیز کو بلا اجازت مالک استعمال کرنا۔ (16) رہن رکھوائی ہوئی چیز کو استعمال کرنا۔(17) کسی کے سودے پر سودا کرنا۔(18) ناپ تول میں کمی کرنا۔(19) زمین سیراب کرنے کے لیے اپنے حصہ سے زاید پانی لینا۔ (20) گری پڑی چیز ذاتی استعمال میں لانے کی نیت سے اٹھانا۔(21) کسی کے خلاف ناحق دعویٰ کرنا۔(22) کسی کو ناحق مقدمہ میں پھنسانا۔(23) بلا عذر شرعی گواہی کو چھپانا۔ (24) کسی منصب سے اہل کو معزول کر کے نااہل کو مقرر کرنا۔(25) جج کا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنا۔(26) کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔(27) تقاضا اور استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنا۔

- **اخلاقیات سے متعلق گناہِ کبیرہ:**

(1) جھوٹ بولنا۔(2) جھوٹی قسم کھانا۔(3) غیبت کرنا۔(4) صدقہ خیرات کر کے احسان جتلانا۔(5) چغل خوری کرنا۔(6) کسی پر بہتان لگانا۔(7) تکبر کرنا۔(8) حسد کرنا۔(9) کینہ رکھنا۔(10) فساق کی مجلس میں بوقت ارتکاب فسق جانا اور وہاں بیٹھنا۔ (11) دینی علوم دنیا کی خاطر پڑھنا، پڑھانا۔(12) ریاء، یعنی نیک اعمال میں دکھلاوا کرنا۔(13) پریشانی اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا، نوحہ کرنا، ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا یا بددعا کرنا۔(14) اپنا نسب یا قوم تبدیل کرنا۔(15) دیوث، یعنی بے غیرت ہونا۔

● معاشرت سے متعلق گناہِ کبیرہ:

☆ وہ گناہ کبیرہ جو کھانے اور پینے سے متعلق ہیں:

(1) شراب پینا۔ (2) حرام مال کھانا یا کھلانا۔ (3) سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا۔ (4) نشہ کرنا۔ (5) اسراف یعنی فضول خرچی کرنا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو لباس اور پردہ سے متعلق ہیں:

(1) مرد کا سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا۔ (2) مرد کا خالص ریشم پہننا۔ (3) ستر نہ چھپانا۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورت کا پورا جسم ستر ہے، سوائے ہتھیلیوں، چہرے اور پاؤں کے۔ عورت کے لیے چہرے کا چھپانا ستر کے طور پر نہیں بلکہ حجاب اور پردے کے طور پر ضروری ہے۔ (4) عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم کی رنگت معلوم ہوتی ہو یا ایسا چست لباس پہننا جس سے جسم کی ہیئت معلوم ہوتی ہو۔ (5) مرد کا شلوار یا لنگی وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ (6) مردوں کا عورتوں جیسی شکل وشباہت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں جیسی شکل وشباہت اختیار کرنا۔

☆ وہ گناہ کبیرہ جو عورتوں سے متعلق ہیں:

(1) اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا۔ (2) ایسی عورت جس سے نسب کی وجہ سے یا سسرالی رشتے کی وجہ سے یا رضاعت کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے، اس سے نکاح کرنا۔ (3) عورت کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنا۔ (4) عدت والی عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر سے باہر نکلنا۔ (5) عدت وفات والی عورت کا عدت کی مدت تک بناؤ سنگھار وغیرہ سے اجتناب نہ کرنا۔ (عقائد اہل السنۃ والجماعۃ از مفتی طاہر مسعود صاحب)

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:2

خوف

(1) ہمیں خوف کا حکم ہے ____________

(2) اللہ سے ڈرنے کے فضائل اور نہ ڈرنے کی وعیدیں ____________

(3) اللہ کے غیر سے ڈرنے کی ممانعت/ برے نتائج ____________

(4) خوف کی حقیقت/ درجات ____________

(5) خوف کی شکلیں ____________

(6) خوف خدا حاصل کرنے کا طریقہ ____________

(7) اللہ سے ڈرنے والوں کے واقعات ____________

المرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(1) ہمیں خوف کا حکم ہے

- قرآن کریم میں ہے:

فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔(توبة:13)

اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔

(آل عمران:175)

اگر تم مؤمن ہو تو ان سے خوف نہ کھاؤ، اور بس میرا خوف رکھو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۔

(بقرة:40)

اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو تا کہ میں بھی تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں، اور تم (کسی اور سے نہیں، بلکہ) صرف مجھی سے ڈرو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۔

(مائدة:44)

تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے

مطابق فیصلہ نہ کریں، وہ لوگ کافر ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔(مائدۃ:94)

اے ایمان والو! اللہ تمہیں شکار کے کچھ جانوروں کے ذریعے ضرور آزمائے گا جو تمہارے ہاتھوں اور تمہارے نیزوں کی زد میں آجائیں گے، تاکہ وہ یہ جان لے کہ کون ہے جو اسے دیکھے بغیر بھی اس سے ڈرتا ہے۔ پھر جو شخص اس کے بعد بھی حد سے تجاوز کرے اوہ دردناک سزا کا مستحق ہوگا۔

(2) اللہ سے ڈرنے کے فضائل اور نہ ڈرنے کی وعیدیں

فضائل خوف

(1) خوف خدا والوں کی اللہ مدد کرتے ہیں

قرآن کریم میں ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُم مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِن بَعْدِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ۔ (ابراهيم:13-14)

اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا تھا، انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ: ہم تمہیں اپنی سرزمین سے نکال کر رہیں گے، ورنہ تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا پڑے گا۔ چنانچہ ان کے پروردگار نے ان پر وحی بھیجی کہ: یقین رکھو، ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔

اور ان کے بعد یقیناً تمہیں زمین میں بسائیں گے، یہ ہے ہر اس شخص کا صلہ جو میرے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا اور میری وعید سے ڈرتا ہے۔

(2) خوف خدا والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں

قرآن کریم میں ہے:

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ

الْمُحْسِنِينَ ۔ (اعراف:56)

اور اس کی (اپنے رب کی) عبادت اس طرح کرو کہ دل میں خوف بھی ہو اور امید بھی۔ یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں سے قریب ہے۔

(3) خوف خدا والوں کو ہدایت ملتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔

(بقرة:150)

میرا خوف رکھو اور تاکہ میں تم پر اپنا انعام مکمل کردوں اور تاکہ تم ہدایت حاصل کرلو۔

(4) خوف خدا والوں کو اخلاص کی توفیق ملتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۔ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا

(دھر:9-10)

ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

ہمیں تو اپنے پروردگار کی طرف سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے۔

(5) خوف خدا والوں کو مغفرت اور اجر ملتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۔ (ملك:12)

جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، ان کے لیے بیشک مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ، رَغَسَهُ اللَّهُ مَالًا، فَقَالَ لِبَنِيهِ لَمَّا حُضِرَ: أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرَ أَبٍ، قَالَ: فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي، ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ، فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ۔

(بخاری، رقم:3478، مسلم، رقم:2757)

گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لیے جب مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ۔ (ترمذی، رقم:1639)

اللہ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے، (اور یہ محال ہے)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(6) خوف خدا والوں کو جنت ملتی ہے۔ بے خوفی امن سلامتی ملتی ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ۔ (رحمن:46)

اور جو شخص (دنیا میں) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا، اس کے لیے دو باغ ہوں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى۔ (نازعات:40-41)

وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکتا تھا۔ تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ۔ (ق:33-34)

جو خدائے رحمن سے اسے دیکھے بغیر ڈرتا ہو، اور اللہ کی طرف رجوع ہونے والا دل لے کر آئے۔ تم سب اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وہ دن ابدی زندگی کا دن ہوگا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ۔ (طور:26-27)

کہیں گے کہ ہم پہلے جب اپنے گھر والوں (یعنی دنیا) میں تھے تو ڈرے سہمے رہتے تھے۔ آخر اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا، اور ہمیں جھلسانے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا فَوَقَاهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا۔ (دھر:10-12)

ہمیں تو اپنے پروردگار کے خوف سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو اس دن کے برے اثرات سے بچالے گا، اور ان کو شادابی اور سرور سے نوازے گا۔ اور انہوں نے جو صبر سے کام لیا تھا، اس کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

وَعِزَّتِي لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِي خَوْفَيْنِ وَأَمْنَيْنِ، إِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا أَمَّنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِذَا أَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ابن حبان:640)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) مجھے میری عزت کی قسم ہے! میں اپنے بندے میں دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔ اگر اس نے دنیا میں مجھ سے خوف رکھا تو میں اسے قیامت کے دن امن دوں گا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے بے خوف رہا تو میں اسے قیامت کے دن خوف سے دوچار کردوں گا۔

(7) خوف خدا والوں کو اللہ کی رضا ملتی ہے۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ۔ (بینۃ:8)

ان کے پروردگار کے پاس ان کا انعام وہ سدا بہار جنتیں ہیں جن کے نیچے

سے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اس سے خوش ہوں گے۔ یہ سب کچھ اس کے لیے ہے جو اپنے پرورگار کا خوف دل میں رکھتے ہوں۔

قرآن کریم میں ہے:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔ (بينة:8)

اللہ تعالیٰ اُن سے خوش ہوگا اور وہ اس سے خوش ہوں گے۔

(8) خوف خدا والوں کو نیکیوں کی توفیق گناہوں سے بچنے کی ہمت ملتی ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ (مائدۃ:28)

اگر تم نے مجھے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تب بھی میں تمہیں قتل کرنے کو اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

(9) خوف خدا والوں کو نیکیوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ نصیب ہوتا ہے۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ۔ (انبياء:90)

یقیناً یہ لوگ بھلائی کے کاموں میں تیزی دکھاتے تھے، اور ہمیں شوق اور رعب کے عالم میں پکارا کرتے تھے، اور ان کے دل ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُون وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُون وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

رَاجِعُونَ أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ۔ (مؤمنون:57-61)

حقیقت یہ ہے کہ جولوگ اپنے پروردگار کے رعب سے ڈرے رہتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے۔ اور جو عمل بھی کرتے ہیں، اسے کرتے وقت ان کے دل اس بات سے سہمے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار کے پاس واپس جانا ہے۔ وہ ہیں جو بھلائیاں حاصل کرنے میں جلدی دکھا رہے ہیں، اور وہ ہیں جو ان کی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد ہے:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔ (سجدہ:16)

ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (نور:36-38)

جن گھروں کے بارے میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے ، اور ان میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے، ان میں صبح وشام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں جنہیں کوئی تجارت یا کوئی خرید وفروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ دینے سے۔ وہ اس دن سے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ڈرتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ کر رہ جائیں گی۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں کو ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے گا۔

- ایک اور جگہ آتا ہے:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۔(دھر:7-10)

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور اس دن کا خوف دل میں رکھتے ہیں جس کے برے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں ہوں گے ۔اور وہ اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں ، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔(اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔ ہمیں تو اپنے پروردگار کی طرف سے اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس میں چہرے بری طرح بگڑے ہوئے ہوں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔(مائدۃ:23)

جو لوگ (خدا کا) خوف رکھتے تھے، ان میں سے دو مرد جن کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا تھا۔ بول اٹھے کہ تم ان پر چڑھائی کرکے (شہر کے) دروازے میں گھس جاؤ۔ جب گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے۔ اور اپنا بھروسہ صرف اللہ پر رکھو، اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(10) خوف خدا سے حق بات قبول کرنے کی استعداد بڑھتی ہے۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ. (یسین:11)

تم صرف ایسے شخص کو خبردار کر سکتے ہو (سمجھا سکتے ہو) جو نصیحت پر چلے، اور خدائے رحمن کو دیکھے بغیر اس سے ڈرے۔ چنانچہ ایسے شخص کو تم مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَى، تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى. (طٰہٰ:3-2)

ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ البتہ یہ اس شخص کے لیے ایک نصیحت ہے جو ڈرتا ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ. (انعام:51)

اور (اے پیغمبر) تم اس وحی کے ذریعے ان لوگوں کو خبردار کرو جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ ان کو ان کے پروردگار کے پاس ایسی حالت میں جمع کر کے لایا جائے گا کہ اس کے سوا نہ ان کا کوئی یار و مددگار ہوگا، نہ کوئی سفارشی تاکہ وہ لوگ تقویٰ اختیار کر لیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ذَلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ. (ہود:103)

ان ساری باتوں میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے

عذاب سے ڈرتا ہو۔ وہ ایسا دن ہوگا جسکے لیے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا، اوروہ ایسا دن ہوگا جسے سب کے سب کھلی آنکھوں دیکھیں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔

(ذاریات:37)

اور ہم نے اس بستی میں ان لوگوں کے لیے (عبرت کی) ایک نشانی چھوڑ دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہوں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَى، سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَى۔

(اعلی:9-10)

لہٰذا تم نصیحت کیے جاؤ، اگر نصیحت کا فائدہ ہو۔ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا، وہ نصیحت مانے گا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللهِ۔ (زمر:23)

وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے ان کی کھالیں اس سے کانپ اٹھتی ہیں، پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہوکر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّى فَإِنَّمَا يَتَزَكَّى لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللهِ الْمَصِيرُ۔ (فاطر:18)

(اے پیغمبر) تم انہی لوگوں کو خبردار کرسکتے ہو جو اپنے پروردگار کو دیکھے بغیر اس سے ڈرتے ہوں۔ اور جنہوں نے نماز قائم کی ہو، اور جو شخص پاک

ہوتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاک ہوتا ہے۔ اور آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(11) خوف خدا سے نرم دلی/ رقت نصیب ہوتی ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا، وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا، وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۔ (اسراء: 9-8-107)

جب یہ (قرآن) ان لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہے جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا تھا تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا پروردگار! بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ تو پورا ہی ہو کر رہتا ہے۔ اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کے دلوں کی عاجزی کو اور بڑھا دیتا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۔ (مریم: 58)

جب ان کے سامنے خدائے رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تو یہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

(12) حق بات کہنے کی، حق پر ڈٹنے، جمنے کی ہمت ملتی ہے۔

قرآن کریم میں آتا ہے:

الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۔ (احزاب: 39)

پیغمبر وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بھیجے ہوئے احکام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں، اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور حساب لینے کے لیے اللہ کو کسی کی ضرورت نہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(13) ہر برائی سے حفاظت ونجات ملتی ہے

ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ خَشْيَةُ اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَكَلِمَةُ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ ۔ (شعب الایمان، رقم:731)

تین (برائیاں) ہلاک کرنے والی اور تین (نیکیاں) نجات دینے والی ہیں۔ تین ہلاک کردینے والی برائیاں یہ ہیں: بخل جس کی پیروی کی جائے، خواہش نفس جس کے پیچھے چلا جائے اور بڑائی خور ہونا۔ تین نجات دینے والی نیکیاں یہ ہیں۔ خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت، فقر وغنی میں میانہ روی اور غضب ورضا میں عدل۔

(14) عرش کا سایہ ملتا ہے۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ العَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

(بخاری، رقم:660)

سات طرح کے آدمی ہوں گے۔ جن کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اول انصاف کرنے والا بادشاہ، دوسرے وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، تیسرا ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، چوتھے دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور

جدا ہونے کی بنیاد یہی (اللہ کے لیے محبت) محبت ہے، پانچواں وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادہ سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتواں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

❑ اللہ سے نہ ڈرنے کی وعیدیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ، أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ، أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ۔ (اعراف:98-99-97)

اب بتاؤ کہ کیا (دوسری) بستیوں کے لوگ اس بات سے بالکل بے خوف ہو گئے ہیں کہ کسی رات ہمارا عذاب ان پر ایسے وقت آ پڑے جب وہ سوئے ہوئے ہوں؟ اور کیا ان بستیوں کے لوگوں کو اس بات کا (بھی) کوئی ڈر نہیں ہے کہ ہمارا عذاب ان پر کبھی دن چڑھے آ جائے جب وہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہوں؟ بھلا کیا یہ لوگ اللہ کی دی ہوئی ڈھیل (کے انجام) سے بے فکر ہو چکے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو (یہ یاد رکھیں کہ) اللہ کی دی ہوئی ڈھیل سے وہی لوگ بے فکر ہو بیٹھتے ہیں جو آخر کار نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ۔

(ابراھیم:42)

اور یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ جو کچھ یہ ظالم کررہے ہیں، اللہ اس سے غافل ہے۔

- **ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس کی رحمت سے نا امید ہونا اسکی پکڑ سے بے خوف ہونا۔

(بخاری، ادب، عقوق الوالدین، رقم:5977)

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) اللہ کے غیر سے ڈرنے کی ممانعت

برے نتائج

- قرآن کریم میں ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ۔

(مائدۃ:51-52)

اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کی یار و مددگار نہ بناؤ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار و مددگار رہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ چنانچہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے، تم انہیں دیکھتے ہو کہ وہ لپک لپک کر ان میں گھستے ہیں، کہتے ہیں: ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر کوئی مصیبت کا چکر آ پڑے گا۔ لیکن کچھ بعید نہیں کہ اللہ (مسلمانوں کو) فتح عطا فرمائے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کردے۔ اور اس وقت یہ لوگ اس بات پر پچھتائیں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھی۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔

(مائدہ:44)

بیشک ہم نے تورات نازل کی تھی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا۔تمام نبی جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے،اسی کے مطابق یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے ،اور تمام اللہ والے اور علماء بھی (اسی پر عمل کرتے رہے) کیونکہ ان کو اللہ کی کتاب کا محافظ بنایا گیا تھا،اور وہ اس کے گواہ تھے۔لہذا (اے یہودیو) تم لوگوں سے نہ ڈرو،اور مجھ سے ڈرو،اور تھوڑی سی قیمت لینے کی خاطر میری آیتوں کا سودا نہ کیا کرو۔اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں،وہ لوگ کافر ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۔(اسراء:31)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ہم انہیں بھی رزق دیں گے، اور تمہیں بھی۔یقین جانو کہ ان کو قتل کرنا بڑی بھاری غلطی ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۔(نساء:77)

پھر جب ان پر جنگ فرض کی گئی تو ان میں سے ایک جماعت (دشمن)

لوگوں سے ایسی ڈرنے لگی جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے، یا اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگی، اور ایسے لوگ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار! آپ نے ہم پر جنگ کیوں فرض کر دی، تھوڑی مدت تک ہمیں مہلت کیوں نہیں دی؟ کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ تو تھوڑا سا ہے اور جو شخص تقوی اختیار کرے اس کے لیے آخرت کہیں زیادہ بہتر ہے، اور تم پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔

(بقرۃ:40-42)

اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو تاکہ میں بھی تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں، اور تم (کسی اور سے نہیں، بلکہ) صرف مجھی سے ڈرو۔ اور جو کلام میں نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ جبکہ وہ اس کتاب (یعنی تورات) کی تصدیق بھی کر رہا ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ بن جاؤ اور میری آیتوں کو معمولی سی قیمت لے کر نہ بیچو اور (کسی اور کے بجائے) صرف میرا خوف دل میں رکھو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو، اور نہ حق بات کو چھپاؤ جبکہ (اصل حقیقت) تم اچھی طرح جانتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ وَلِكُلٍّ

وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعًا إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔

(بقرۃ:146-150)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو اتنی اچھی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یقین جانو کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے حق کو جان بوجھ کر چھپا رکھا ہے۔ اور حق وہی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، لہٰذا شک کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہو جانا۔ اور ہر گروہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رخ کرتا ہے، لہٰذا تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں بھی ہوں گے اللہ تم سب کو (اپنے پاس) لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور تم جہاں سے بھی (سفر کے لیے) نکلو، اپنا منہ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف کرو، اور یقیناً یہی بات ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آئی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ اور جہاں سے بھی تم نکلو، اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو، اور تم جہاں کہیں ہو اپنے چہرے اسی کی طرف رکھو تاکہ لوگوں کو تمہارے خلاف حجت بازی کا موقع نہ ملے۔ البتہ ان میں جو لوگ ظلم کے خوگر ہیں (وہ کبھی خاموش نہ ہوں گے) سو ان کا کچھ خوف نہ رکھو، ہاں میرا خوف رکھو اور تاکہ میں تم پر اپنا انعام مکمل کر دوں اور تاکہ تم ہدایت حاصل کر لو۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) خوف کی حقیقت اور اس کے درجات

❑ خوف کی حقیقت

خوف کے حقیقی معنی ہیں کہ کسی آنیوالی تکلیف دہ چیز کے خیال اور اندیشہ سے دل کا ڈرنا اور شریعت میں خوف کی حقیقت عذاب کا خیال ہے کہ انسان کو اپنے بارے میں خیال ہو کہ شاید مجھے عذاب ہو۔ (تبلیغ دین:238 امام غزالیؒ تسہیل شریعت وطریقت:148)

❑ خوف کے درجات

(1) فرض درجہ

- انسان کو اپنے بارے میں خیال ہو کہ شاید مجھے عذاب ہو۔ اور یہ خیال مسلمانوں میں ہر شخص کو ہونا چاہیے اور یہی مامور بہ (یعنی اسی خوف کا حکم ہر مسلمان کو) ہے اور اسی کا بندہ کو کرنے کا پابند بنایا گیا ہے یہ تو ایمان کی شرط ہے اور اس کا نام خوف عقلی ہے۔
(تسہیل شریعت وطریقت:148)

- اس میں خوف کا ایک درجہ یہ ہے کہ گناہ کے تقاضے کے وقت وعید اور عذاب خداوندی کو یاد کر کے سوچ سوچ کے گناہوں سے بچا جائے۔ یہ درجہ فرض ہے اس کے نہ ہونے سے کفر تو نہ ہوگا ہاں گناہ ہوگا۔ (تسہیل شریعت وطریقت:148)

(2) مستحب درجہ

- ایک درجہ خوف کا یہ ہے کہ مراقبات و اشغال سے آیات وعید (گناہوں پر سزا والی آیات) اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو ہر وقت مستحضر (موجود) اور نظر کے سامنے رکھا

جائے یہ درجہ مستحب ہے۔

- یہ دونوں درجے (فرض درجہ، مستحب درجہ) اختیاری ہیں محنت سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

(3) سب سے اعلیٰ درجہ

وہ یہ کہ خوف کے آثار ایسے غالب ہو جائیں کہ اگر ان کو کم کرنا یا بھلانا بھی چاہیں تو اختیار اور قدرت سے باہر ہوں یہ صرف (اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے، خداداد ہے)

یہ درجہ گذشتہ درجات کے حاصل کرنے کے بعد صرف اللہ تعالیٰ کی عطا سے بعض (لوگوں) کو حاصل ہو جاتا ہے (جو اگرچہ محمود ہے مگر مقصود نہیں ہے) (تسہیل شریعت وطریقت:148)

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں:

> ایک انصاری نوجوان کے دل میں اللہ کا ڈر اتنا زیادہ پیدا ہوگیا کہ جب بھی اس کے سامنے جہنم کا ذکر ہوتا وہ رونے لگ جاتا اور اس کی کیفیت اتنا زیادہ غلبہ ہوگیا کہ وہ ہر وقت ہی گھر رہنے لگا، باہر نکلنا چھوڑ دیا، کسی نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضور ﷺ نے اسے گلے لگالیا اتنے میں اس کی روح پرواز کرگئی اور اس کی لاش نیچے گرگئی، حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اس ساتھی کی تجہیز وتکفین کرو اللہ کے ڈر نے اس کے جگر کے ٹکڑے کردیئے۔
>
> (اخرجہ الحاکم، کذا فی الترغیب:5/223، حیاۃ الصحابۃ:2/779)

(4) ناپسندیدہ خوف

ایسا حد سے بڑھا ہوا خوف جس سے ناامیدی پیدا ہوجائے شرعاً مذموم ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ ایمان خوف اور امید کے بین بین ہے۔ پس خوف کے ساتھ رجاء یعنی امید بھی ضروری ہے۔ البتہ گنہگار مسلمان کو خوف غالب رکھنا چاہئے اور جب دیندار بن جائے تو دونوں کو مساوی درجہ پر رکھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ پاک کا حکم صادر ہو کہ ساری مخلوق میں سے صرف ایک شخص جنت میں جائے گا تو میں امید

کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔ اور اگر یہ فرمان صادر ہو کہ دوزخ میں صرف ایک ہی شخص داخل ہو گا تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص کہیں میں ہی نہ ہوں۔ یہ حالت مساوات ہے جس میں خوف ورجاء دونوں کے پلے برابر ہیں ۔(تبلیغ دین: امام غزالیؒ 241)

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(5) خوف کی شکلیں

پہلی شکل: کہیں اللہ ناراض نہ ہو جائیں یہ خوف ہونا چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے:

مَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ.(ترمذی،رقم:2414)

جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہوگا اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کر دے گا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ.(ترمذی،رقم:2319)

تم میں سے کوئی اللہ کی رضامندی کی ایسی بات کہتا ہے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا کہ اس کی وجہ سے اس کا مرتبہ کہاں تک پہنچے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی اس بات کی وجہ سے اس کے حق میں اس دن تک کے لیے اپنی خوشنودی اور رضامندی لکھ دیتا ہے جس دن وہ اس سے ملے گا، اور تم میں

سے کوئی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایسی بات کہتا ہے جس کے بارے میں اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے اس کا وبال کہاں تک پہنچے گا جب کہ اللہ اس کی اس بات کی وجہ سے اس کے حق میں اس دن تک کے لیے ہے جس دن وہ اس سے ملے گا اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

دوسری شکل: سوء خاتمہ کا خوف ہونا چاہیے۔

1) کیونکہ ایمان کا محل دل ہے اور دل ایک حالت پر نہیں رہتا

- ایک حدیث میں آتا ہے؛

اسود سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اور چند دوسرے لوگ عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک صحابی حذیفہ بن یمان آئے اور سلام کیا پھر کہا کہ نفاق ایسی بلا ہے جو تم سے اچھے لوگوں پر نازل ہو چکی ہے میں نے ذرا تعجب سے کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ منافق دوزخ کے نچلے حصہ میں رہیں گے عبداللہ بن مسعود مسکرائے اور حذیفہ اٹھ کر مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے عبداللہ کے شاگرد بھی اٹھ گئے حذیفہ نے ایک کنکری میری طرف پھینکی اور اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود کے مسکرانے سے تعجب میں پڑ گیا کیونکہ جو کچھ میں نے کہا وہ انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا بیشک نفاق اس قوم پر آیا جو تم سے بہتر تھی پھر اسلام سے پھر گئی۔ پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا کو معاف کر دیا۔

(بخاری، رقم:4602)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے؛

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر پڑھا کرتے تھے (يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ) اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم ایمان لائے آپ پر اور جو چیز آپ لائے اس پر بھی کیا

آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کیونکہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انھیں پھیر دیتا ہے۔ (ترمذی، رقم:2140)

2) صحابہ کرام بھی اپنے ایمان کے بارے میں فکرمند رہتے تھے

ابن ابی ملیکہ تابعی فرماتے ہیں:

میں اصحاب نبی میں سے تیس حضرات سے مل چکا ہوں سب کے سب اپنے بارے میں نفاق سے خوفزدہ تھے۔ (بخاری، الایمان، خوف المؤمن)

3) خاتمہ کا کسی کو پتہ نہیں

- **حدیث میں آتا ہے:**

ایک آدمی دوزخیوں جیسا عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو فوراً اس کا نوشہ تقدیر آگے بڑھتا ہے اور وہ اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک آدمی اہل جنت کے سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ الٰہی آگے بڑھتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ (بخاری، رقم:3332)

- **ایک اور حدیث میں آتا ہے؛**

آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو مشرکین سے جنگ کر رہا تھا اور ثروت کے اعتبار سے بڑے مسلمانوں میں سے تھا آپ نے فرمایا کہ جو شخص دوزخی آدمی کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے۔ ایک آدمی اس کے پیچھے ہو گیا۔ وہ اسی طرح جنگ کرتا رہا کہ زخمی ہو گیا۔ اور تکلیف کی زیادتی کے سبب سے جلد مر جانا چاہا۔ تو اس نے اپنی تلوار کی دھار اپنے سینہ پر رکھ کر زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ تلوار پار ہو گئی (اور مر گیا) آنحضرت ﷺ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نے فرمایا کہ بندہ ایسے کام کرتا ہے جسے دوسرے لوگ جنت کا عمل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور (کوئی بندہ) ایسے کام کرتا ہے جس کے سبب سے لوگ اسے دوزخی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ اعمال کا دارو مدار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری، رقم:6493)

تیسری شکل: کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں یہ خوف ہونا چاہیے۔

چوتھی شکل: عمل کرنے کے بعد عمل کے مردود ہو جانے کا خوف ہونا چاہیے۔

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- حضرت عائشہ فرماتی ہیں :

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید کی آیت

والذین یؤتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ

وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ کہ دینے اور ان کے دل ترساں رہتے ہیں۔

کے بارے میں دریافت کیا کہ: کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے صدیق کی بیٹی نہیں بلکہ وہ اللہ کے وہ خدا ترس بندے ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور اس کے باجود وہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی یہ عبادات قبول نہ کی جائے ، یہی لوگ بھلائیوں کی طرف تیز سے دوڑتے ہیں۔ (ترمذی، رقم:3175)

- حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں:

مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے کہا کہ میرے والد نے آپ کے والد سے یہ فرمایا تھا کہ اے ابو موسیٰ کیا تمہیں یہ

بات پسند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمارا اسلام ہماری ہجرت ہمارا جہاد اور ہر وہ کام جو ہم نے آپ کے ساتھ یعنی آپ کے زمانہ میں کیا قائم رہے یعنی اس کا ثواب ہم کو مل جائے اور جتنے ہم نے عمل آپ کے بعد کئے ہیں ان سے برابر چھوٹ جائیں کہ نہ نیکیوں کا ثواب ملے اور نہ گناہوں کا عذاب تو آپ کے والد نے میرے والد سے کہا نہیں بھائی واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جہاد کئے نمازیں پڑھیں روزے رکھے بہت سے نیک کام کئے اور بہت سے آدمی ہمارے ہاتھوں پر اسلام لائے اور ہمیں ان کے ثواب کی امید ہے میرے والد نے کہا لیکن میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے یہ چاہتا ہوں کہ ہمارا وہ عمل تو باقی رہے اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان سے برابر چھوٹ جائیں تو میں نے کہا بخدا! آپ کے والد میرے والد سے افضل ہیں۔

(بخاری، رقم:3915)

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ (مائدۃ:27)

اور (اے پیغمبر) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی، اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ: میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ پہلے نے کہا کہ اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے جو متقی ہوں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پانچویں شکل: گناہوں کی وجہ سے نعمتوں کے چھن جانے کا خوف ہونا چاہیے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۔(ابراھیم:7)

اور وہ وقت بھی جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمادیا تھا کہا گر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو، میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۔(نحل:112)

اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پرامن اور مطمئن تھی اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کردی ،تو اللہ نے اس کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔

چھٹی شکل: کسی کی حق تلفی نہ ہوجائے یہ خوف ہونا چاہیے۔

(6) خوف خدا حاصل کرنے کا طریقہ

(1) اللہ تعالیٰ کی صفات جلالیہ کی پہچان اور معرفت حاصل کرنا۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ

(انفال:2)

مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۔(نوح:13)

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرتے۔

(2) گناہ اور اس کے برے نتائج کا استحضار۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۔(آل عمران:30)

وہ دن یاد رکھو جس دن کسی بھی شخص نے نیکی کا جو کام کیا ہوگا، اسے اپنے سامنے موجود پائے گا، اور برائی کا جو کام کیا ہوگا اس کو بھی (اپنے سامنے دیکھ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کر) یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے اور اس کی بدی کا درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے (عذاب سے) بچاتا ہے، اور اللہ بندوں پر بہت شفقت رکھتا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ۔ (انبیاء:47)

اور ہم قیامت کے دن ایسی ترازویں لا رکھیں گے جو سراپا انصاف ہوں گی، چنانچہ کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اسے سامنے لے آئیں گے۔ اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں۔

• طریق کار

اس کا طریقہ مراقبہ ہے کہ پندرہ بیس منٹ دیر سے سویا کریں اور بیٹھ کر یا لیٹ کر یاد کیا کریں کہ آج کیا کیا گناہ کیے، گناہوں کی فہرستِ تیار کریں پھر دل میں خیال جمائیں کہ گویا میدانِ قیامت موجود ہے، اور میزان کھڑی ہے، اپنا مددگار کوئی بھی نہیں، دشمن بہت ہیں، حیلہ کوئی چل نہیں سکتا، زمین تانبے کی طرح کھول رہی ہے، آفتاب سر پر ہے، دوزخ سامنے ہے، اور ان گناہوں کا حساب ہو رہا ہے، کوئی جواب معقول بن نہیں پڑتا جب یہ حالات پیش نظر ہوں گے تو بے اختیار ہاتھ جوڑ کر حاکم کے سامنے معذرت کریں گے کہ بے شک خطاوار ہیں کہیں ٹھکانہ نہیں اگر کچھ سہارا ہے تو صرف حضور کے رحم کا، اسی کو استغفار کہتے ہیں۔ رات کو یہ کریں اور صبح اٹھ کر یاد رکھیں کہ فلاں فلاں گناہ کیے تھے، اور رات ان سے استغفار اور عہد کیا ہے سو آج وہ گناہ نہ ہونے پائیں۔ اس سے اگر اسی دن تمام گناہ یک لخت نہ چھوٹ جائیں گے تو کمی تو ہو ہی جائے گی۔ غرج یہ تدبیر ایسی ہے کہ چند ہی روز کرنے سے

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آدمی معاصی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (تسہیل شریعت وطریقت: 151)

(3) ہر آن ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی ذات کا استحضار

- قرآن کریم میں ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

(مائدۃ:94)

اے ایمان والو! اللہ تمہیں شکار کے کچھ جانوروں کے ذریعے ضرور آزمائے گا جو تمہارے ہاتھوں اور تمہارے نیزوں کی زد میں آجائیں گے، تاکہ وہ یہ جان لے کہ کون ہے جو اسے دیکھے بغیر بھی اس سے ڈرتا ہے۔ پھر جو شخص اس کے بعد بھی حد سے تجاوز کرے گا وہ دردناک سزا کا مستحق ہوگا۔

- قرآن کریم میں ہے:

أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللهَ يَرَى (العلق:14)

کیا اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے

- قرآن کریم میں ہے:

أَيَحْسَبُ أَنْ لَمْ يَرَهُ أَحَدٌ (البلد:7)

کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں

(4) آخرت کے احوال، قبر اور اس کی تنہائی، وحشت عذاب کو یاد کرنا

- قیامت کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيدٌ (الحج:1)

اے لوگو! اپنے پروردگار (کے غضب) سے ڈرو۔ یقین جانو کہ قیامت کا بھونچال بڑی زبردست چیز ہے۔ جس دن وہ تمہیں نظر آجائے گا اس دن ہر دودھ پلانے والی اس بچے (تک) کو بھول بیٹھے گی، جس کو اس نے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا بیٹھے گی، اور لوگ تمہیں یوں نظر آئیں گے کہ وہ نشے میں بدحواس ہیں، حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔

جب اتری اور آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو سنائی اور اس کی تفسیر کی تو ان کے چہروں کا رنگ بدل گیا (بخاری، رقم:4741) اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (ترمذی، رقم:3168)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے قبر کا ذکر کیا اور موت کے بعد عذاب کا حال بیان کیا تو صحابہ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ (نسائی، رقم:2062)

حضرت ابو ہریرہ کو ایک بار قیامت کے ایک منظر کے بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اثنائے روایت میں وہ تین دفعہ بے ہوش ہو کر گرے۔ اور جب امیر معاویہ کے سامنے یہ روایت دہرائی گئی تو ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ (ترمذی، رقم:2382)

(5) تدبر سے قرآن پڑھنا

- قرآن کریم میں ہے:

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ۔ (ق:45)

لہٰذا قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہو جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔

(6) یہ دعا مانگیں

رسول اللہ ﷺ دعا میں فرماتے ہیں:

اللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

مَعَاصِيكَ۔ (ترمذی، رقم:3502)

اے اللہ ہم آپ سے خوف میں سے اس قدر مانگتے ہیں کہ اس سے آپ ہم میں اور معصیت میں حائل ہو جائیں۔

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(7) اللہ سے ڈرنے والوں کے واقعات

- کتابوں کے نام

(1) رونے والوں سے اللہ کا پیار

(ابی بکر عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا)

(2) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی آہ وزاری کے پراثر واقعات

(حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی صاحبؒ)

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:3

رجا/امید

(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے پُرامید رہنے کا حکم ہے نا امیدی کی ممانعت ہے

(2) اللہ تعالیٰ سے پُرامید رہنے کے فضائل

(3) امید کی حقیقت

(4) پسندیدہ اور ناپسندیدہ امید

(5) کن حالات میں امید غالب ہو کن حالت میں خوف

(6) رجاء/امید کے درجات

(7) رجا/امید حاصل کرنے کا طریقہ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہنے کا حکم ہے ناامیدی کی ممانعت ہے

- قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللهِ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (بقرة:218)

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا، تو وہ بیشک اللہ کی رحمت کے امید وار ہیں، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ (یوسف:87)

اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقین جانو، اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔ (زمر:53)

کہہ دو کہ: "اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ

معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

- ایک حدیث میں آتا ہے:

تم میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرے سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھتا ہو۔(مسلم، رقم:2877)

- ایک حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مومن کو پورا علم ہو جاتا کہ اللہ کا عذاب کتنا ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کا لالچ نہ کرتا اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ کے پاس رحمت کتنی ہے تو کوئی جنت سے ناامید نہ ہوتا۔

(مسلم، رقم:2755۔ مسند احمد، رقم:8415)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہنے کے فضائل

☐ جیسی اللہ سے امید/گمان ہوتا ہے ویسا ہی اللہ کا معاملہ ہوتا ہے

- ایک حدیث میں آتا ہے:

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو میرے متعلق وہ رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں۔

(بخاری، رقم:7405)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی اکرم ﷺ ایک جوان شخص کے پاس تشریف لے گئے وہ قریب الموت تھا آپ نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو کیسے پاتے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں اللہ کی رحمت و مغفرت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے خوف میں مبتلا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس موقع پر اگر مومن کے دل میں یہ دونوں چیزیں امید اور خوف جمع ہوجائیں تو اللہ اسے اس کی امید کے مطابق عطا کرتا ہے اور اسے اس چیز سے دور کردیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(ترمذی، رقم:983۔ ابن ماجہ، رقم:4261)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

ایک مرتبہ میں حضرت واثلہ کے ساتھ ابوالاسود جرشی کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا حضرت واثلہ سلام کر کے بیٹھ گئے ابواسود نے ان کا داہنا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی آنکھوں اور چہرے پر ملنے لگے کیونکہ حضرت واثلہ

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نے ان ہاتھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی حضرت واثلہ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں ابواسود نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے انھوں نے پوچھا کہ تمہارا اپنے رب کے متعلق کیسا گمان ہے ابواسود نے سر کے اشارے سے جواب دیا اچھا ہے انھوں نے فرمایا پھر خوش ہو جاؤ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے اب جو چاہے میرے ساتھ جیسا مرضی گمان رکھے۔(مسند احمد، رقم:16016)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سے دو آدمی زور زور سے چلانے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان دونوں کو نکالو۔ انھیں نکالا جائے گا تو ان سے اللہ تعالیٰ پوچھے تم لوگ کیوں اتنا چیخ رہے تھے وہ کہیں گے کہ ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تو ہم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری تم لوگوں پر رحمت یہی ہے کہ جاؤ اور دوبارہ خود کو دوزخ میں ڈال دو۔ وہ دونوں جائیں گے اور ایک اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو سرد اور سلامتی والی بنا دے گا۔ دوسرا وہیں کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو بھی اپنے آپ کو اسی طرح ڈالتا جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا۔ وہ کہے اے رب مجھے امید ہے کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تیرے ساتھ تیری امید کے مطابق معاملہ ہوگا۔ پس دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔(ترمذی، رقم:2599۔ مسند احمد، رقم:11667-13313)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے

بندے! تو میری جتنی عبادت اور مجھ سے جتنی امید وابستہ کرے گا میں تیرے سارے گناہوں کو معاف کردوں گا میرے بندے! اگر تو زمین بھر کر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ تجھ سے ملوں گا مجھے کوئی پروانہ ہوگی۔

(مسند احمد، رقم:21368)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین سے سب سے پہلے کیا کہے گا اور وہ سب سے پہلے اسے کیا جواب دیں گے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین سے فرمائے گا کہ کیا تم مجھ سے ملنے کو پسند کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے جی پروردگار! وہ پوچھے گا کیوں؟ مومنین عرض کریں گے کہ ہمیں آپ سے درگذر اور معافی کی امید تھی وہ فرمائے گا کہ میں نے تمہارے لیے اپنی مغفرت واجب کردی۔ (مسند احمد، رقم:22072)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چالیس خصلتیں ہیں جن میں سب سے بہتر بکریوں کا کسی کو عطا کرنا ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک خصلت پر بھی بغرض ثواب اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھ کر عمل کرے گا۔ تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا (بخاری، رقم:2631)

❑ اللہ سے امید رکھنے والوں کو نیکیوں میں آگے بڑھنے اعمال میں مجاہدہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۔ (کھف:110)

پس جس کسی کو اپنے مالک سے جا ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے، اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

- یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بیٹو! جاؤ، اور یوسف اور اس کے بھائی کا کچھ سراغ لگاؤ:

يَابَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ (یوسف:87)

اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقین جانو، اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

☐ اللہ سے امید رکھنے والوں کو مصائب میں اجر نصیب ہوتا ہے

- جب یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر ان کے پاس لائے تو یعقوبؑ نے فرمایا:

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ۔

(یوسف:18)

اب تو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے۔ اور جو باتیں تم بنا رہے ہو، ان پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

- جب یمن والوں کا ایک باغ بری نیت کی وجہ سے عذاب سے جل گیا جب ان کو اپنی بری نیت کا احساس ہوا تو وہ بجائے مایوس ہونے کے پرامید ہوئے اور انہوں نے کہا:

عَسَى رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُون۔

(قلم:32)

کیا بعید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ کے بدلے اس سے اچھا عطا فرما دے۔ بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(3) امید کی حقیقت

اعمال صالحہ کی کوششوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت، جنت کی امید رکھنا

جو شخص اللہ کی رحمت، جنت اور فضل کی امید رکھے لیکن اس کے حاصل کرنے کے لیے اعمال صالحہ، توبہ وغیرہ اختیار نہ کرے تو اس کو امید/ رجاء نہیں کہا جائے گا اس شخص کو رجا کا مقام حاصل نہیں ہوگا وہ شخص دھوکہ میں ہے یہ رجاء وامید نہیں بلکہ تمنا وہوس ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زمین میں بیج نہ ڈالے، اور کھیت کے پھل کا انتظار کرے، اور کھیت اگنے کی امید اور خواہش رکھے۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

> کہ انسان جب کاشت کے لیے زمین مین بیج ڈالتا ہے اور پانی دینے کے متعلق اپنی جیسی سعی سب کچھ کر لیتا ہے تو اسی وقت خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے پیداوار اور دانے کے کاٹنے کی امید رکھ سکتا ہے۔ اور جب بیج ہی نہیں ڈالا اور ایسی حالت میں اناج کی طلب وخواہش رکھی تو اس کو رجاء و امید نہیں کہتے، بلکہ تمنا اور ہوس کہتے ہیں، اور تمنا و ہوس شیطانی دھوکہ ہے۔ اسی لیے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندے ایمان لائے اور ہجرت کر گئے اور فی سبیل اللہ جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امید وار ہیں۔ (البقرہ:226) اس سے معلوم ہو گیا کہ رجاء وامید سعی وکوشش کے بعد ہوا کرتی ہے۔ جس طرح کاشتکار بونے جوتنے کی پوری محنت کر لینے کے بعد منتظر ہوتا ہے کہ اگر آسمانی آفت سے حفاظت ہوگئی اور بجلی اور آگ وغیرہ سے کھیت کو حق تعالیٰ نے بچائے رکھا تو امید ہے کہ جتنا بیج ڈالا ہے ایک ایک کے بدلے ستر ستر بلکہ اس سے بھی زیادہ حاصل ہوں گے۔ اسی طرح مسلمان کو خدا کی طاعت میں پوری مشقت اٹھانے اور مجاہدہ و ریاضت

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کرنے کے بعد امید رکھنی چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے اعمال و افعال کو قبول فرمالیا تو ایک ایک نیکی کا سات سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر ملے گا۔(تبلیغ دین:242)

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) پسندیدہ اور ناپسندیدہ امید

1) پسندیدہ امید وہ ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ (نیکی کرنا/گناہوں سے بچنا) بھی ہوں

قرآن کریم میں ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۔ (کھف:110)

لہٰذا جس کسی کو اپنے مالک سے جا ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے، اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

2) پسندیدہ امید وہ ہے جس میں کوشش کے ساتھ دعا بھی ہو۔

- جیسے یعقوب علیہ السلام اور باغ والوں نے کیا:

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۔

(یوسف:83)

(چنانچہ یہ بھائی یعقوب (علیہ السلام) کے پاس گئے، اور ان سے وہی بات کہی جو بڑے بھائی نے سکھائی تھی) یعقوب نے (یہ سن کر) کہا نہیں، بلکہ تمہارے دلوں نے اپنی طرف سے ایک بات بنالی ہے۔ اب تو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے، کچھ بعید نہیں کہ اللہ میرے پاس ان سب کو لے آئے۔ بیشک اس کا علم بھی کامل ہے۔ حکمت بھی کامل۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَسَى رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۔

(قلم:32)

کیا بعید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ کے بدلے اس سے اچھا عطا فرمادے۔ بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

3) پسندیدہ امید وہ ہے جس کے ساتھ خوف بھی ہو

- نیک لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا۔ (اسراء:57)

جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ تو خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ کے زیادہ قریب ہو جائے، اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں، اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یقینا تمہارے رب کا عذاب ہے ہی ایسی چیز جس سے ڈرا جائے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ (زمر:9)

بھلا (کیا ایسا شخص اس کے برابر ہو سکتا ہے) جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے، کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں، آخرت سے ڈرتا ہے، اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے؟ کہا کہ کیا وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے سب برابر ہیں؟ (مگر) نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ۔ (انبیاء:90)

یقینا یہ لوگ بھلائی کے کاموں میں تیزی دکھاتے تھے، اور ہمیں شوق اور رعب کے عالم میں پکارا کرتے تھے، اور ان کے دل ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔ (سجدۃ:16)

ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے، وہ اس میں سے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(5) کن حالات میں امید غالب ہو کن حالت میں خوف

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

جوانی وتندرستی کے زمانہ میں مسلمان کو خوف غالب رکھنا چاہئے کیونکہ اس غلبہ شہوت کے زمانہ میں شہواتِ نفسانیہ کے توڑنے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے مہذب بنانے کو خوف کے کوڑے کی ضرورت ہے۔اور بڑھاپے یا مرض میں جب کہ موت قریب ہو تو رجاء یعنی امید غالب رکھنی چاہئے۔کیونکہ اول تو ضعف و نقاہت اور مرض کی وجہ سے کچھ ہوتا ہوا نظر آتا نہیں اور اگر اس حالت میں خوف غالب ہوا تو جو کچھ ہو رہا ہے اتنا بھی نہ ہو سکے گا بالکل ہی ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے۔حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کو مرتے وقت اپنے خدا کیساتھ نیک گمان رکھنا چاہئے۔

(مسلم:رقم:12 تبلیغ دین:امام غزالیؒ241 شرح النووی علی صحیح مسلم 17/210)

(6) رجاء/ امید کے درجات

دیکھیں خوف کے درجات

(7) رجا/امید حاصل کرنے کا طریقہ

(1) اللہ تعالیٰ کی سنتوں، ضابطوں اس کی وسعتِ رحمت، اس کے فضل و کرم کو یاد کرتے رہنا، سوچتے رہنا کہ مثلاً اس کی رحمت کا ان احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

- ایک حدیث میں آتا ہے:

  نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس موجود کتاب میں لکھ دیا میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔
  (مسلم، رقم:6969)

- ایک حدیث میں آتا ہے:

  جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ نزع کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے تک بھی قبول فرمالیتا ہے۔
  (ترمذی، رقم:3537)

- ایک حدیث میں آتا ہے:

  نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے مغفرت کی امید رکھے گا۔ میں تجھے معاف کرتا رہوں گا۔ خواہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک ہی پہنچ جائیں۔ تب بھی اگر تو مجھ سے مغفرت مانگے گا تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے کوئی پروا نہیں۔ اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ کرنے کے بعد مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ تو نے شرک نہیں کیا تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت عطا کروں گا۔ (ترمذی، رقم:3540)

- ایک بزرگ نے سورۃ بقرہ کی آیت مداینت (قرض لینے دینے سے متعلق احکام کی

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آیت) کو رجاء کا قوی تر سبب قرار دیا ہے، جب ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ دنیا اپنی تمام تر وسعت کے باوجود مختصر ہے اور بندوں کا رزق اس میں مزید مختص ہے پھر دین (قرض) رزق کے مقابلے میں نہایت کم ہے، مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر طویل تر آیت نازل فرمائی تاکہ اس کے بندے دین کے باب میں احتیاط کرسکیں، جب اس نے دین کی حفاظت کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہے تو دین کی حفاظت کیسے نہیں فرمائے گا جس کا کوئی عوض نہیں ہے۔ (احیاء العلوم امام غزالیؒ:4/239)

● یہ بھی سوچتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ ہی آسانی پیدا کرنے والے ہیں ہر چیز پر قادر ہیں

- ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ (المنشرح:5-6)

چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔ یقینا مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔

- قرآن کریم میں ہے:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ۔ (انعام:18)

اور وہ اپنے بندوں کے اوپر مکمل اقتدار رکھتا ہے، اور وہ حکیم بھی ہے، پوری طرح باخبر بھی۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ (یوسف:21)

اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے قدم جمائے تاکہ انہیں باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائیں، اور اللہ کو اپنے کام پر پورا قابو حاصل ہے، لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

- قرآن کریم میں ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ۔(آل عمران:38)

(جب حضرت زکریاؑ حضرت مریمؑ کے پاس محراب میں تشریف لے گئے تو حضرت مریم کو بے موسم پھل کھاتے ہوئے پایا)اس موقع پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہنے لگے یارب! مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما دے۔ بیشک تو دعا سننے والا ہے۔

(2) انبیاء، صالحین، تابعین کے واقعات کو پڑھنا ان کی دعوت دینا

- قرآن کریم میں ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ۔(هود:120)

اور(اے پیغمبر) گزشتہ پیغمبروں کے واقعات میں سے وہ سارے واقعات ہم تمہیں سنا رہے ہیں جن سے ہم تمہارے دل کو تقویت پہنچائیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ۔

(یوسف:3)

(اے پیغمبر) ہم نے تم پر یہ قرآن جو وحی کے ذریعے بھیجا ہے اس کے ذریعے ہم تمہیں ایک بہترین واقعہ سناتے ہیں، جبکہ تم اس سے پہلے اس (واقعے سے) بالکل بے خبر تھے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ

كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ (یوسف:111)
یقیناً ان کے واقعات میں عقل وہوش رکھنے والوں کے لیے بڑا عبرت کا سامان ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو جھوٹ موٹ گھڑ لی گئی ہو، بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں آچکی ہیں ان کی تصدیق ہے، اور ہر بات کی وضاحت اور جو لوگ ایمان لائیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان۔

(3) مضبوط ایمان (خاص طور سے تقدیر پر) اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنا کیونکہ کفر ومعصیت سے ناامیدی پیدا ہوتی ہے

- قرآن کریم میں ہے:

لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ (یوسف:87)
اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقین جانو اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ۔ (حجر:56)
اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہوں کے سوا کون ناامید ہوسکتا ہے؟

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللهِ وَلِقَائِهِ أُولَئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (عنکبوت:23)
اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس سے جا ملنے کا انکار کیا ہے، وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں، اور ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ لِكَيْلَا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ (حدید:22-23)

کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں نازل ہوتی یا تمہاری جانوں کو لاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا، یقین جانو یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ یہ اس لیے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے، اس پر تم غم میں نہ پڑو، اور جو چیز اللہ تمہیں عطا فرمادے، اس پر تم اتراؤ نہیں، اور اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اتراہٹ میں مبتلا ہو، شیخی بگھارنے والا ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (تغابن:11)

کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی، اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(4) فکر آخرت، زھد، دنیا کی بے رغبتی اختیار کرنا کیونکہ جب دنیا سے زیادہ قلبی تعلق ہوتا ہے تو دنیا کے نقصانات اور نعمتوں کے زوال سے مایوسی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ۔ (ھود:9)

اور جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھاتے دیتے ہیں، پھر وہ اس سے واپس لے لیتے ہیں تو وہ مایوس (اور) ناشکرا بن جاتا ہے۔

(5) تدبر سے قرآن وحدیث پڑھنا خاص طور سے احادیث اور آیات رحمت کو توجہ، دیہان سے پڑھنا

باب:4

صبر

(1) ہمیں صبر کرنے کا حکم ہے بے صبری کی ممانعت ہے
(2) صبر کے فضائل
(3) بے صبری پر وعیدیں
(4) صبر کی حقیقت
(5) صبر کے 3 درجات
(6) صبر کی شکلیں
(7) مقام صبر حاصل کرنے کا طریقہ
(8) صبر سے متعلق اردو عربی کتب/خطبات

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(1) ہمیں صبر کرنے کا حکم ہے بے صبری کی ممانعت ہے

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا۔

(آل عمران:200)

اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جمے رہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔

(بقرة:153-45)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد چاہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۔(انفال:46)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

- **انبیاء کرام کو بھی صبر کا حکم تھا**

حضرت صالح کو فرمایا گیا:

إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ۔ (قمر:27)

ہم ان کے پاس ان کی آزمائش کے طور پر اونٹنی بھیج رہے ہیں اس لیے تم انہیں دیکھتے رہو اور صبر سے کام لو۔

- **حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی صبر کا حکم تھا:**

قرآن کریم میں ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ. (احقاف:35)

غرض (اے پیغمبر) تم اسی طرح صبر کیے جاؤ جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے، اور ان کے معاملے میں جلدی نہ کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ (طور:48)

اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لے، بیشک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ۔ (قلم:48)

بس تو اپنے رب کے حکم کا صبر سے (انتظار کر) اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ۔ (ص:17)

(اے پیغمبر!) یہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ۔ (غافر:77-55، روم:60)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۔(مدثر:7)

اور اپنے پروردگار کی خاطر صبر سے کام لو۔

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) صبر کے فضائل

(1) اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ''صبور'' بھی ہے

حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تکلیف دہ باتیں سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں، اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کی اولاد بنائی جاتی ہے پھر بھی وہ انھیں عافیت میں رکھتا ہے اور انھیں رزق عطا کرتا ہے۔(مسلم، رقم:2804)

(2) صبر نبیوں کی صفت ہے:

قرآن کریم ہیں ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ.(احقاف:35)

غرض (اے پیغمبر) تم اسی طرح صبر کیے جاؤ جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے، اوران کے معاملے میں جلدی نہ کرو۔

قرآن کریم ہیں ہے:

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللهِ وَقَدْ هَدٰى نَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا.(ابراهيم:12)

اور آخر ہم کیوں اللہ پر بھروسہ نہ رکھیں، جبکہ اس نے ہمیں ان راستوں کی ہدایت دے دی ہے جن پر ہمیں چلنا ہے؟ اور تم نے ہمیں جو تکلیفیں پہنچائی ہیں، ان پر ہم یقینا صبر کریں گے۔

حضرت ایوب سے متعلق فرمایا:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۔(ص:44)

اور (ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو، اور اس سے مار دو، اور اپنی قسم مت توڑو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انھیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعہ وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے۔

حضرت اسماعیل سے متعلق فرمایا

قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(صافات:102)

بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ وہی کیجیے جس کا آپ کو حکم دیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ

(انبیاء:85)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو دیکھو! یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔

(3) فائدہ ہی فائدہ نقصان نہیں:

آپ مشکلات پر پریشان کیوں ہو رہے ہیں، غمزدہ کیوں ہو رہے ہیں، غم تو نقصان پر ہوتا ہے، ان پریشانیوں میں آپ کا کوئی نقصان نہیں، آپ ایمان والے ہیں، ایمان والے کا کوئی حال نقصان اور خسارے والا نہیں ہوتا، وہ نعمتوں پر شکر کرتا ہے خیریں سمیٹتا ہے مشکلات پر صبر کرتا ہے فائدے حاصل کرتا ہے۔ (مسلم، رقم:2999، مسند احمد، رقم:1487)

ایک حدیث میں آتا ہے:

وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الصَّبْرِ عَلَى مَا تَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيرًا

اور جان لو کہ ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنے میں بڑی بڑی خیریں ملتی ہیں

(مسند احمد، رقم 2803)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں: قسم اللہ کی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، اور جو اس میں پھنس گیا پھر اس نے صبر کیا تو پھر اس کا کیا کہنا۔ (ابوداود، رقم: 4263)

(4) گناہوں کی معافی ہے:

کیا آپ کو پتہ نہیں کہ یہ تکلیفیں پریشانیاں مومن کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں، اگر یہ تکلیفیں نہ آتیں تو ان گناہوں پر آخرت میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھانا پڑتیں، یہ چھوٹی چھوٹی پریشانیاں ایمان والے کو آخرت کی بڑی بڑی پریشانیوں سے بچا لیتی ہیں۔

(جامع الاصول، رقم: 7347)

کیا آپ ڈاکٹر کے کہنے پر جسم میں پھیلنے والے ناسور کی وجہ سے ٹانگ کٹوا کر اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" جان بچ گئی۔ مومن کو تو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں، درجے بلند ہوتے ہیں۔ (جامع الاصول: 7341-591)

بیماری سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (جامع الاصول: 7342)

ایمان والے کے لئے تو رنج اور غم بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ (جامع الاصول: 7340)

حتی کہ ایمان والا ایک چیز ایک جگہ رکھ کر بھول جائے اور دوسری جگہ تلاش کرنے لگے اس کی وجہ سے جو اسے پریشانی لاحق ہوتی ہے اس پر بھی اس کے گناہ ایسے صاف ہو جاتے ہیں جیسے بھٹی میں جا کر سونا صاف ہو جاتا ہے۔ (جامع الاصول: 590)

الغرض مومن پر اللہ کی طرف سے مصائب اور حوادث آتے رہتے ہیں کبھی اس کی جان پر کبھی اس کے مال پر کبھی اس کی اولاد پر اور اس کے نتیجے میں اس کے گناہ جھڑتے رہتے ہیں یہاں تک کہ مرنے کے بعد وہ اللہ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس کا ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔(ترمذی:2579، جامع الاصول، رقم:7352)

مومن کی مثال کھیتی کی نرم و نازک شاخ کی طرح ہے ہوائیں اس کو جھکاتی ہیں کبھی اس کو گرادیتی ہیں اور کبھی اس کو سیدھا کھڑا کردیتی ہیں یہاں تک کہ موت کا وقت آجاتا ہے۔(یعنی مومن کی زندگی حوادثات سے خالی نہیں ہوتی کبھی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔کبھی مال کی کمی آجاتی ہے یہ سارے اللہ کی طرف سے امتحانات ہوتے ہیں۔اگر وہ صبر وشکر کرے اور خدا کی تقدیر پر راضی وخوش رہے تو کامیابی کی علامت ہے)اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے وہ سیدھا اور مستحکم (مضبوط) ہے اور زمین میں ثابت ہوتا ہے اس پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوتی وہ نہ جھکتا ہے نہ گرتا ہے حتی کہ وہ ایک بارا کھڑتا ہے۔(اسی طرح منافق کی مثال ہے وہ ہمیشہ تندرست وتوانا رہتا ہے پھر بوجہ بیماری اور کمزوری کے ایک ہی بار گرتا ہے یعنی موت آجاتی ہے)(جامع الاصول، رقم:58)

(5) نصیحت ہے تنبیہ ہے:

پریشانیاں مصیبتیں مومن کیلئے عبرت نصیحت تنبیہ کا کام کرتی ہیں وہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے انکے اثرات کو سمجھتا ہے آئندہ ان سے بچتا ہے وہ جانور کی طرح نہیں ہوتا کہ جس کو باندھنے کے بعد جب کھولا جاتا ہے تو اس کو کوئی احساس نہیں ہوتا کہ اسے باندھا کیوں تھا اور اسے کھولا کیوں۔

حدیث میں آتا ہے:

کہ جب مرد مومن بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر اللہ تعالی اس کو صحت وعافیت دیتا ہے تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے اور مستقبل کیلئے

نصیحت و تنبیہ کا کام کرتی ہے اور (خدا و آخرت سے غافل و بے پرواہ) منافق آدمی جب بیمار پڑتا ہے اور اس کے بعد اچھا ہوجاتا ہے (تو وہ اس سے کوئی سبق نہیں لیتا اور کوئی نفع نہیں اٹھاتا) اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جس کو اس کے مالک نے باندھ دیا پھر کھول دیا، لیکن اس کو کوئی احساس نہیں کیوں باندھا اور کیوں کھولا۔ (ابوداود: 3091)

(6) صبر نور ہے ہدایت

ایک حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ۔ (ترمذی، رقم: 3517) (صبر روشنی ہے)

(7) اجر وثواب ہے:

آپ مشکلات پر پریشان کیوں ہو رہے ہیں، غم زدہ کیوں ہو رہے ہیں، غم تو نقصان پر ہوتا ہے، ان پریشانیوں پر تو آپ کو اجر ملے گا ثواب ملے گا، جیسا کہ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ. (ھود: 115)

اور صبر سے کام لو، اس لیے کہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوٓا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. (نحل: 96)

اور جو تمہارے پاس ہے (مال ومتاع، خوشی غمی، رنج و راحت، صحت وبیماری، نفع ونقصان، جو حال بھی ہو) ختم ہوجائے گا، اور جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ (لہٰذا فنا ہوجانے والی چیزوں کی فکرمت کروانکو زیادہ اہمیت مت دو یہ سب عارضی اور وقتی ہیں، باقی رہ جانے والے اجر وثواب کو اہمیت دو اس طرح کرنے سے سب غم غلط ہوجائیں گے، جیسے: 100 روپے کسی کے چھین جائیں اور اسے یقین ہو کہ اسکے بدلے 200 روپے ملیں گے، تو اسے 100 روپے کا غم نہ رہے گا) اور ہم بدلہ میں

دیں گے صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو کرتے تھے۔

(معارف القرآن، ملفوظات حکیم الامت:32، ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ:219)

(8) صبر والوں کو صرف اجر وثواب نہیں ملے گا بلکہ اجر وثواب بے حساب ملے گا

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (زمر:10)

جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ (قصص:54)

ایسے لوگوں کو ان کا ثواب دہرا دیا جائے گا، کیونکہ انھوں نے صبر سے کام لیا اور وہ نیکی سے برائی کا دفعیہ کرتے ہیں، اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے، اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔

صبر والوں کے اس اجر وثواب پر وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ آرام اور چین سے رہے حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچی سے کاٹی گئی ہوتیں (ترمذی:2582)

صبر کرنے والوں کو صبر کی توفیق دے کر ان بلند مقامات اونچے درجات تک پہنچا دیا جاتا ہے جہاں تک وہ اپنے اعمال سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ (ابوداؤد:3092)

اس اجر وثواب پر نہ ختم ہونے والی وہ جنت ملے گی جس سے کبھی نکالا نہیں جائے گا، جس کی نعمتیں کبھی کم نہ ہونگی/ختم نہ ہونگی، جی ہاں یہ حالات یہ غم ورنج یہ دکھ تکلیف ہمیشہ نہیں رہے گی سب ختم ہو جائیں گی لیکن ان پر ملنے والا اجر وہ ہمیشہ رہے گا۔

کیا آپ نے کسان کو نہیں دیکھا کہ وہ کھیت بونے اور اس کی پرورش میں کتنی تکلیفیں اٹھاتا ہے، اور اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ چند روز کے بعد اسکا بڑا صلہ مجھے ملنے والا ہے، تاجر اپنی تجارت میں، ملازم اپنی ڈیوٹی ادا کرنے میں کیسی کیسی محنت ومشقت بلکہ بعض اوقات ذلت بھی برداشت کرتا ہے، مگر اس لئے خوش رہتا ہے کہ چند روز کے بعد اسکو تجارت کا بڑا نفع یا ملازمت کی تنخواہ ملنے کا یقین ہوتا ہے، مومن کا بھی یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ مجھے ہر تکلیف پر اجر مل رہا ہے اور آخرت

میں اس کا بدلہ دائمی عظیم الشان نعمتوں کی صورت میں ملے گا، اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس لیے یہاں کے رنج اور راحت اور سرد و گرم سب کو آسانی سے برداشت کرلیتا ہے، اس کی زندگی ایسے حالات میں بھی مشوش اور بے لطف نہیں ہوتی، یہی وہ حیات طیبہ ہے جو مومن کو دنیا میں نقد ملتی ہے۔ (معارف القرآن: 5/399)

(9) صبر پر آپ کو بہت کچھ ملے گا:

صبر کرنے والے کو دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں اور سعادتیں عطا کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔

صبر کرنے پر دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلے پر اور دیگر مہمات میں فتح و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ. (ھود: 49)

پس صبر کرو کیونکہ بہترین انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو جان لے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر ہے اور مدد صبر کے ساتھ، کشادگی تنگی کے ساتھ اور آسانی مشکل کے ساتھ ہوتی ہے۔ (مسند احمد، رقم 2803)

(10) صبر کی وجہ سے بندہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا۔

(اعراف: 137)

اور بنی اسرائیل کے حق میں تمہارے رب کا کلمہ خیر پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا۔

(11) صبر و استقامت کی راہ پر چل کر لوگوں کی قیادت اور امامت کا درجہ حاصل کیا جاسکتا ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا. (سجدہ: 24)

اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جب انہوں نے صبر کیا ایسے پیشوا بنا دیا
جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔

(12) صبر کرنے والا بندہ اللہ تعالی کی طرف سے تعریف اور توصیف سے نوازا جاتا ہے

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ.(ص:44)

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے
تھے، واقعی وہ اللہ سے خوب لولگائے ہوئے تھے۔

(13) صابر بندوں کو بشارت دینے کا حکم فرمایا گیا ہے

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۔(بقرہ:155)

اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنادو۔

(14) صبر کرنے والے بندوں سے اللہ تعالی محبت کرتا ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۔(آل عمران:146)

اللہ ایسے ثابت قدم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(15) صبر کرنے والوں کو اللہ کی معیت نصیب ہوتی

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(بقرۃ:153)

بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(16) صبر کرنے والوں کی اللہ کی طرف سے مدد و نصرت ہوتی ہے

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ ۔(بقرۃ:153)

صبر سے مدد حاصل کرو۔

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا
يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۔

(آل عمران:125)

ہاں! بلکہ اگر تم صبر اور تقوی اختیار کرو اور وہ لوگ اپنے اسی ریلے میں

اچانک تم تک پہنچ جائیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیج دے گا جنہوں نے اپنی پہچان نمایاں کی ہوئی ہوگی۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۔(اعراف:137)

اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا، ہم نے انھیں اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنادیا جس پر ہم نے برکتیں نازل کی تھیں۔ اور بنی اسرائیل کے حق میں تمہارے رب کا کلمہ خیر پورا ہوا، کیونکہ انھوں نے صبر سے کام لیا تھا۔ اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بناتی چڑھاتی رہی تھی، اس سب کو ہم نے ملیا میٹ کردیا۔

حدیث میں آتا ہے:

ان النصر مع الصبر ۔(مسند احمد رقم:2803)

بیشک (اللہ کی مدد و نصرت) صبر (کرنے والوں) کے ساتھ ہے۔

(17) جو بندے صبر کرتے ہیں وہ جنت میں بلند درجات پائیں گے

اُولٰۗىِٕكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا ۔(فرقان:75)

یہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانہ عطا ہوں گے۔

(18) صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا اعزاز اور شرف عطا ہوا ہے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (رعد:24)

کہ تم نے (دنیا میں) جو صبر سے کام لیا تھا، اس کی بدولت اب تم پر سلامتی ہی سلامتی نازل ہوگی۔ (مظاہر حق:4/738)

(19) صبر کے ذریعے تمام جھگڑے ختم کیے جاسکتے ہیں:

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ

اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِینَ.(انفال:46)

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ ایسا کرو گے تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی (کمزور ہو جاؤ گے) اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(20) صبر کرنے والے ہی حقیقت میں سچے مؤمن اور متقی ہیں:

قرآن کریم میں ہے:

وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ.(بقرۃ:177)

اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

(21) صبر کرنے سے برکتیں، کشادگیاں ملتی ہیں۔

أَنَّ اللّٰہَ يَبْتَلِي عَبْدَهُ بِمَا أَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَهُ، بَارَكَ اللّٰہُ لَهُ فِيهِ، وَوَسَّعَهُ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ۔(مسند احمد، رقم:20279)

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس چیز کے ساتھ آزماتا ہے جو اس کو عطا کرتا ہے، پس جو شخص اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے رزق میں برکت کرتا ہے اور مزید وسعت عطا کرتا ہے اور جو اس تقسیم پر راضی نہیں ہوتا اس کے رزق میں میں برکت نہیں کی جاتی۔

(22) صبر کی وجہ سے دشمنوں کی چالوں اور مکر سے سے حفاظت ہوتی ہے

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللّٰہَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔(آل عمران:120)

،اگر تم صبر اور تقوی سے کام لو تو ان کی چالیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں

گی۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سب اللہ کے (علم اور قدرت کے) احاطے میں ہے۔

(23) صبر کی وجہ سے بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دے دیا گیا

اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا، ہم نے انہیں اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس پر ہم نے برکتیں نازل کی تھیں، اور بنی اسرائیل کے حق میں تمہارے رب کا کلمہ خیر پورا ہوا، کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا۔ اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بناتی چڑھاتی رہی تھی، اس سب کو ہم نے ملیامیٹ کر دیا۔ (اعراف،:137)

(24) مختلف پریشانیوں پر صبر کے فضائل

1) اپنے پیاروں کی موت پر

- **اولاد کی وفات پر صبر کی فضیلت**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کسی مسلمان کے جب تین بچے فوت ہو جائے تو وہ صرف قسم پوری کرنے کے لیے دوزخ میں داخل ہوگا۔ (بخاری، رقم:1251)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصاری عورتوں سے فرمایا:

تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے اور اس نے صبر سے کام لیا تو وہ جنت میں داخل ہوگی ان میں سے ایک عورت نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول کیا دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں دو بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (مسلم، رقم:2632)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے ہاں میرے مومن بندے کیلئے اس کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں ہے کہ جب میں اہل دنیا میں سے اس کے محبوب انسان کو فوت کر دوں اور وہ اس کی وفات پر صبر کرے تو اس کے لیے جنت

المیسر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہے۔(بخاری، رقم:6424)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل اور رحمت سے انہیں اور ان کے والدین کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہونگے پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے:

اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک ہمارے والدین نہیں آجاتے اس ان سے کہا جائے گا کہ تم اللہ کی رحمت اور فضل کے ساتھ اپنے والدین کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔(نسائی، رقم:1876)

- **شوہر کی وفات پر صبر کی فضیلت**

زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی مسلمان بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ یہ دعا کہتا ہے:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا. إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا.

تو اللہ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں، اور اس کا نعم البدل عطا کرتے ہیں۔" جب سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق کہا تو اللہ نے میرے لئے سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر (شوہر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائے۔(مؤطا امام مالک، رقم:635)

- **بیوی کی وفات پر صبر کی فضیلت**

قاسم بن محمد سے روایت ہے:

میری زوجہ مرگئی تو محمد بن کعب قرظی تعزیت دینے میرے پاس آئے اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فقیہ عالم عابد مجتہد تھا اور اس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت فریفتہ تھا اور اس کو بہت چاہتا تھا اتفاق سے وہ عورت مرگئی

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تو اس شخص کو نہایت رنج ہوا اور بڑا افسوس ہوا اور وہ ایک گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی تو اس کے پاس کوئی نہ جاتا تھا ایک عورت نے یہ قصہ سنا اور اس کے دروازے پر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے میں اسی سے پوچھوں گی بغیر اس سے ملے ہوئے یہ کام نہیں ہو سکتا تو اور جتنے لوگ آئے تھے وہ چلے گئے اور وہ عورت دروازے پر جمی رہی اور کہا کہ بغیر اس سے طے کئے کوئی علاج نہیں ہے سو ایک شخص نے اندر جا کر اس کو اطلاع دی اور بیان کیا کہ ایک عورت مسئلہ پوچھنے کو تم سے آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں تو سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت دروازہ چھوڑ کر نہیں جاتی تب اس شخص نے کہا اچھا اس کو آنے دو پس آئی وہ عورت اس کے پاس اور کہا کہ میں ایک مسئلہ تجھ سے پوچھنے کو آئی ہوں وہ بولا کیا مسئلہ ہے اس عورت نے کہا میں نے اپنے ہمسایہ میں ایک عورت سے کچھ زیور مانگ کر لیا تھا تو میں نے ایک مدت تک اس کو پہنا اور لوگوں کو مانگنے پر بھی دیا اب اس عورت نے وہ زیور مانگ بھیجا ہے کیا میں اسے پھر واپس دے دوں اس شخص نے کہا ہاں قسم اللہ کی واپس دیدے عورت نے کہا کہ وہ زیور ایک مدت تک میرے پاس رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اس سبب سے اور زیادہ تجھے واپس دینا ضروری ہے کیونکہ ایک زمانے تک تجھے اس نے مانگنے پر دیا عورت بولی اے فلانے اللہ تجھ پر رحم کرے تو کیوں افسوس کرتا ہے اس چیز پر جو اللہ جل جلالہ نے تجھے مستعار دی تھی پھر تجھ سے لے لی اللہ جل جلالہ زیادہ حقدار ہے تجھ سے جب اس شخص نے غور کیا تو عورت کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔

(مؤطا امام مالک، رقم:636)

2) بیماریوں پر، آنکھوں کے ضایع ہونے پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں اپنے کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں

(یعنی نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔ (بخاری، رقم:5653، مسند احمد، رقم:12468)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

اَلطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (مسند احمد، رقم:13801)

طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے۔

3) لوگوں کی اذیتوں پر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے۔ (ترمذی، رقم:2507)

4) فتنہ کے دور میں دین پر جمنے

ایک حدیث میں آتا ہے:

مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں: قسم اللہ کی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہا، اور جو اس میں پھنس گیا پھر اس نے صبر کیا تو پھر اس کا کیا کہنا۔ (ابوداود، رقم:4263)

5) لوگوں کی حق تلفیوں پر

نبی کریم ﷺ نے بحرین میں کچھ قطعات اراضی بطور جاگیر (انصار کو) دینے کا ارادہ کیا تو انصار نے عرض کیا کہ ہم جب لیں گے کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح کے قطعات عنایت فرمائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد (دوسرے لوگوں کو) تم پر ترجیح دی جایا کرے گی تو اس وقت تم صبر کرنا، یہاں تک کہ ہم سے (آخرت میں آکر) ملاقات کرو۔ (بخاری، رقم:2376)

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملو اور اس کے رسول سے حوض کوثر پر۔ انصار نے عرض کیا ہم صبر کریں گے۔ (مسند احمد رقم: 13347)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

جب احد کی جنگ ہوئی تو انصار کے چونسٹھ (64) اور مہاجرین کے چھ افراد شہید ہوئے۔ ان میں حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کفار نے ان کا مثلہ کر دیا تھا، انصار نے کہا: اگر کسی دن ہمیں ان پر غلبہ حاصل ہوا تو ہم ان کے مقتولین کا مثلہ اس سے کہیں زیادہ کر دیں گے۔ پھر جب مکہ کے فتح کا وقت آیا تو ایک آدمی نے کہا: ''آج کے بعد کوئی قریشی نہ دیکھا جائے گا'' اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (النحل: 126)

''اگر تم ان سے بدلو (انہیں سزا دو) تو انہیں اتنی ہی سزا دو جتنی انہوں نے تمہیں سزا (اور تکلیف) دی ہے اور اگر تم صبر کر لو (انہیں سزا نہ دو) تو یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم صبر کریں گے بدلہ نہیں لیں گے۔ اور فرمایا: چار اشخاص کے سوا کسی کو قتل نہ کرو۔

(مسند احمد، رقم: 21229، ترمذی، رقم: 3129)

6) امیر، ذمہ دار کے رویوں پر صبر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسند بات دیکھے تو صبر کرے (خلیفہ) کی اطاعت سے اگر کوئی بالشت بھر بھی باہر نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ (بخاری، رقم: 7053، سنن دارمی، رقم: 2561)

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(25) جن محاسن اور محامدِ صفات اور اعلیٰ اخلاق کا درجہ اس دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ ہے، اُن میں صبر و برداشت کا بھی شمار ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔(احزاب:35)

بیشک فرمان بردار مرد ہوں یا فرمان بردار عورتیں مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر کا مرتبہ بڑی بڑی نیکیوں کے برابر ہے اس سے انسان کی پچھلی غلطیاں حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتی ہیں اور دین و دنیا کی بڑی سے بڑی مزدوری اُس کے معاوضہ میں ملتی ہے، یہی بشارت ایک اور آیت میں بھی ہے:

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۔(اٰل عمران:16-17)

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر ایمان لے

آئے ہیں، اب ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب
سے بچا لیجیے۔ یہ لوگ بڑے صبر کرنے والے ہیں، سچائی کے خوگر ہیں،
عبادت گزار ہیں (اللہ کی خوشنودی کے لیے) خرچ کرنے والے ہیں، اور
سحری کے اوقات میں استغفار کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت میں ایک عجیب نکتہ ہے، اس خوش قسمت جماعت کے اوصاف کا آغاز بھی دعا سے اور خاتمہ بھی دعا پر ہے، اور ان دونوں کے بیچ میں اُن کے چار اوصاف گنائے ہیں، جن میں پہلا درجہ صبر، یعنی محنت سہارنے تکلیف جھیلنے اور پامردی دکھانے کا ہے دوسرا راستی اور استبازی کا تیسرا خدا کی بندگی وبوودیت کا، اور چوتھا راہِ خدا میں خرچ کرنے کا۔

(26) فتح مشکلات کی کنجی صبر اور دعا

بعض آیتوں میں ان تمام اوصاف کو صرف دو لفظوں میں سمیٹ لیا گیا ہے، دعا اور صبر، اور فرمایا گیا ہے کہ یہی دو چیزیں مشکلات کے طلسم کی کنجی ہیں، یہود جو آنحضرت ﷺ کے پیغام کو قبول نہیں کرتے تھے، اس کے دو سبب تھے، ایک یہ کہ اُن کے دلوں میں گداز اور تاثر نہیں رہتا، اور دوسرے یہ کہ پیغامِ حق قبول کرنے کے ساتھ اُن کو جو جانی ومالی دشواریاں پیش آئیں، یہ عیش وعشرت اور ناز ونعمت کے خوگر ہو کر اُن کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، اسی لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی طب روحانی نے ان کی بیماری کے لیے یہ نسخہ تجویز کیا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ (بقرة:153)

دعا سے ان کے دل میں اثر اور طبیعت میں گداز پیدا ہوگا اور صبر کی عادت سے قبولِ حق کی راہ کی مشکلیں دور ہوں گی، ہجرت کے بعد جب قریش نے مسلمانوں کے برخلاف تلواریں اٹھائیں اور مسلمانوں کے ایمان کے لیے اخلاص کے تراوز میں تلنے کا وقت آیا تو یہ آیتیں نازل ہوئی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ (بقرۃ:153-157)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو، دراصل وہ زندہ ہیں مگر تم کو (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہوتا،
اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال وجان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ "ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں، اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

ان آیات نے بتایا کہ مسلمانوں کو کیونکر زندہ رہنا چاہیے، جان و مال کی جو مصیبت پیش آئے اس کو صبر، ضبط نفس اور ثابت قدمی سے برداشت کریں، اور یہ سمجھیں کہ ہم خدا کے محکوم ہیں، آخر بازگشت اسی کی طرح ہوگی، اس لیے حق کی راہ میں مرنے اور مال و دولت کو لٹانے سے ہم کو دریغ نہ ہونا چاہیے، اگر اس راہ میں موت بھی آجائے تو وہ حیاتِ جاویدا کی بشارت ہی ہے۔ (سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی:5/244-246)

(27) صبر کی فضیلتیں کہاں تک بیان کی جائیں بس آخری بات یہ سمجھ لیں:

ایک حدیث میں آتا ہے:

کسی شخص کو ملنے والی نعمتوں میں صبر سے بہتر اور صبر سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ملی۔ (مسلم 1053 بخاری 6470)

الغرض: صبر اتنی بڑی فضیلت اور اتنا عظیم وصف ہے کہ اس پر کاربن رہنے کی ہر مومن کو کوشش کرنا چاہئے اور اس کے حاصل کرنے کو نہایت اہم اور غنیمت جاننا چاہئے بیماریوں اور دوسری تکلیفوں اور پریشانیوں کو (جو اس دنیوی زندگی کا گویا لازمہ ہیں) صرف مصیبت اور اللہ تعالی کے غضب اور قہر کا ظہور ہی سمجھنا چاہئے۔ اللہ سے صحیح تعلق رکھنے والے بندوں کے لئے ان میں بھی بڑا خیر اور رحمت کا بڑا سامان ہے، ان کے ذریعہ گناہوں کی صفائی اور تطہیر ہوتی ہے، اللہ تعالی کی خاص عنایات اور بلند درجات کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اعمال کی کمی کی کسر پوری ہوتی ہے اور ان کے ذریعہ سعادت مند بندوں کی تربیت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم کی یہ کتنی عظیم برکت ہے کہ جن بندوں کو ان حقیقتوں کا یقین ہے وہ بڑی سے بڑی بیماری اور مصیبت کو بھی اللہ تعالی کی عنایت ورحمت کی ایک صورت سمجھتے ہیں۔ اپنے جن بندوں کو اللہ تعالی نے یہ دولت نصیب فرمائی ہے بس وہی جانتے ہیں کہ یہ کتنی عظیم نعمت ہے اور اس سے بیماری اور مصیبت کے حال میں بھی دل اور روح کو کتنی تقویت حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالی کے ساتھ تعلق اور محبت میں کتنی ترقی اور کس قدر اضافہ ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث)

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) بے صبری پر وعید

ایک حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ أَهْلُ النَّارِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنِ الْفُسَّاقُ؟ قَالَ: النِّسَاءُ قَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَلَسْنَ أُمَّهَاتِنَا، وَأَخَوَاتِنَا، وَأَزْوَاجَنَا؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنَّهُمْ إِذَا أُعْطِينَ لَمْ يَشْكُرْنَ، وَإِذَا ابْتُلِينَ لَمْ يَصْبِرْنَ۔

(مسند احمد، رقم:15531)

بیشک فاسق لوگ جہنمی ہیں۔ کسی نے کہا: اللہ کے رسول! فاسق ہوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورتیں۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن جب ان کو دیا جاتا ہے تو وہ شکر ادا نہیں کرتیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو وہ صبر نہیں کرتیں۔

(4) صبر کی حقیقت

صبر کی حقیقت پر عوام کی غلط فہمی نے تو پردے ڈال رکھے ہیں۔ وہ اُن کے نزدیک بے بسی و بے کسی کی تصویر ہے اور اس کی معنی اپنے دشمن سے کسی مجبوری کے سبب سے انتقام نہ لے سکنا ہیں، لیکن کیا واقعہ یہی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ وہ صبر جس کے قرآن وحدیث میں فضائل آئے ہیں جو صبر ایک مسلمان سے مطلوب ہے اس کے لیے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

(1) جمنا، ثابت قدمی اور استقامت ہو

صبر کے لغوی معنی ''روکنے'' اور ''سہارنے'' کے ہیں یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا، اور بلند ہمتی سے کام لیکر اس کو اپنی جگہ پر ثابت قدم رکھنا اور یہی صبر کی معنوی حقیقت بھی ہے، یعنی اس کے معنی بے اختیاری کی خاموشی اور انتقام نہ لے سکنے کی مجبوری کے نہیں ہیں۔

حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کے قصہ میں ایک ہی آیت میں تین دفعہ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ یہی معنی مراد ہیں۔ حضرت خضرؑ کہتے ہیں:

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ،وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (کھف:67-68)

مجھے یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کر سکیں گے۔ اور جن باتوں کی آپ کو پوری پوری واقفیت نہیں ہے، ان پر آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟

حضرت موسیٰؑ جواب میں فرماتے ہیں:

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا (کھف:69)

موسیٰ نے کہا: انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

اس صبر سے مقصود لاعلمی کی حالت میں غیر معمولی واقعات کے پیش آنے سے دل میں اضطراب اور بے چینی کا پیدا نہ ہونا۔

کفار اپنے پیغمبروں کے سمجھانے کے باوجود پوری تندہی اور مضبوطی کے ساتھ اپنی بُت پرستی پر قائم رہتے ہیں، تو اس کی حکایت اُن کی زبان سے قرآن یوں کرتا ہے۔

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا۔

(فرقان:42)

اگر ہم اپنے خداؤں (کی عقیدت) پر مضبوطی سے جمے نہ رہتے تو ان صاحب نے تو ہمیں ان سے بھٹکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔

(حجرات:5)

اور اگر یہ لوگ اس وقت تک صبر کرتے جب تک تم خود باہر نکل کر ان کے پاس آجاتے، تو ان کے لیے بہتر ہوا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔ (کہف:28)

اور اپنے آپ کو استقامت سے ان لوگوں کے ساتھ رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں دنیوی زندگی کی خوبصورتی کی تلاش میں ایسے لوگوں سے ہٹنے نہ پائیں۔

بنی اسرائیل نے من سلویٰ کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ۔(بقرۃ:61)

ہم ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک میں صبر کا لفظ اسی ایک معنی میں مستعمل ہوا ہے گو حالات کے تغیر سے اس کے مفہوم میں کہیں کہیں ذرا ذرا فرق پیدا ہو گیا ہے، باایں ہمہ ان سب کا مرجع ایک ہی ہے، یعنی ثابت قدمی اور استقامت، صبر کے یہ مختلف مفہوم جن میں قرآن پاک نے اس کو مختلف مقامات میں استعمال کیا ہے۔ (سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی:5/235)

(تفصیل کے لیے دیکھیں عنوان: صبر کی شکلیں)

(2) صبر اللہ کی رضا کیلئے ہو

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ ۔(رعد:22)

اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کیلئے صبر کیا ۔

ولربك فاصبر ۔(مدثر:7)

اور اپنے پروردگار کی خاطر صبر سے کام لو۔

(3)صبر ابتدائی صدمہ کے وقت ہو

یعنی خالی صبر پر کچھ نہیں ملے گا کیونکہ کبھی نہ کبھی بے صبرے انسان کو بھی صبر آ ہی جاتا ہے، جو صبر غیر اختیاری ہو اس کی کوئی خاص فضیلت نہیں نہ ایسی غیر اختیاری کیفیت کا اللہ تعالیٰ کسی کو حکم دیتے ہیں، اسی لیے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اصلی اور معتبر صبر تو وہی ہے جو ابتدائے صدمہ کے وقت اختیار کر لیا جائے۔

(بخاری، رقم:1283)

ایک حدیث میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدمی! اگر تم مصیبت پڑتے ہی صبر کرو، اور ثواب کی نیت رکھو، تو میں جنت سے کم ثواب پر تمہارے لیے راضی نہیں ہوں گا۔ (سنن ابن ماجہ، رقم:1597، مسند احمد، رقم:22228)

ورنہ بعد میں تو کبھی نہ کبھی جبری طور پر انسان کو صبر آ ہی جاتا ہے بلکہ قابل مدح وثناء وہ صبر ہے کہ اپنے اختیار سے خلاف طبع امر کو برداشت کرے خواہ وہ فرائض وواجبات کی ادائیگی ہو یا

محرمات ومکروہات سے بچنا ہواسی لیے اگر کوئی شخص چوری کی نیت سے کسی مکان میں داخل ہوگیا مگر وہاں چوری کا موقع نہ ملا صبر کر کے واپس آ گیا تو یہ غیر اختیاری صبر کوئی مدح وثواب کی چیز نہیں ثواب جب ہے کہ گناہ سے بچنا خدا کے خوف اور اس کی رضائی جوئی کے سبب سے ہو۔(معارف القرآن، رعد:22)

(4)صبر اعمال صالحہ کے ساتھ ہو

1) دین پر استقامت ہو مقصد پر جمنا ہو گناہوں سے بچنا ہو

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ.(ھود:11)

ہاں مگر جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں (تمام گناہوں خلاف شرع کاموں سے بچتے ہیں) اور نیک عمل (تمام فرائض واجبات) کرتے ہیں (وہ ایسے نہیں ہیں یعنی اس عام انسانی کمزوری سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن میں دو صفتیں پائی جائیں ایک صبر دوسرے عمل صالح) (معارف القرآن)

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا.(دھر:12)

اور انہوں نے جو صبر سے کام لیا تھا، اس کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ.(ھود:115)

صبر سے کام لو، اس لیے کہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

2) صبر ہو نماز کے ساتھ

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ۔(بقرہ:45)

اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے، مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع (یعنی دھیان اور عاجزی) سے پڑھتے ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔(بقرہ:153)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی امداد و اعانت حاصل کرنے میں دو چیزوں کو خاص دخل ہے۔ صلوٰۃ اور صبر:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(بقرۃ:153)

یہاں بھی "صلوٰۃ" کے بعد "صبر" کا حکم فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ مومن خدا کی عبادت و فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے اور کسی دکھ درد کی پروانہ کرے، تب خدا کی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے اس کے یہاں کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں ہوتا، بلکہ اندازہ سے زائد ملتا ہے۔ (عثمانی، ہود:115)

3) صبر تقویٰ کے ساتھ ہو:

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۔(آل عمران:120)

اگر تم صبر اور تقوی سے کام لو تو ان کی چالیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سب اللہ کے (علم اور قدرت کے) احاطے میں ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔

(آل عمران:186)

(مسلمانو) تمہیں اپنے مال و دولت اور جانوں کے معاملے میں (اور) آزمایا جائے گا، اور تم اہل کتاب اور مشرکین دونوں سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔ اور اگر تم نے صبر اور تقوی سے کام لیا تو یقینا یہی کام بڑی ہمت کے ہیں (جو تمہیں اختیار کرنے ہیں)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

4) صبر ہو ذکر کے ساتھ:

فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ۔ (طه:130)

لہٰذا (اے پیغمبر) یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں، تم ان پر صبر کرو، اور سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی تسبیح اور حمد کرتے رہو، اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کرو، اور دن کے کناروں میں بھی، تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔

فَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔ (ق:39)

لہٰذا (اے پیغمبر) جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اس پر صبر کرو، اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، سورج نکلنے سے پہلے بھی، اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ۔ (طور:48)

اور تم اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہو، کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو، اور جب تم اٹھتے ہو اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔

5) صبر دعا کے ساتھ ہو

حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو وہ گھبرا کر اللہ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھے:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْنِي مِنْهَا خَيْرًا۔

ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میں اپنی مصیبتوں کا اجر تجھ سے چاہتا ہوں مجھے ان پر (صبر کرنے کا) اچھا اجر دے، اوران مصیبتوں کے بدلے مجھے ان سے اچھا دے۔

ام سلمہ کہتی ہیں: جب میرے شوہر ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر مجھ سے بیان کی تھی چنانچہ میں نے دعا پڑھی لی، جب یہ جملہ کہنے کا ارادہ کیا ''مجھے اس سے بہتر بدلہ دے'' تو دل میں سوچا کیا مجھے ابوسلمہ سے بہتر بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ لیکن میں نے وہ جملہ کہہ دیا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے محمد ﷺ کو ان کے بدلہ میں دے دیا اور میری مصیبت کا بہترین اجر مجھے عنایت فرمایا۔

(ترمذی، رقم:3511، سنن ابن ماجہ، رقم:1598)

6) صبر توکل کے ساتھ ہو

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ (عنکبوت:9)

وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(5)صبر کے درجات

❑ صبر کے درجات کی پہلی تقسیم

1)صبر کا اعلیٰ درجہ

صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ شہوت اور ہوائے نفس کے مادہ ہی کا قلع قمع ہو جائے کہ اس کو مقابلہ کی قدرت ہی نہ رہے اور اس پر ثبات و بقا نصیب ہو، اور انہیں نفوس کو نفس مطمئنہ کے خطاب سے مخاطب بنا کر مرتے وقت بشارت دی جائے گی کہ اے نفس مطمئنہ چل اپنے پرودگار کی طرف کہ تو اللہ سے راضی اور اللہ تجھ سے راضی۔

2)صبر کا ادنیٰ درجہ اور اس کے آثار

سب میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہوائے نفس غالب اور قلب شیطانی لشکر کے حوالہ ہو جائے۔ اسی خطرناک حالت والوں کو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا فرمان صادر ہو چکا کہ میں تم سے جہنم بھر دوں گا (اللہ پناہ میں رکھے)۔اس کی دو علامتیں ہیں:

ایک یہ کہ ایسا شخص کہا کرتا ہے کہ مجھے توبہ کا شوق تو ہے مگر مجھ سے ہو نہیں سکتی، اور اسی لیے اب اس کی خواہش بھی نہیں رہی۔ یہ یاس اور ناامیدی کا درجہ ہے جو مہلک ہے اور جانبری کی امید نہیں۔

دوسری علامت یہ ہے کہ توبہ کا شوق بھی نہ رہے اور کہنے لگے اللہ رحیم و کریم ہے اسے میری توبہ کی کچھ پرواہ نہیں ہے، اگر وہ توبہ کے بغیر مجھ کو جنت میں بھیج دیں گا تو اس سے جنت جیسی وسیع جگہ چھوٹی نہیں پڑ جائے گی۔ اور خدا کی رحمت شاملہ میں کچھ کمی نہ آجائے گی، یہ بیچارہ کم عقل متحیر ہے، اس پابند ہوا و ہوس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مسلمان شخص کافروں کے ہاتھ

میں قید ہوجائے اور کافر اس کو کبھی خنزیروں کے چرانے اور ان کے کھلانے پلانے کی خدمت سپرد کر یدیں اور کبھی اس کی گردن اور کمر پر شراب کے پیپے لدوا کر اپنے گھروں تک لے جائیں، اور اس ذلیل حالت کو ذلیل نہ سمجھے پھر بھلا اس کی نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے، تمہیں بتلاؤ کہ اگر بادشاہ کی کسی پیاری اولاد کو پکڑ کر کسی ذلیل و بے غیرت غلام کے حوالہ کر دیا جائے کہ وہ اس کو اپنا غلام بنائے، پاؤں دبوائے اور جو چاہے خدمت لیا کرے تو اس بیچارے شہزادکا کیا حال ہوگا؟ اسی طرح اس غفلت شعار مسلمان کا حال ہے جس نے حق تعالیٰ کے تقرب پر دنیائے دنی کو ترجیح دی اور ہوائے نفسانی کا قیدی ہوگیا کہ توبہ اور توجہ الی اللہ کا شوق بھی اس کے دل سے جاتا رہا۔

3) صبر کا متوسط درجہ اور اس کی علامت

متوسط درجہ یہ ہے کہ خدائی لشکر اور شیطانی گروہ میں جنگ وجدال قائم رہے کہ کبھی اس کا پلہ بھاری ہوجائے اور کبھی اس کا پلہ، نہ اس کو کامل شکست ہو اور نہ اس کی کھلی ہوئی فتح، پس اس قسم کے لوگوں کے بارہ میں ارشاد ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے اعمال صالحہ کو بدکاریوں میں خلط کر رکھا ہے امید ہے کہ حق تعالیٰ ان پر توجہ فرمائے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ ضعیف خواہشوں کو ترک کرے اور زور آور شہوت کو نہ چھوڑ سکے اور نیز کبھی خواہشات کو چھوڑے اور کبھی ان کے ہاتھوں عاجز آجائے مگر اپنے مغلوب ہونے پر حسرت و افسوس ضرور کرتا اور برابر اس کوشش میں لگا رہے کہ کسی طرح نفس پر قابو حاصل ہوجائے کہ کہاں تک فتح حاصل کرتا ہے؟ اگر مغلوب رہا اور قوت عقل کو غلبہ نہ دے سکا تو بالکل جانور کی برابر ہے بلکہ اس سے بھی گیا گزرا ہوا کیونکہ اس میں تو عقل نہیں اور میں باوجودیکہ عقل ہے مگر چوپایہ کی طرح اپنی خواہش نفس کے پورا کرنے میں مصروف ہے اور اگر غالب آگیا تو کام بن گیا۔ (تبلیغ دین:262)

❑ صبر کے درجات کی دوسری تقسیم

احکامات اور امور کی بجا آوری میں اپنے نفس پر صبر کرنا گناہوں سے بچنے پر صبر کرنے میں زیادہ بڑے درجہ کے ہیں۔

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(6) صبر کی شکلیں

(1) دین سیکھنے میں آنے والی مشکلات پر صبر

دین سیکھنے اور طلب علم دین میں جب مشکلات، آزمائشیں آجائیں تو بے صبری نہیں دکھانا دین سیکھنا اور تحصیل علم کو موقوف نہیں رکھنا بلکہ ہمت استقلال، ثابت قدمی اور صبر سے کام لیتے ہوئے طلب علم میں لگنا، کیونکہ بغیر تکلیفیں اٹھائے اور صبر کے علم دین حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے تشریف لیے گیے تھے:

اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ۔ (کہف:67-68)

مجھے یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کرسکیں گے۔ اور جن باتوں کی آپ کو پوری پوری واقفیت نہیں ہے، ان پر آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِىۡ لَكَ اَمۡرًا ۔

(کہف:69)

انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے، اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) دین پر عمل کرنے میں آنے والی مشکلات پر صبر

❑ صبر علی الطاعۃ

احکام الٰہی کی بجا آوری اور امر کی اطاعت و فرمانبردی مذہبی فرائض اور حقوق کی ادائیگی میں نفس وشیطان ماحول کی طرف سے جور کاوٹیں مکر وفریب ناگواریاں مشقتیں پیش آئیں تو کم ہمتی، غفلت سستی کا مظاہر کر کے عمل نہ چھوڑنا بلکہ اعمال کی بجا آوری میں ہمت اور حوصلہ اور مجاہدہ سے کام لینا، سستی کا مقابلہ چستی سے کرنا۔

❑ صبر علی الطاعۃ

منہیات، معاصی، خلاف شرع اور گناہ کی ظاہر فانی اور عارضی لذتوں کے کاموں میں نفس و شیطان، ماحول کی ترغیبات کی طرف مائل نہ ہونا، فانی لذتوں کے دھوکے میں پڑنا، کسی قسم کی کمزوری، کم ہمتی کا مظاہر نہ کرنا بلکہ گناہوں کی زندگی سے بچنے میں ہمت، حوصلہ اور مجاہدہ سے کام لینا۔

اسی لیے حکم ہوا:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ۔ (مریم:65)

وہ آسمانوں اور زمین کا بھی مالک ہے، اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہیں، ان کا بھی، لہٰذا تم اس کی عبادت کرو

ایک اور آیت میں نماز پڑھتے رہنے اور اپنے اہل وعیال پر بھی اس کی تاکید رکھنے کے سلسلہ میں ہے:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ (طٰہٰ:132)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔

یعنی تمام عمر یہ فریضہ پابندی کے ساتھ ادا ہوتا رہے۔

حسبِ ذیل آیتوں میں غالباً صبر اسی مفہوم میں ہے وہ لوگ جو خدا کے سامنے حاضری کے دن سے ڈرا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ اُنکو خوشخبری سناتا ہے:

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۔(دھر:11-12)

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو اس دن کے برے اثرات سے بچالے گا، اور ان کو شادابی اور سرور سے نوازے گا۔

اور انھوں نے جو صبر سے کام لیا تھا، اس کے بدلے میں انھیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

وہ لوگ جو خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک کام کریں، فریب کے کاموں میں شریک نہ ہوں، بیہودہ اور لغو کاموں کے سامنے سے ان کو گذرنا پڑے تو بزرگی کے رکھ رکھاؤ سے گذر جائیں اور خدا کی باتوں کو سن کر اطاعت مندی سے اس کو قبول کریں اور اپنی اور اپنی اولاد کی بہتری اور پیشوائی کی دعائیں مانگیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی یہ بشارت سُناتا ہے:

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا (فرقان:75)

یہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالا خانے عطا ہوں گے، اور وہاں دعاؤں اور سلام سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔

ان دونوں آیتوں میں صبر کا مفہوم یہی ہے کہ نیک کاموں کو بار خاطر، خلافِ طبع اور تکلیف ومشقت ہونے کے باوجود خوشی خوشی عمر بھر کرتے رہیں اور بُری باتوں سے باوجود اس کے کہ ان میں ظاہر خوشی اور آرام ہے، بچتے رہیں، راتوں کو نرم بستروں سے اُٹھ کر خدا کے آگے سر بسجود ہونا، صبح کو خوابِ صحر کی لذت سے کنارہ کش ہو کر دوگانہ ادا کرنا، الوان نعمت کی لذتوں سے محروم ہو کر روزے رکھنا، تکلیف ومشقت ہونے کے باجود خطرناک موقعوں پر بھی سچائی سے باز نہ آنا۔ قبولِ حق کی راہ میں شدائد کو آرام وراحت جان کر جھیل جانا، سود کی دولت سے

ہاتھ اُٹھالینا، حسن و جمال کی بے قید لذت سے متمتع نہ ہونا، :غرض شریعت کے احکام کی بجا آوری اور پھر اس پر عمر بھر پابندی اور پائداری، صبر کی بہت ہی کڑی منزل ہے اور اسی لیے ایسے صبروں کی جزا بھی خدا کے ہاں بھاری ہے۔

ان آیات کی اس تشریح میں وہ حدیث یاد آتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حجبت النار بالشهوات وحجبت الجنة بالمكاره۔

(بخاری رقم:6487)

دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

یعنی نیکی کے ان کاموں کا کرنا جن کا معاوضہ جنت ہے، اس وقت دنیا میں نفس پر شاق گذرتا ہے اور گناہوں کے وہ کام جنکی سزا دوزخ ہے اس وقت دنیا میں بڑے پُرلطف اور اورلذت بخش معلوم ہوتے ہیں، اس عارضی وہنگامی ناخوشی یا خوشی کی پرواکیے بغیر احکامِ الٰہی کی پیروی کرنا بڑے صبر اور برداشت کا کام ہے، کسی قارون کے خزانہ مال و دولت کی فراوانی اور اسبابِ عیش کی بہتات کو دیکھ کر اگر کسی کے منہ میں پانی نہ بھر آئے اور اس وقت بھی مالِ حرام کی کثرت کے لالچ کے بجائے ، مال حلال کی قلت کو صبر کر کے خوشی کے ساتھ برداشت کرلے تو یہ بڑی قوت کا کام ہے جو صرف صابروں کو ملی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جو قارون تھا اس کے مال و دولت کو دیکھ کر بہت سے ظاہر پرست لالچ میں پڑ گئے جن میں صبر و برداشت کا جوہر تھا اُن کی چشم بینا اُس وقت بھی کھلی ہوئی تھی اور اُن کو نظر آتا تھا کہ یہ فانی اور آنی جانی چیز کچھ دن کی ہے خدا کی وہ دولت جو نیکوکاروں کو بہشت میں ملے گی، وہ لازوال، غیر فانی اور جاودانی ہے۔

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ
اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا

يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۔(قصص:79-80)

جولوگ دنیوی زندگی کے طلب گار تھے، وہ کہنے لگے: اے کاش! ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کوعطا کی گئی ہیں۔ یقیناوہ بڑے نصیبوں والا ہے۔ اور جن لوگوں کو(اللہ کی طرف سے) علم عطا ہوا تھا۔انھوں نے کہا: تم پر افسوس ہے(کہ تم ایسا کہہ رہے ہو) اللہ کا دیا ہوا ثواب اس شخص کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور وہ انہی کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔

یہ اجر اور جزا بہتر ہے بہتر ہوگی کیونکہ یہ اس خزانے سے ملے گی جو لازوال اور باقی ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔(نحل:96)

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہوگا ہم انھیں ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ نمازیں ادا کیا کرو کہ نیکیاں بدیوں کو دھودیتی ہیں، اس پیغام میں نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت اور یاددہانی ہے، اس کے بعد ہے:

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (ھود:115)

اور صبر سے کام لو، اس لیے کہ اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(سیرۃ النبی، علامہ شبلی نعمانی:5/235-244)

- **جائز نفسانی خواہشات پر صبر**

کھانے پینے، باتیں کرنے، ہنسنے ہنسانے، گھومنے گھمانے، ملنے ملانے اور دیگر مباح خواہشات میں میانہ روی بوقت ضرورت بقدر ضرورت اختیار کریں یعنی نفس کو روکیں جب ان خواہشات کا سخت تقاضہ ہو تب انکو بقدر ضرورت اختیار کریں۔ ہر وقت ہر خواہش کو پورا کرنے کے چکر میں نہ رہیں۔(ہم سے عہد لیا گیا ہے، عہد:274)

کیونکہ جو شخص ہر جائز خواہش کے پیچھے پڑتا ہے تو آہستہ آہستہ اسکے اندر سے خواہشات سے رکنے کی طاقت ختم ہوتی رہتی ہے، پھر ساری خواہشات جائز تو ہیں نہیں بہت سی خواہشات حرام، اب ایسا شخص (جو ہر جائز خواہش پوری کرتا ہے اپنے نفس کو روکتا نہیں) جب اسکے دل میں کسی حرام خواہش کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے تو اس کیلئے اپنے آپ کو حرام خواہشات سے روکنا مشکل ہوجاتا ہے۔ پھر ساری خواہشیں حرام میں بھی پوری نہیں ہوتیں بہت سی کفر میں پوری ہوتی ہیں۔ اب ایسا شخص (جو حلال حرام ہر طرح کی خواہش پوری کرتا رہتا ہے اور خواہشات پر کنٹرول کی طاقت اسمیں ہوتی نہیں) جب اسکے دل میں کسی ایسی خواہش کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے جو کفر میں پوری ہوتی ہے تو اسکے لیے اپنے آپکو اس کفریہ خواہش سے بھی روکنا مشکل ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

حجبت النار بالشھوات و حجبت الجنة بالمکارہ۔

(بخاری رقم:6487،مسلم،رقم:2822)

دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

- معمولات میں مجاہدہ کے ذریعہ نفس کو مقلوب کریں وہ اس طرح کہ عبادات (ذکر، تلاوت، نوافل، خاص طور سے تہجد، نفلی روزے) اتباع سنت میں سے کوئی معمول جسکو نبھا سکتے ہوں اپنے لیے طے کریں اور پابندی سے اسکو کریں اعر اس پابندی میں جو مجاہدہ آئے اسے اسے برداشت کریں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں ایک مسلمان کیسے زندگی گزارے)

(3) دین کی اشاعت اور حفاظت کی راہ میں آنے والی مشکلات پر صبر

مقاصد کی راہ میں مخالفین کی طرف سے جو مشکلات، رکاوٹیں، خطرات، ناگوار حالات، حق و باطل کی کشمکش، باطل کا عارضی غلبہ ہو تو مایوسی، ناامیدی، کم ہمتی، جلد بازی کا مظاہرہ کرنا،

پیٹھ دیکھانا، پیچھے ہٹ جانا، کام چھوڑ دینا، پہلے جیسا جوش اور ولولہ کا نہ ہونا یہ سب نہ ہو بلکہ ہر حال میں پر امید رہیں، ہمت سے کام لیں، کسی حال کو خاطر میں نہ لائیں، پرواہ نہ کریں، اچھے حالات کا کامیابی کا انتظار کریں، مستعدی سے اور زیادہ استقلال سے اپنے کام لگے رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب شروع میں لوگوں کے سامنے توحید کی دعوت اور اسلامی کی تبلیغ پیش کی، تو عرب کا ایک ایک ذرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں سرگرم ہوگیا، ہر طرف سے عداوت اور دشمنی کے مظاہرے ہونے لگے اور گوشہ گوشہ سے قدم قدم پر مخالفین اور رکاوٹیں پیش کی جانے لگیں، تو اس وقت بشریت کے تقاضے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اضطراب ہوا اور کامیابی کی منزل دور نظر آنے لگی، اس وقت تسلی کا یہ پیام آیا کہ اضطراب اور گھبراہٹ کی ضرورت نہیں، آپ مستعدی سے اپنے کام میں لگے رہیے خدا آپ کا نگہبان ہے، خدا کا فیصلہ اپنے وقت پر آئے گا، فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ۔(طور:48)

اور تم اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہو، کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو۔

فَاصْبِرُوا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۔(اعراف:87)

تو ذرا اس وقت تک صبر کرو جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔

وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۔(یونس:109)

اور صبر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ کوئی فیصلہ کر دے۔ اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (ھود:49)

لہٰذا صبر سے کام لو اور آخری انجام متقیوں ہی کے حق میں ہوگا۔

اس انتظار کی کشمکش کی حالت میں جب ایک طرف حق کی بے کسی، بیچارگی اور بے بسی پاؤں کو ڈگمگا رہی ہو، اور دوسری طرف باطل کی عارضی شورش اور ہنگامی غلبہ دلوں کو کمزور کر رہا ہو، حق پر قائم رہ کر اس کی کامیابی کی پوری توقع رکھنی چاہیے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (روم:60)

لہذا (اے پیغمبر) تم صبر سے کام لو، یقین جانو اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (دھر:24)

لہذا تم اپنے پروردگار کے حکم پر ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں میں سے کسی نافرمان یا کافر کی بات نہ مانو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت یونسؑ کا قصہ سنایا گیا کہ اُن کو خیال ہوا کہ اُ کی نافرمان قوم پر عذاب آنے پر تاخیر ہو رہی ہے اس لیے وہ بھاگ کھڑے ہوئے حالانکہ اُن کی قوم دل میں مسلمان ہو چکی تھی، اس لیے وہ عذاب اس سے ٹل گیا تھا، ارشاد ہوا کہ اے پیغمبر اس طرح تیرے ہاتھ سے صبر کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔ (ن:48)

غرض تم اپنے پروردگار کا حکم آنے تک صبر کیے جاؤ، اور مچھلی والے کی طرح مت ہو جانا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی لیے دوسری وحی میں جب تبلیغ اور دعوت کا حکم ہوا تو ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی آپ کو باخبر کر دیا گیا۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ، وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔

(مدثر:1-7)

اے کپڑے میں لپٹنے والے۔ اٹھو اور لوگوں کو خبردار کرو۔ اور اپنے پروردگار کی تکبیر کہو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ اور گندگی سے کنارہ کرلو۔ اور کوئی احسان اس نیت سے نہ کرو کہ زیادہ وصول کرسکو۔ اور اپنے پروردگار کی خاطر صبر سے کام لو۔

اس قسم کے مواقع اکثر انبیاءؑ کو پیش آئے چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اعلیٰ مثال کی پیروی کا حکم ہوا۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۔(احقاف:35)

غرض (اے پیغمبر) تم اسی طرح صبر کیے جاؤ جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے، اوران کے معاملے میں جلدی نہ کرو۔

حضرت لقمانؑ کی زبان سے بیٹے کو یہ نصیحت سنائی گئی کہ حق کی دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض پوری مستعدی سے ادا کر، اوراس راہ میں جو مصیبتیں پیش آئیں اُن کا مردانہ وار مقابلہ کر۔

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (لقمان:17)

اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

کفار عذابِ الٰہی کے جلد نہ آنے یا حق کی ظاہری بے کسی و بے بسی کے سبب سے آنحضرت ﷺ کو اپنے دلدوز طعنوں سے تکلیفیں پہنچاتے تھے، حکم ہوا کہ ان طعنوں کی پروانہ کر اور نہ اُن سے دل کو اداس کر، بلکہ اپنے دھن میں لگا رہ، اور دیکھ کہ تجھ سے پہلے پیغمبروں نے کیا کیا۔

اِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ .(ص:17)

(اے پیغمبر) یہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو، اور ہمارے بندے داؤد (علیہ السلام) کو یاد کرو

اس قوتِ صبر کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ خدا سے لو لگائی جائے، اوراس کی طاقت پر بھروسہ کیا جائے۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (طہ:130)

لہٰذا (اے پیغمبر) یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں، تم ان پر صبر کرو، اور سورج

نکلنے سے پہلے

نہ صرف یہ کہ مخالفوں کے اس طعنہ وطنز کا دھیان نہ کیا جائے بلکہ اس کے جواب میں اُن سے مروت برتی جائے، فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا (مزمل:10)

اور جو باتیں یہ (کافرلوگ) کہتے ہیں ان پر صبر سے کام لو، اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے کنارہ کرلو۔

اللہ کی راہ میں جب مخالفین اور کفار کا سامنا ہو اور کفار کا ظاہر غلبہ ہو اور بظاہر مسلمان پسپا ہو رہے ہوں تو اس وقت میدان جنگ سے بھاگنا اور کم ہمتی کا مظاہر نہ ہونا بلکہ میدانِ جنگ میں بہادرانہ استقامت اور ثابت قدمی صبر ڈٹ کر مقابلہ کرنا، پیٹھ نہ دیکھانا۔

ایسے لوگوں کو جو اس وصف سے متصف ہوئے، صادق القول اور متقی ٹھہرایا ہے کہ انہوں نے خدا سے جو وعدہ کیا تھا پورا کیا، فرمایا:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۔(بقرة:177)

اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

اگر لڑائی اور جہاد ہو جائے تو اُس میں کامیابی کی چار شرطیں ہیں، خدا کی یاد، امامِ وقت کی اطاعت، آپس میں اتحاد و موافقت اور میدانِ جنگ میں بہادرانہ صبر و استقامت۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(انفال:46-45)

اے ایمان والو! جب تمہارا کسی گروہ سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حق کے مددگاروں کی ظاہری تعداد کی قلت کی تلافی اسی صبر کی روحانی قوت سے ہوتی ہے، تاریخ کی نظر سے مشاہدے اکثر گذرے ہیں کہ چند مستقل مزاج اور ثابت قدم بہادروں نے فوج کی فوج کو شکست دیدی ہے، اسلام نے یہ نکتہ اسی وقت اپنے جانثاروں کو سکھا دیا تھا، جب ان کی تعداد تھوڑی اور دشمنوں کی بڑی تھی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۔ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(انفال:65-66)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لو اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا، اور اس کے علم میں ہے کہ تمہارے اندر کچھ کمزوری ہے۔ لہٰذا (اب حکم یہ ہے کہ) اگر تمہارے ثابت قدم رہنے والے سو آدمی ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے، اور اگر تمہارے ایک ہزار آدمی ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آجائیں گے، اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔ اے نبی! مومنوں کو جنگ پر ابھارو۔ اگر تمہارے بیس آدمی ایسے ہوں گے جو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تمہارے سو آدمی ہوں گے تو وہ کافروں کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے، کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔

میدان کارزار میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی تعداد کی قلت کی پروانہ کریں، اور صبر کے ساتھ اپنے سے دوچند کا مقابلہ کریں، اور تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد انہیں لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو صبر اور ثبات سے کام لیتے ہیں، حضرت طالوت اور جالوت کے قصہ میں بھی اسی نکتہ کو ان لفظوں میں ادا کیا گیا ہے۔

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (بقرۃ:249-250)

کہنے لگے کہ: آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی ہم میں بالکل طاقت نہیں ہے۔ (مگر) جن لوگوں کا ایمان تھا کہ وہ اللہ سے جا ملنے والے ہیں انھوں نے کہا کہ: نہ جانے کتنی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں، اور اللہ ان لوگوں کا ساتھی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے آمنے سامنے ہوئے تو انھوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار صبر و استقلال کی صفت ہم پر انڈیل دے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور ہمیں اس کافر قوم کے مقابلے میں فتح و نصرت عطا فرما دے۔

اللہ تعالیٰ نے کمزور اور تھوڑے تعداد میں مسلمانوں کی کامیابی کی بھی یہی شرط رکھی ہے اور بتا دیا ہے کہ خدا انہیں کا ہے جو صبر اور ثبات سے کام لیتے ہیں، اور خدا کے بھروسہ پر مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا۔ (نحل:110)

پھر یقین جانو تمہارے پروردگار کا معاملہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے فتنے میں

مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر سے کام لیا

دنیا کی سلطنت وحکومت ملنے کے لیے بھی اسی صبر واستقامت کے جوہر پیدا کرنے کی ضرورت ہے، بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نکلنے کے بعد اطرافِ ملک کے کفار سے جب مقابلہ آ پڑا، تو حضرت موسیٰؑ نے ان کو پہلا سبق یہ سکھایا:

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔

(اعراف:128)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور آخری انجام پرہیز گاروں ہی کے حق میں ہوتا ہے۔

چنانچہ بنی اسرائیل مصروشام وکنعان کی آس پاس بسنے والی بت پرست قوموں سے تعداد میں بہت کم تھے، لیکن جب انہوں نے ہمت دکھائی اور بہادرانہ استقامت، اور صبر اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیے تو اُن کی ساری مشکلیں حل ہوگئیں، اور زیادہ تعداد والے دشمنوں کے نرغہ میں پھنسے رہنے کے باوجود ایک مدت تک خود مختار سلطنت پر قابض اور دوسری قوموں پر حکومت کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی اس کامیابی کا راز اسی ایک لفظ صبر میں ظاہر کیا ہے، فرمایا:

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۔ (اعراف:137)

اور جن لوگوں کو کمزور سمجھا جاتا تھا، ہم نے انھیں اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس پر ہم نے برکتیں نازل کی تھیں۔ اور بنی اسرائیل کے حق میں تمہارے رب کا کلمہ خیر پورا ہوا، کیونکہ انھوں نے صبر سے کام لیا

تھا۔ اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بناتی چڑھاتی رہی تھی، اس سب کو ہم نے ملیا میٹ کر دیا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم فرعون جیسے طاقت کے سامنے اس لیے سربلند ہوئی کہ اُس نے صبر اور ثابت قدمی سے کام لیا، اور اسی کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو شام کی بابرکت زمین کی حکومت عطا فرمائی، چنانچہ اسی کی تصریح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے موقع پر فرمائی:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۔ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ (سجدۃ:24)

اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو، جب انھوں نے صبر کیا، ایسے پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

آیت بالا نے بنی اسرائیل کی گذشتہ کامیابی کے دو سبب بیان کیے ہیں، ایک احکام الٰہی پر یقین، اور دوسرے ان احکام کی بجا آوری میں صبر اور ثباتِ قدم، یہی دو باتیں دنیا کی ہر قوم کی ترقی کا سنگ بنیاد ہیں، پہلے اپنے اصول کے صحیح ہونے کا یقین اور پھر اُن اصولوں کی تعمیل میں ہر قسم کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل لینا۔

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو فتح نہیں ہوتی بلکہ ستر مسلمان خاک وخون میں لتھڑ کر راہِ خدا میں جانیں دیتے ہیں، بعض مسلمانوں میں اس سے افسردگی پید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کے اس حزن وملال کے ازالہ کے لیے پچھلے پیغمبروں کی زندگی کی روداد اُن کو سناتا ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:146-147)

اور کتنے سارے پیغمبر ہیں جن کے ساتھ ملکر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی ! نتیجہ میں انھیں اللہ کے راستے میں جو تکلیفیں پہنچیں ان کی وجہ سے نہ انھوں نے ہمت ہاری، نہ وہ کمزور پڑے اور نہ انھوں نے اپنے آپ کو جھکایا، اللہ ایسے ثابت قدم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ ان کے منہ سے جو بات نکلی وہ اس کے سوا نہیں تھی کہ وہ کہہ رہے تھے : ہمارے پروردگار ! ہمارے گناہوں کو بھی اور ہم سے اپنے کاموں میں جو زیادتی ہوئی ہو اس کو بھی معاف فرمادے، ہمیں ثابت قدمی بخش دے، اور کافر لوگوں کے مقابلے میں ہمیں فتح عطا فرمادے۔

اس آیت پاک نے غلط فہمیوں کے ان پردوں کو چاک کردیا ہے جو صبر کی اصل حقیقت کے چہرہ پر پڑے ہیں، اور فرمادیا کہ صبر دل کی کمزوری، بے بسی کی خاموشی اور بے کسی کے مجبورانہ درگزر کا نہیں، بلکہ دل کی انتہائی قوت وہمت کی بلندی ،عزم کی استواری اور مشکلات اور مصائب کو خدا کے بھروسہ پر خاطر میں نہ لانے کا نام ہے، ایک صابر کا کام یہ ہے کہ مخالف حادثوں کے پیش آجانے پر بھی وہ دل برداشتہ نہ ہو، ہمت نہ ہارے اور اپنے مقصد پر جمارہے اور خدا سے دعا کرتا رہے کہ وہ اس کی گذشتہ ناکامی کے قصور کو جو اسی کی کمی (ذنب) یا زیادتی (اسراف) سے سرزد ہوا ہے معاف فرمائے اور اس کو مزید ثباتِ قدم عطا کرکے حق کے دشمنوں پر کامیابی بخشے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے حصول کے لیے مسلمانوں کو دو باتوں کی تاکید فرمائی، ایک تو خدا کی طرف دل لگانا اور دوسرے مشکلات پر صبر واستقامت سے قابو پانا۔

دنیا کی فتح یابی کے ساتھ آخرت کا عیش بھی جس کا نام جنت ہے انہیں کے حصہ میں ہے، جن کو یہ پامردی دل کی مضبوطی اور حق پر ثباتِ قدم کی دولت ملی ،حق کی راہ میں مشکلات کے پیش آنے کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اُن سے کھرے کھوٹے کی تمیز ہوجاتی ہے اور دونوں

الگ الگ معلوم ہونے لگتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (آل عمران:142)

بھلا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (یونہی) جنت کے اندر جا پہنچو گے؟ حالانکہ ابھی تک اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانچ کر نہیں دیکھا جو جہاد کریں، اور نہ ان کو جانچ کر دیکھا ہے جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

(4) قدرتی، آسمانی آفتوں میں ثابت قدمی اور صبر (صبر علی المصائب)

مصیبتوں، بیماریوں، پریشانیوں اور مشکلات میں اضطراب، بیقراری، مایوسی، جزع فزع، شکوے، شکایتیں، عجلت پسندی اور جلد بازی نہ ہونا بلکہ اُن کو خدا کا حکم اور مصلحت سمجھ کر خوشی خوشی جھیلا جائے، اور یقین رکھا جائے کہ جب وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خود ان کو دور فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مدح فرمائی:

وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ ۔ (حج:35)

اور جو اپنے اوپر پڑنے والی ہر مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں

حضرت یعقوبؑ بیٹوں سے جھوٹی خبر سن کر کہ بھیڑیے نے حضرت یوسفؑ کو کھالیا، فرماتے ہیں:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (یوسف:18)

بلکہ تمہارے دلوں نے اپنی طرف سے ایک بات بنالی ہے۔ اب تو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے۔ اور جو باتیں تم بنا رہے ہو، ان پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

پھر اپنے دوسرے بیٹے کے مصر میں روک لیے جانے کا حال سُن کر کہتے ہیں:

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ

اَنۡ یَّاۡتِیَنِیۡ بِہِمۡ جَمِیۡعًا ۔(یوسف:83)

بلکہ تمہارے نفسوں نے تمہیں ایک بات سمجھا دی ہے سو میں صبر جمیل کو ہی اختیار کروں گا امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا۔

حضرت ایوبؑ نے جسمانی اور مالی مصیبتوں کو جس رضا و تسلیم کے ساتھ پامردی سے برداشت کیا، اس کی مدح خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی:

اِنَّا وَجَدۡنٰہُ صَابِرًا ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ (ص:44)

ہم نے انھیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعہ وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ اپنے شفیق اور مہربان باپ کی چھری کے نیچے اپنی گردن رکھ کر فرماتے ہیں:

یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۔(صافات:102)

ابا جان! آپ وہی کیجیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۔(بقرۃ:155)

اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو۔

(5) لوگوں کی تکلیفوں اور ایذاؤں پر صبر

لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں، ایذاؤں پر جب نفس و شیطان بدلہ، انتقام پر ابھاریں تو ثابت قدمی، بہادری، ہمت و حوصلہ سے تحمل و برداشت کا مظاہر کرنا، درگزر کرنا،

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

معاف کرنا۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۔

(نحل:126-127)

اور اگر تم لوگ (کسی کے ظلم کا) بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اور اگر صبر ہی کرلو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔ اور (اے پیغمبر) تم صبر سے کام لو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ اور ان (کافروں) پر صدمہ نہ کرو، اور جو مکاریاں یہ لوگ کررہے ہیں ان کی وجہ سے تنگ دل نہ ہو۔

یہ صبر کی وہ قسم ہے جو اخلاقی حیثیت سے بہت بڑی بہادری ہے مسلمانوں کو اس بہادری کی تعلیم بار بار دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صبر و برداشت کمزوری سے یا دشمن کے خوف سے یا کسی اور سبب سے نہ ہو بلکہ صرف خدا کے لیے ہو۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۔ (رعد:22)

اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا ہے، اور نماز قائم کی ہے اور ہم نے انھیں جو رزق عطا فرمایا ہے، اس میں سے خفیہ بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا ہے، اور وہ بدسلوکی کا دفاع حسن سلوک سے کرتے ہیں، وطن اصلی میں بہترین انجام ان کا حصہ۔

فرشتے اُن کو مبارکباد دیں گے اور کہیں گے:

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (رعد:24)

کہ تم نے (دنیا میں) جو صبر سے کام لیا تھا، اس کی بدولت اب تم پر سلامتی ہی سلامتی نازل ہوگی، اور (تمہارے) اصلی وطن میں یہ تمہارا بہترین انجام ہے۔

ایک خاص بات اس آیت میں خیال کرنے کے لائق ہے کہ اس کے شروع میں چند نیکیوں کا ذکر ہے، صبر، نماز، خیرات، برائی کی جگہ بھلائی، مگر فرشتوں نے اس مومن کے جس خاص وصف پر اس کو سلامتی کی دعا دی، وہ صرف صبر یعنی برداشت کی صفت ہے کیونکہ یہی اصل ہے جس میں یہ جوہر ہوگا وہ عبادت کی تکلیف بھی اُٹھائے گا، مصیبتوں کو بھی جھیلے گا، اور دشمنوں کی بدی کا جواب نیکی سے بھی دے گا، چنانچہ ایک اور آیت میں اس کی تشریح بھی کردی گئی ہے کہ درگذر اور بدی کے بدلہ نیکی کی صفت اس میں ہوگی جس میں صبر ہوگا۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۔ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ

(فصلت:35-34)

اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو۔ اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور یہ بات اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو۔

جو لوگوں پر ظلم کرتے پھرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد برپا کرتے رہتے ہیں اُن پر خدا کا عذاب ہوگا، اس لیے ایک صاحب عزم مسلمان کا فرض یہ ہے کہ دوسرے اس پر ظلم

کریں تو بہادری سے اس کو برداشت کرے اور معاف کر دے، فرمایا:

اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَيَبۡغُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ‌ ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ‏ ۔ وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰ لِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ۔(شوریٰ:43-42)

الزام تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق زیادتیاں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی صبر سے کام لے، اور درگزر کر جائے تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔

(6) خوش حالی اچھے حالات اور کامیابی میں صبر

خوش حالی، اچھے حالات اور کامیابی میں جب نفس و شیطان فخر وغرور اور تکبر میں مبتلا کرنا چاہے تو ثابت قدمی، صبر اور ضبط نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان بیماریوں سے بچنا۔

اشخاص اور قوموں کی زندگی میں سب سے نازک موقع وہ آتا ہے جب وہ کسی بڑی کامیابی یا ناکامی سے دوچار ہوتی ہیں۔ اس وقت نفس پر قابو رکھنا اور ضبط سے کام لینا مشکل ہوتا ہے مگر یہی ضبط نفس کا اصلی موقع ہوتا ہے اور اسی سے اشخاص اور قوموں میں سنجیدگی، متانت، وقار اور کیرکٹر کی مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں غم ومسرت اور رنج وراحت جوڑ واہیں، ان دونوں موقعوں پر انسان کو ضبط نفس اور اپنے آپ پر قابو کی ضرورت ہے یعنی نفس پر اتنا قابو ہو کہ مسرت اور خوشی کے نشہ میں اس میں فخر وغرور پیدا نہ ہو اور غم وتکلیف میں وہ اداس اور بددل نہ ہو، دل کے ان دونوں عیبوں کا علاج صبر وثابت قدمی اور ضبط نفس ہے، انسانی فطرت کے رازدار کا کہنا ہے:

وَلَـئِنۡ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً ثُمَّ نَزَعۡنٰهَا مِنۡهُ‌ ۚ اِنَّهٗ لَيَـــُٔوۡسٌ كَفُوۡرٌ ۔ وَلَـئِنۡ اَذَقۡنٰهُ نَـعۡمَآءَ بَعۡدَ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَـقُوۡلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىۡ‌ ؕ اِنَّهٗ لَـفَرِحٌ فَخُوۡرٌۙ‏ اِلَّا الَّذِيۡنَ

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ۔(ھود:11-10-9)

اور جب ہم انسان کو اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھاتے دیتے ہیں، پھر وہ اس سے واپس لے لیتے ہیں تو وہ مایوس (اور) ناشکرا بن جاتا ہے۔اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے نعمتوں کا مزہ چکھادیں تو وہ کہتا ہے کہ ساری برائیاں مجھ سے دور ہوگئیں۔(اس وقت) وہ اترا کر شیخیاں بگھارنے لگتا ہے۔ ہاں! مگر جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، اور نیک عمل کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں، ان کو مغفرت اور بڑا اجر نصیب ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکلیف اور تنگی میں آزمائے گئے تو اس پر ہم نے صبر کیا، پھر آپ کے بعد کی حالت میں کشادگی اور خوشی میں آزمائے گئے تو ہم صبر نہ کر سکے۔(ترمذی، رقم:2464)

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(7) مقام صبر حاصل کرنے کا طریقہ

(1) تقدیر پر یقین بڑھانا

تقدیر پر یقین بڑھانے کا فائدہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت اور پریشانی کا واقعہ ہو تو دل مضبوط رہے گا اور یوں ہی سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس مصیبت کو دفع کر دے گا۔

جب یہ اعتقاد مضبوط ہو گیا تو اگر پریشانی دور ہونے میں دیر بھی لگ جائے تب بھی پریشان اور دل برداشتہ نہیں ہو گا۔

(2) صبر ملنے والے اجر اور اس کے فضائل کا استحضار

قرآن کریم میں ہے:

نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ۔

(عنکبوت:59)

بہترین اجر ہے ان عمل کرنے والوں کا۔ جنہوں نے صبر سے کام لیا، اور جو اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

جب قیامت کے دن ایسے لوگوں کو ثواب دیا جائے گا جن کی دنیا میں آزمائش ہوئی تھی تو اہل عافیت خواہش کریں گے کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کتری جاتیں۔ (ترمذی، رقم:2402)

صبر کے فضائل کے لیے دیکھیں عنوان: صبر کے فضائل

(1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیفوں کو یاد کرنا

جب تم میں سے کسی شخص کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچے تو وہ مجھ پر گزریں مصیبتوں اور تکلیفوں کو یاد کر لیا کرے، اس لیے مجھ پر گزری مصیبتیں بہت بڑی بڑی ہیں۔ (سنن دارمی، رقم: 86، موطا امام مالک، رقم: 634)

(3) پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں سوچنا / صابرین کے قصے پڑھنا

ایک حدیث میں آتا ہے:

کچھ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک دیئے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے؟ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء حضر موت تک سفر کرے گا لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیئے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

(بخاری، رقم: 3612، مسند احمد، رقم: 21057)

(4) نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرنا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ (بقرہ: 153)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں
کے ساتھ ہے۔

(5) کسی غم یا مصیبت کی خبر پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ (بقرۃ:156)

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ "ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی مصیبت اور غم کے وقت زبان کو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے ورد میں مشغول کیا جائے اور دل کو اس کے معنی کے تصور میں مشغول کیا جائے، کہ ہم اللہ ہی کی ملک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے تو غلام کو چاہیے کہ مالک کے تصرف پر راضی رہے اس لیے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے تصرف پر راضی رہنا چاہیے، مصیبت اور غم کو خود سے نہ سوچیں بلکہ اپنے کام میں لگیں۔

مصیبت کے وقت پہلے اپنے گناہوں کو یاد کریں تا کہ اپنی خطا کا استحضار ہو کر مصیبت سے پریشانی نہ ہو کیونکہ اپنی خطا پر جو سزا ہوتی ہے اس سے دوسرے کی شکایت نہیں ہوتی بلکہ انسان خود نادم ہوتا ہے کہ میں اسی قابل تھا پھر اجر کو یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت کا بہت ثواب رکھا ہے تو ثواب کو یاد کر کے غم کو ہلکا کریں اور مصیبت میں ثابت قدم رہیں خدا کی شکایت نہ کریں کوئی بات ایمان اور اسلام کے خلاف زبان و دل پر نہ آئے اور یہ مت سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں کیونکہ یہ خیال خطرناک ہے اس سے اللہ تعالیٰ تعلق کمزور ہو جاتا ہے اور اہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہے مصائب کو گناہوں کی سزا سمجھیں یا ایمان کی آزمائش سمجھیں اور اس کے ثواب کو یاد کریں، شریعت نے مصیبت کے وقت صبر و تحمل کی تعلیم دی ہے اس پر عمل کرتے رہیں اور یہ بات سمجھ لیں کہ ہر مصیبت پر اچھا بدلہ ملتا ہے اور

اس میں دنیا میں بھی اور آخرت میں ضرور نفع ہوگا، اگرچہ ابھی دنیوی نفع سمجھ میں نہ آئے۔

(شریعت وطریقت: 178)

(6) صبر کرنے کی کوشش کرنا

ایک حدیث میں آتا ہے:

جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے، اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی۔ (بخاری، رقم: 1469)

النیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(8) صبر سے متعلق اردو، عربی کتب/خطبات

• اردو کتب

(1) انعامات صبر، تسلیم ورضا، افادات: مولانا حکیم اختر صاحب

(2) صبر اور مقام صدیقین، افادات: مولانا حکیم اختم صاحب

(3) صبر وتقویٰ کی زندگی سورہ یوسف کی روشنی میں، افادات: مولانا رابع حسنی ندوی

• عربی کتب

(1) صفحات من صبر العلماء، مؤلف: شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ

• خطبات

(1) اسلام میں صبر کی تلقین اور اجر وثواب، مقرر: حافظ محمد ابراہم نقشبندی

(2) صبر اور حلم، مقرر: پیر عبدالمالک صدیقی

(3) صبر، شکر، استغفار ودعا، مقرر: شیخ عبدالرحیم لمباڈا

(4) صبر کا اجر بے حساب، مقرر: مفتی عبدالرشید مفتاحی

(5) مصیبت اور پریشانیوں کا سبب، مقرر: مفتی رشید احمد خورشید

(6) بیماری اور مصیبت پر صبر، مقرر: شیخ عبدالرحیم لمباڈا

(7) صبر اور شکر کا معیار، مقرر: مولانا ابوالقاسم نانوی

باب:5

شکر

(1) ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے ناشکری کی ممانعت ہے

(2) شکر کے فضائل

(3) شکر کی حقیقت

(4) شکر کا مرتبہ

(5) مقام شکر حاصل کرنے کا طریقہ

(6) شکر ادا کرنے کے طریقے

(7) شکر کی شکلیں

(8) انسانی مزاج شکر گزاری ناشکری کے اعتبار سے

(9) ناشکری پر وعیدیں

(10) جس طرح اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے اسی طرح اللہ کی مخلوق کا بھی شکر ادا کرنے کا حکم ہے

المرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(1) ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے ناشکری کی ممانعت ہے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (بقرۃ:152)

لہٰذا مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا۔ (دھر:3)

ہم نے اسے راستہ دکھایا کہ وہ یا تو شکر گزار ہو، یا ناشکرا بن جائے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ۔ (انبیاء:80)

اور ہم نے انہیں تمہارے فائدے کے لیے ایک جنگی لباس (یعنی زرہ) بنانے کی صنعت سکھائی تا کہ وہ تمہیں لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائیں۔ اب بتاؤ کہ کیا تم شکر گزار ہو؟

- ایک حدیث میں آتا ہے:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اونٹ پر سوار کیا اور عورتوں سے تیری شادی کروائی، پھر تجھے ایسا بنا دیا کہ تو خوشحال ہوا اور بلند رتبے والا بنا، پس اب ان چیزوں کا شکر کہاں ہے؟

(مسند احمد، رقم:10383)

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❏ انبیاء کرام کو بھی شکر کا حکم تھا

- حضرت موسیٰؑ کو خطاب تھا:

قَالَ يَامُوسَى إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ (اعراف:144)

فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنے پیغام دے کر اور تم سے ہم کلام ہو کر تمہیں تمام انسانوں پر فوقیت دی ہے۔ لہٰذا میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے، اسے لے لو، اور ایک شکر گزار شخص بن جاؤ۔

- حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:

هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ۔ (نمل:40)

یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

- حضرت داوٗدؑ کے متعلق فرمایا گیا:

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ۔ (انبیاء:80)

اور ہم نے انہیں تمہارے فائدے کے لیے ایک جنگی لباس (یعنی زرہ) بنانے کی صنعت سکھائی تا کہ وہ تمہیں لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائیں۔ اب بتاؤ کہ کیا تم شکر گزار ہو؟

- آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا:

بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ (زمر:66)

لہٰذا اس کے بجائے تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار لوگوں میں شامل ہو جاؤ۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) شکر کے فضائل

1) شکر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۔ (فاطر:34)

بیشک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۔ (شوری:23)

یقین جانو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۔ (بقرۃ:158)

اور جو شخص خوشی سے کوئی بھلائی کا کام کرے تو اللہ یقینا قدردان اور جاننے والا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۔ (اسراء:19)

اور جو شخص آخرت (کا فائدہ) چاہے اور اس کے لیے ویسی ہی کوشش کرے جیسی اس کے لیے کرنی چاہیے، جبکہ وہ مومن بھی ہو، تو ایسے لوگوں کی کوشش کی پوری قدردانی کی جائے گی۔

- ایک حدیث میں آتا ہے:

ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے

کیچڑ چاٹ رہا ہے۔اس نے (اپنے دل میں) کہا، یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی۔(چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر جاندار میں ثواب ہے۔(بخاری، رقم:2363)

- **ایک اور حدیث میں آتا ہے:**

فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی، پس اسے راستے سے دور کر دیا۔اللہ تعالیٰ (صرف اسی بات پر) راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔ (بخاری، رقم:652)

2)شکر انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت ہے

- **قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ سے متعلق آتا ہے:**

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۔(نحل:121)

بیشک ابراہیم ایسے پیشواہ تھے جنہوں نے ہر طرف سے یکسو ہو کر اللہ کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی، اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔اس نے انہیں چن لیا تھا، اور ان کو سیدھے راستے تک پہنچا دیا تھا۔

- **ایک اور جگہ میں حضرت نوحؑ سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:**

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۔(اسراء:3)

ان ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔اور وہ بڑے شکر گزار بندے تھے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

3)شکر اس امت کی خاص صفت ہے

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تیرے بعد ایک ایسی امت بھیجنے والا ہوں ،اگر ان کو وہ چیز ملے جس سے وہ محبت کرتے ہوں تو وہ میری حمد کریں اور شکر بجالائیں گے اور اگر ان کو ایسے احوال پیش آئیں جو بظاہر انہیں ناپسند ہوں گے تب بھی وہ صبر کریں گے اور ثواب کی امید رکھیں گے۔

(مسند احمد،رقم:27545)

4)شکر سے اللہ کی پکڑ/عذاب سے نجات ملتی ہے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ۔(قمر:34-35)

ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا،سوائے لوط کے گھر والوں کے جنہیں ہم نے سحری کے وقت بچالیا تھا۔اپنے احسان سے ہر ہر شکر گزار کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا۔(نساء:147)

اگر تم شکر گزار بنو اور (صحیح معنی میں) ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر آخر کیا کرے گا؟ اللہ بڑا قدر دان ہے (اور) سب کے حالات کا پوری طرح علم رکھتا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ۔(انعام:53)

اسی طرح ہم نے کچھ لوگوں کو کچھ دوسروں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ (ان کے بارے میں) یہ کہیں کہ کیا یہ ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے ہم سب کو چھوڑ کر احسان کرنے کے لیے چنا ہے؟ کیا (جو کافر یہ بات کہہ رہے ہیں ان کے خیال میں) اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو دوسروں سے زیادہ نہیں جانتا؟

5) شکر سے نعمتیں محفوظ ہو جاتی ہیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

ذَلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَأَنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ۔ (انفال:53-54)

یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ اللہ کا دستور یہ ہے کہ اس نے جو نعمت کسی قوم کو دی ہو اسے اس وقت تک بدلنا گوارا نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت تبدیل نہ کرلیں اور اللہ ہر بات سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔ (اس معاملے میں بھی ان کا حال) ایسا ہی ہوا جیسا فرعون کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں کا حال ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا، اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا، اور یہ سب ظالم لوگ تھے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۔ (رعد:11)

یقین جانو کہ اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے حالات میں تبدیلی نہ لے آئے۔ اور جب اللہ کسی قوم پر کوئی آفت لانے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کا ٹالنا ممکن نہیں، اور ایسے لوگوں کا خود اس کے سوا کوئی رکھوالا نہیں ہو سکتا۔

6) شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ (براھیم: 7)

اور وہ وقت بھی جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمادیا تھا کہ اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم نے ناشکری تو یقین جانو، میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

7) شکر بڑی عبادت ہے اس سے آخرت میں بہت ثواب ملتا ہے۔

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ۔ (آل عمران: 145)

اور جو لوگ شکر گزار ہیں ان کو ہم جلد ہی ان کا اجر عطا کریں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ۔ (فاطر: 34)

اور وہ کہیں گے کہ تمام تر تعریف اللہ کی ہے جس نے ہم سے ہر غم دور کر دیا۔ بیشک ہمارا پروردگار بہت بخشنے والا، بڑا قدر دان ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ (نحل: 114)

لہٰذا اللہ نے جو حلال پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرتے ہو۔

- **ایک حدیث میں آتا ہے:**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ عجیب ہے اس کا ہر معاملہ بھلائی کا ہے۔ اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔ اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے نقصان پہنچے تو (اللہ تعالی کی رضا کے لیے) صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے بھلائی ہوتی ہے۔ (مسلم، رقم:2999)

- **ایک اور حدیث میں آتا ہے:**

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے۔

(ترمذی، رقم:2486، جامع الاصول، رقم:1036)

8) شکر سے حق قبول کرنے کی استعداد بڑھتی ہے

- **قرآن کریم میں آتا ہے:**

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۔(ابراھیم:5)

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، اور (مختلف لوگوں کو) اللہ نے (خوشحالی اور بدحالی کے) جو دن دکھائے ہیں، ان کے حوالے سے انہیں نصیحت کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو صبر اور شکر کا خوگر ہو، اس کے لیے ان واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ (لقمان:31)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں سمندر میں اللہ کی مہربانی سے چلتی ہیں، تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے؟ یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لیے بہت سے نشانیاں ہیں جو صبر کا پکا، اعلیٰ درجے کا شکر گزار ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ (سبا:19)

اس پر وہ کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کے درمیان دور دور کے فاصلے پیدا کردے، اور یوں انہوں نے اپنی جانوں پر تقسیم ڈھایا، جس کے نتیجے میں ہم نے انہیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا، اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بالکل تتر بتر کر دیا۔ یقیناً اس واقعے میں ہر اس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر و شکر کا خوگر ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ۔ (شوریٰ:33)

اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے، جس سے یہ سمندر کی پشت پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں، یقیناً اس میں ہر اس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر کا بھی خوگر اور شکر کا بھی۔

9) شکر کا فائدہ شکر کرنے والے ہی کو ہوتا ہے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ۔ (نمل:40)

اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے، اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَابُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔ (لقمان:12-14)

اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی، (اور ان سے کہا تھا) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو۔ اور جو کوئی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو اللہ بڑا بے نیاز ہے، بذات خود قابل تعریف ہے۔ اور وہ وقت یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، یقین جانو شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے بارے میں یہ تاکید کی ہے۔ (کیونکہ) اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری برداشت کرکے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ کہ تم میرا شکر ادا کرو، اور اپنے ماں باپ کا میرے پاس ہی (تمہیں) لوٹ کر آنا ہے۔

10) شکر سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا نصیب ہوتی ہے

قرآن کریم میں ہے:

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۔(زمر:7)

اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تم سے بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا، اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا۔

11) شکر کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں ملتی ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آدمی سے جب بھی ملاقات ہوتی تو آپ اس سے پوچھتے اے فلانہ آپ کیسے ہیں؟ تو وہ جواب میں کہتا خیریت سے ہوں الحمد للہ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے: اللہ آپ کو خیریت سے رکھے۔ پھر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب ملاقات ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: آپ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا: خیریت سے ہوں اگر اللہ کا شکر ادا کروں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ جب بھی مجھ سے حال احوال پوچھتے تو جواب میں فرماتے: اللہ کو آپ کو خیریت سے رکھے۔ لیکن آج آپ مجھ سے خاموش ہو گئے (کوئی جواب نہیں دیا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں جب بھی آپ سے پوچھتا آپ کہتے تھے: خیریت سے ہوں الحمد للہ تو اس کے جواب میں میں کہتا تھا: اللہ آپ کو خیریت سے رکھے۔ جب کہ آج آپ نے کہا: اگر شکر کروں (تو خیریت سے ہوں) آپ نے شک کا اظہار کیا اس لیے میں خاموش رہا۔ (مسند احمد، رقم: 13537)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) شکر کی حقیقت

''شکر'' کی حقیقت یہ ہے کہ محسن حقیقی کی نعمتوں کا اس طرح اقرار کرنا کہ اس سے دل میں محسن کی محبت اور اس کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو، گویا ''شکر'' کے تین لازمی عناصر ہیں۔

(1) اس بات کا اقرار و اعتراف کہ نعمتیں مجھے حاصل ہیں وہ سب کی سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا فرمائیں ہیں۔

(2) چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے فضل و کرم کی بارشیں برسا رکھی ہیں۔ اس لیے کائنات میں میرے لیے اس سے بڑا محبوب کوئی نہیں ہونا چاہیے۔

(3) اللہ کے بے پایاں انعامات کا فطری تقاضا یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اسی کی اطاعت کروں اور اس کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کروں' بہ الفاظ دیگر جو نعمتیں اس نے مجھ کو عطا فرمائی ہیں' ان کو انہی کاموں میں خرچ کروں جو اس کی مرضی کے مطابق ہیں' اور ان کاموں میں خرچ کرنے سے بچوں جو اس کی مرضی کے خلاف ہیں۔

جب یہ تین جذبات کسی انسان کے دل میں پختہ ہو جاتے ہیں تو ''تصوف'' کی اصطلاح میں اسے کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے ''مقام شکر'' کو حاصل کر لیا ہے۔ (دل کی دنیا:69)

(4) شکر کا مرتبہ

شکر کا مرتبہ نہایت عالی اور صبر وخوف وزہد اور تمام مذکورہ صفات سے بلند ہے، کیونکہ کوئی صفت بھی مقصود بالذات نہیں ہے۔ بلکہ سب مقصود بالغیر ہیں۔ چنانچہ صبر تو اس لیے مقصود ہے کہ ہوائے نفس (نفسانی خواہش) کا قلع قمع ہو جائے اور خوف اس لیے مطلوب ہے کہ کوڑے کا کام دے کر مقام مقصود تک پہنچا دے اور زُہد (دنیا کی بے رغبتی) سے مقصود ان تعلقات سے بھاگنا ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بے توجہ کر رکھا ہے۔ البتہ صرف شکر ایسی صفت ہے جو مقصود بالذات ہے اور فی نفسہ مطلوب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شکر کا وجود جنت میں بھی ہوگا کہ توبہ وخوف اور زہد وصبر کی وہاں حاجت نہیں ہے اور شکر وہاں کی نعمتوں پر بندے ضرور ادا کریں گے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہے: کہ ''اہل جنت کا آخری قول ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ہوگا۔ (تبلیغ دین: 267)

(5) مقام شکر حاصل کرنے کا طریقہ

(1) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچنا، یاد کرنا، اپنے اندران کا استحضار پیدا کرنا

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ۔

(اعراف:58)

اور جو زمین اچھی ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتی ہے اور جو زمین خراب ہوگئی ہو اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ہم نے نشانیوں کے مختلف رخ دکھاتے رہتے ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لیے جو قدردانی کریں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (جاثیۃ:12)

اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے، تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں، اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (قصص:73)

یہ تو اسی نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات بھی بنائی ہے اور دن بھی، تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور اس میں اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (روم: 46)

اور اس (اللہ کی قدرت) کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے جو (بارش کی) خوشخبری لے کر آتی ہیں، اور اس لیے بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا کچھ مزہ چکھائے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے پانی میں چلیں، اور تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اور شکر ادا کرو۔

- فرض کیجیے کہ ایک نامعلوم شخص ہے جو ہر مشکل کے وقت آپ کی مدد کرتا ہے جب کبھی آپ کو روپیہ، پیسہ کی شدید ضرورت ہوتی ہے تو خود بخود کسی ذریعہ سے روپیہ، پیسہ آپ کے پاس بھجوا دیتا ہے، جب کبھی آپ بیمار پڑتے ہیں تو نہایت مؤثر دوائیں آپ کے لیے مہیا کرتا ہے جب کبھی آپ بے روزگار ہوتے ہیں تو بہترین روزگار آپ کو دلوا دیتا ہے۔ غرض ہر اس موقع پر نامعلوم طریقے سے آپ کی مدد کرتا ہے جب آپ پریشان یا خستہ حال ہوں۔ فطری بات ہے کہ آپ خواہ کتنے ہی سنگدل کیوں نہ ہوں اس شخص کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہو جائے گی۔ اور اگر کسی موقع پر یہ شخص آپ سے کوئی کام کرنے کو کہے گا تو اس کی تعمیل میں آپ فخر اور مسرت محسوس کریں گے۔ (دل کی دنیا: 69)

(2) مندرجہ ذیل دعا کو ہر فرض نماز کے بعد اور اوقات قبولیت میں مانگیں

ایک روایت میں آتا ہے:

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! قسم اللہ کی، میں تم سے محبت کرتا ہوں، قسم اللہ کی میں تم سے محبت کرتا ہوں، پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا:

أَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔ (ابوداود، رقم: 1522)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی:

أَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

اے اللہ! صبح کو جو نعمتیں میرے پاس ہیں وہ تیری ہی دی ہوئی ہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تو ہی ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے، اور میں تیرا ہی شکر گزار ہوں۔

تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام کے وقت ایسا ہی کہا تو اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا۔ (ابوداود، رقم: 5073)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی ناگوار چیز دیکھتے تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ (ابن ماجه، رقم: 3803)

ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

رات کو سونے سے پہلے بیٹھ کر ساری نعمتوں کا استحضار کر لو کہ گھر عافیت کا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

بستر آرام دہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

میں عافیت سے ہوں:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

بچہ عافیت سے ہے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔
ایک ایک نعمت کا استحضار کر کے رٹ لگاؤ۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ چیز اپنے نانا سے سیکھی ہے۔ ایک مرتبہ میں ان کے گھر گیا تو رات کو میں نے دیکھا کہ وہ سونے سے پہلے بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بار بار، بار بار
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔
پڑھ رہے ہیں۔ اور عجیب کیفیت میں یہ عمل کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمانے لگے: بھائی! سارے دن تو معلوم نہیں کس حالت میں رہتا ہوں اور یہ پتہ نہیں لگتا کہ شکر ادا ہو رہا ہے یا نہیں۔ اِس وقت بیٹھ کر دن بھر کی ساری نعمتوں کا استحضار کرتا ہوں اور پھر ہر نعمت پر
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔
کہتا جاتا ہوں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ دیکھا تو اس کے بعد الحمدللہ میں نے بھی اس کو اپنے معمول میں شامل کر لیا کہ رات کو سوتے وقت سب نعمتوں کا استحضار کر کے شکر ادا کرتا ہوں ۔۔۔ شکر ادا کرنے کا آسان طریقہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں۔ آپ نے ہر ہر چیز کے طریقے بتا دیئے ہیں۔ کہاں تک انسان شکر ادا کرے گا۔ بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے، فرماتے ہیں کہ ایک سانس پر دو شکر واجب ہیں۔ سانس اندر جائے اور باہر نہ آئے تو موت۔ اور اگر سانس باہر آئے پھر اندر نہ جائے تو موت۔ تو ایک سانس پر دو نعمتیں، اور ہر نعمت پر ایک شکر واجب ہے۔ اس طرح ہر سانس پر دو شکر واجب ہو گئے۔ اس لئے اگر انسان سانس ہی کی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہے تو کہاں تک کرے گا۔
"وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا"

اس لئے سرکارِ دوعالم ﷺ نے شکر کرنے کا ایک آسان طریقہ بتادیا اور چند کلمات تلقین فرمادیئے۔ ہر مسلمان کو یاد کر لینے چاہئیں۔ فرمایا کہ:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا دَائِمًا مَعَ دَوَامِكَ، وَخَالِدًا مَعَ خُلُوْدِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ مَشِيَّتِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا يُرِيْدُ قَائِلُهٗ اِلَّا رِضَاكَ۔

(کنزالعمال، رقم:3857)

اے اللہ! آپ کا شکر ہے۔ ایسا شکر کہ جب تک آپ ہیں۔ اس وقت تک وہ شکر جاری رہے، اور جس طرح آپ جاوداں ہیں اسی طرح وہ شکر بھی جاوداں رہے اور آپ کی مشیت کے آگے جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ اور آپ کی ایسی حمد کرتا ہوں جس کے کہنے والے کو سوائے آپ کی رضا کے کچھ مطلوب نہیں۔

شکر کیلئے دو مزید دعائیں ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ زِنَةَ عَرْشِكَ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ، وَعَدَدَ خَلْقِكَ، وَرِضَا نَفْسِكَ۔ (مسلم، رقم:2726)

میں آپ کا شکر کرتا ہوں جتنا آپ کے عرش کا وزن ہے۔ اور اتنا شکر ادا کرتا ہوں جتنی آپ کے کلمات کی سیاہی ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کو لکھنا چاہے، اور ساتوں کے ساتوں سمندر اس کے لئے سیاہی بن جائیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے جائیں تو سارے سمندر خشک ہوجائیں لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں۔ تو آپ کے کلمات لکھنے کے لئے جتنی سیاہی درکار ہوسکتی ہے اس کے بقدر شکر ادا کرتا ہوں۔ اور جتنی آپ کی مخلوقات ہیں یعنی انسان، جانور، درخت، پتھر، جمادات، نباتات سب جتنی مقدار میں ہیں۔ اس کے برابر شکر ادا کرتا ہوں۔

اور آخر میں فرمایا کہ اتنا شکر ادا کرتا ہوں جس سے آپ راضی ہوجائیں۔ اب اس سے زیادہ انسان اور کیا کہہ سکتا ہے۔

لہٰذا رات کو سوتے وقت ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور یہ کلمات کہہ لینے چاہئیں:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مَلِیًّا عِنْدَ کُلِّ طَرْفَۃِ عَیْنٍ، وَتَنَفُّسِ نَفَسٍ۔ (کنز العمال، رقم:3857)

اے اللہ! آپ کی تعریف اور آپ کا شکر ہے ہر آنکھ جھپکنے کے وقت اور ہر سانس لینے کے وقت۔

بہر حال! یہ شکر کے کلمات جو نبی کریم ﷺ نے تلقین فرمائے ہیں یاد کر لینے چاہئیں اور رات کو سوتے وقت ان کلمات کو پڑھ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(اصلاحی خطبات، جلد 1، صفحہ 205)

المنبر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(6)شکر ادا کرنے کے طریقے

(1) دل ودماغ کا شکر: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف اور اس میں غور وفکر کرنا، اللہ سے محبت کرنا۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ۔

(اعراف:58)

اور جو زمین اچھی ہوتی ہے اس کی پیداوار تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتی ہے اور جو زمین خراب ہوگئی ہو اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح ہم نے نشانیوں کے مختلف رخ دکھاتے رہتے ہیں، (مگر) ان لوگوں کے لیے جو قدردانی کریں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر وہ موجود ہوں گی اسے اللہ تعالیٰ صابر وشاکر لکھے گا اور جس کے اندر وہ موجود نہ ہوں گی اسے اللہ تعالیٰ صابر اور شاکر نہیں لکھے گا، پہلی خصلت یہ ہے کہ جس شخص نے دین کے اعتبار سے اپنے سے زیادہ دین پر عمل کرنے والے کو دیکھا اور اس کی پیروی کی اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے کم حیثیت والے کو دیکھا پھر اس فضل واحسان کا شکر ادا کیا جو اللہ نے اس پر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر لکھے گا۔ اور دوسری خصلت یہ ہے کہ جس نے دین کے اعتبار سے اپنے سے کم اور دنیا کے اعتبار سے اپنے سے زیادہ پر نظر کی پھر جس سے وہ محروم رہ گیا ہے اس پر اس نے افسوس کیا، تو اللہ تعالیٰ اسے صابر اور شاکر نہیں لکھے گا۔ (ترمذی، رقم:2512)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سونے اور چاندی کے بارے میں آیت اتری تو لوگ کہنے لگے کہ اب کون سا مال ہم اپنے لیے رکھیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے تمہارے لیے معلوم کر کے کرآتا ہوں، اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اسے تیز دوڑایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے، میں بھی آپ کے پیچھے تھا، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کون سا مال رکھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں ہر کوئی شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان، اور ایمان والی بیوی رکھے جو اس کی آخرت کے کاموں میں مدد کرے۔ (ابن ماجہ، رقم:1856)

(2) زبان کا شکر: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کرنا

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (ضحیٰ:11)

اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتا رہ۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔ (ابوداود، رقم:4814)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی نعمت نازل فرماتا ہے اور وہ الحمد للہ کہتا ہے تو اس نے جو دیا وہ اس چیز سے افضل ہے جو اس نے لیا۔ (ابن ماجہ، رقم:3805)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی نعمتوں کو بیان کرنا شکر ہے اور اس کو

بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔(مسند احمد، رقم:18449)

(3) جسم کا شکر: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا

قرآن کریم میں آتا ہے:

اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ۔

(سبا:13)

اے داؤد کے خاندان والو! تم ایسے عمل کیا کرو جن سے شکر ظاہر ہو اور میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہوں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آ جاتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری، رقم:1130)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی خوشی کی بات آتی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی خوشخبری سنائی جاتی تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے۔

(ابوداؤد، رقم:2774)

(4) اللہ تعالیٰ نے جو نعمت جس کام کے لیے دی ہو اس کو اسی کام میں خرچ کیا جائے

1) جسمانی طاقت قوت سے مظلوم کا دفاع کیا جائے ظالم کا نہیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ۔

(قصص:17)

موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! آپ نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں آئندہ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

2) اسلام دین کی نعمت ملی ہے تو اس کے ہر حکم کو عین مصلحت سمجھا جائے اس کے کسی حکم پر نکتہ چینی کر کے کفر اور کافروں کی مدد نہ کی جائے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ۔ (قصص:86)

اور (اے پیغمبر) تمہیں پہلے سے امید نہیں تھی کہ تم پر یہ کتاب نازل کی جائے گی، لیکن یہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، لہٰذا کافروں کے ہرگز مددگار نہ بننا۔

3) حضرت ابوحازم کا واقعہ ہے:

ان سے کسی آدمی نے پوچھا کہ آنکھوں کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ان آنکھوں سے کوئی خیر کا کام دیکھو تو اس کو پھیلاؤ اور اگر کوئی برا کام دیکھو تو اس کو چھپاؤ۔

اس آدمی نے پوچھا کانوں کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم ان کانوں سے کوئی خیر کی بات سنو تو اس کو یاد رکھو اور اگر کوئی شر کی بات سنو تو اس کو بھول جاؤ۔

اس آدمی نے پوچھا ہاتھوں کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ آپؒ نے فرمایا: جن (حرام) چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھانا منع ہے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہاتھ سے متعلق جو ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کیا کرے۔

اس آدمی نے پوچھا: پیٹ کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ آپؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ

ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ العٰدُونَ ۔ (مؤمنون:5-7)

اور جو اپنی شرمگاہوں کی (اور سب سے) حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیوی اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔ (نضرۃ:6/2415)

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(7) شکر کی شکلیں

- پاکیزہ غذاؤں کے ملنے پر شکر ہو
- قرآن کریم میں آتا ہے:

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ (نحل:144)

لہذا اللہ نے جو حلال پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔ (بقرۃ:172)

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَابْتَغُوا عِنْدَ اللهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ (عنکبوت:17)

رزق اللہ کے پاس تلاش کرو، اور اس کی عبادت کرو، اور اس کا شکر ادا کرو۔ اسی کے پاس تمہیں واپس لوٹایا جائے گا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ۔(ابراھیم:37)

اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو آپ کے حرمت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں لا بسایا ہے جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی، ہمارے پروردگار! (یہ میں نے اس لیے کیا) تا کہ یہ نماز قائم کریں۔ لہٰذا لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے کشش پیدا کر دیجیے، اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایے۔ تا کہ وہ شکر گزار بنیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔(نحل:14)

اور وہی ہے جس نے سمندر کو کام پر لگایا، تا کہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیورات نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلتی ہیں، تا کہ اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تا کہ شکر گزار بنو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔(فاطر:12)

اور وہ دو دریا برابر نہیں ہوتے۔ ایک ایسا میٹھا ہے کہ اس سے پیاس بجھتی ہے، جو پینے میں خوشگوار ہے اور دوسرا کڑوا نمکین۔ اور ہر ایک سے تم (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاتے ہو، اور وہ زیور نکالتے ہو جو تمہارے پہننے کے کام آتا ہے۔ اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس (دریا) میں پانی کو پھاڑتی ہوئی

چلتی ہیں، تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تا کہ شکر گزار بنو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (حج:36)

اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر میں شامل کیا ہے، تمہارے لیے ان میں سے بھلائی ہے۔ چنانچہ جب وہ ایک قطار میں کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب (ذبح ہو کر) ان کے پہلوں زمین پر گر جائیں تو ان (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ، اور ان محتاجوں کو بھی کھلاؤ جو صبر سے بیٹھے ہوں، اور ان کو بھی جو اپنی حاجت ظاہر کریں۔ اور ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تابع بنا دیا ہے تا کہ تم شکر گزار بنو۔

- **پیٹ بھر رزق ملنے پر شکر ہو**

- حدیث میں آتا ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے۔

(ترمذی، رقم:2486، جامع الاصول، رقم:1036)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ! ورع و تقویٰ والے بن جاؤ، لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے، قانع بن جاؤ، لوگوں میں سب سے زیادہ شکر کرنے والے ہو جاؤ گے، اور لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، مومن ہو جاؤ گے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو،

مسلمان ہوجاؤ گے، اور کم ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کردیتی ہے۔

(ابن ماجہ، رقم:4217)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے پیش کش کی کہ وہ مکہ کی وادی بطحا (یا مکہ کے سنگ ریزوں) کو سونا بنادے، میں نے کہا: رب جی! نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ میں ایک روز شکم سیر ہوں اور ایک روز بھوکا رہوں، جب میں بھوکا رہوں تو تیرے حضور عاجزی کروں اور تیرا ذکر کروں، اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد بیان کروں اور تیرا شکر ادا کروں۔

(مشكاة المصابيح، رقم:5109)

- **کھانے کے ہر لقمہ، پانی کے ہر گھونٹ پر شکر ہو،**

حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اللہ تعالیٰ اس بات پر (اپنے) بندے سے راضی ہوتا ہے کہ وہ ایک کھانا کھائے اور اس پر اللہ کی حمد کرے یا پینے کی کوئی چیز (پانی، دودھ وغیرہ) پیے اور اس پر اللہ کی حمد کرے۔ (مسلم، رقم:2734)

- **ہدایت اور آسانیاں ملنے پر شکر ہو**

- قرآن کریم میں آتا ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ (بقرة:151-152)

جیسے ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہارے سامنے ہماری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے، اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں

جانتے تھے) اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (بقرة:185)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کردیتی ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے وہ اس میں ضرور روزہ رکھے، اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہے اور تمہارے لیے مشکل پیدا کرنا نہیں چاہتا، تاکہ (تم روزوں کی) گنتی پوری کرلو، اور اللہ نے تمہیں جو راہ دکھائی اس پر اللہ کی تکبیر کہو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا

يُرِيدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

(مائدۃ:6)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو، اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرلو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کردے، تاکہ تم شکر گزار بنو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (مائدۃ:89)

اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں کرے گا لیکن جو قسمیں تم نے پختگی کے ساتھ کھائی ہوں، ان پر تمہاری پکڑ کرے گا۔ چنانچہ اس کے کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو، یا ان کو کپڑے دو، یا ایک غلام آزاد کرو۔ ہاں اگر کسی کے پاس (ان چیزوں میں سے) کچھ نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے۔ یہ

تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم نے کوئی قسم کھالی ہو (اور اسے توڑ دیا ہو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمہارے سامنے واضح کرتا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

- **جسمانی نعمتوں (اعضا جوارح کی سلامتی، صحت، قوت) پر شکر ہو**

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

(نحل:78)

اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے، اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل پیدا کیے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

- **دن رات کی نعمت پر شکر ہو**

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (قصص:73)

یہ تو اسی نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات بھی بنائی ہے اور دن بھی، تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور اس میں اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

- **دشمنوں کے خلاف مدد ملنے پر شکر ہو**

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (آل عمران:123)

اللہ نے تو (جنگ) بدر کے موقع پر ایسی حالت میں تمہاری مدد کی تھی جب تم

بالکل بے سروسامان تھے۔ لہٰذا (صرف) اللہ کا خوف دل میں رکھو، تا کہ تم شکر گزار بن سکو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔

(انفال:26)

اور وہ وقت یاد کرو جب تم تعداد میں تھوڑے تھے، تمہیں لوگوں نے (تمہاری) سرزمین میں دبا کر رکھا ہوا تھا، تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک کر لے جائیں گے۔ پھر اللہ نے تمہیں ٹھکانا دیا، اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط بنا دیا، اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا کیا، تا کہ تم شکر کرو۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم ﷺ کا یہودی لوگوں کے پاس گزر ہوا، انہوں نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسا روزہ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ اور بنو اسرائیل کو غرق ہونے سے بچایا اور فرعون کو غرق کر دیا اور اسی دن کو نوحؑ کی کشتی جودی پر آکر ٹھہری تھی، اس لیے نوحؑ اور موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا تھا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں موسیٰؑ اور ان دن کے روزے کا زیادہ حقدار ہوں، پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مسند احمد، رقم:8702)

• کوئی خوشی کی خبر ملے تو شکر ہو

فیروز آبادیؒ فرماتے ہیں:

کسی چیز کے ملنے پر ہمیشہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراهيم/7)

اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

پس جب آ دیکھے کہ آپ کی حالات مزید اچھے نہیں ہو رہے ہیں تو شکر ادا کرنا شروع کریں۔ (نضرۃ النعیم: 6/2419)

• نعمتوں کے بعد جو جو دعائیں منقول ہیں ان کے ذریعہ شکر ہو

ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:

میرے والد عروہ بن زبیر کے سامنے جب بھی کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی جاتی یہاں تک کہ اگر دوائی بھی تو کھاتے پیتے وقت یہی کہتے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَنَعَّمَنَا، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ، فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا، وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ، نَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا، لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، إِلَهَ الصَّالِحِينَ، وَرَبَّ الْعَالَمِينَ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں ہدایت دی اور کھلایا پلایا اور ہم پر انعام فرمایا۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم ہر برائی میں ملوث تھے۔ اب ہم بھلائی کے ساتھ صبح و شام کرتے ہیں۔ ہم پوری نعمت مانگتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق۔ بھلائی نہیں مگر تیری طرف سے اور نیک لوگوں کے معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور دونوں جہانوں کا رب ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ جو اللہ نے چاہا اور نہیں ہے قوت مگر اللہ کے ساتھ۔ اے اللہ ہماری روزی میں برکت دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(موطا امام مالک، رقم: 1967)

(8) انسانی مزاج شکر گزاری ناشکری کے اعتبار سے

(1) اکثر لوگ تو شکر ہی ادا نہیں کرتے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۔ (سبا:13)

اور میرے بندوں میں کم لوگ ہیں جو شکر گزار ہوں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۔ (بقرۃ:243)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے، لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۔ (یونس:60)

اس میں شک نہیں کہ اللہ انسانوں کے ساتھ فضل کا معاملہ کرنے والا ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۔ (یوسف:38)

یہ (توحید کا عقیدہ) ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ کے فضل کا حصہ ہے،
لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اللهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ اللهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ۔ (غافر:61)

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو دیکھنے والا بنایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے، لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

- شیطان نے کہا تھا:

ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ۔

(اعراف:17)

پھر میں ان پر (چاروں طرف سے) حملے کروں گا، ان کے سامنے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی، اور ان کی دائیں طرف سے بھی، اور ان کی بائیں طرف سے بھی۔ اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (سبا:20)

اور واقعی ان لوگوں کے بارے میں ابلیس نے اپنا خیال درست پایا چنانچہ یہ اسی کے پیچھے چل پڑے، سوائے اس گروہ کے جو مومن تھا۔

(2) جو شکر ادا کرتے ہیں وہ بہت تھوڑا کرتے ہیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ۔(اعراف:10)

اور کھلی بات ہے کہ ہم نے تمہیں زمین میں رہنے کی جگہ دی ، اور اس میں تمہارے لیے روزی کی اسباب پیدا کیے۔ (پھر بھی) تم لوگ شکر کم ہی ادا کرتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ(سجدة:9)

اور (انسانو) تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل پیدا کیے۔ تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ۔(مومنون:78)

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیے۔ (مگر) تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ۔(ملك:23)

کہہ دو کہ: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) تم لوگ شکر تھوڑا ہی کرتے ہو۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) نعمتوں کے ملنے سے پہلے وعدے کرتے ہیں کہ نعمتیں دیدیں شکر کریں گے پھر مکر جاتے ہیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ (اعراف:189)

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس کے پاس آکر تسکین حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو عورت نے حمل کا ایک ہلکا سا بوجھ اٹھالیا، جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ: اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد دی تو ہم ضرور بالضرور تیرا شکرادا کریں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ (یونس:22)

وہ اللہ ہی تو ہے جو تمہیں خشکی میں بھی اور سمندر میں بھی سفر کراتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوے ہو، اور یہ کشتیاں لوگوں کو لے کر خوشگوار ہوا کے ساتھ پانی پر چلتی ہیں اور لوگ اس بات پر مگن ہوتے ہیں

تو اچانک ان کے پاس ایک تیز آندھی آتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر گئے۔ تو اس وقت وہ خلوص کے ساتھ صرف اللہ پر اعتقاد کر کے صرف اسی کو پکارتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ)(یا اللہ!) اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت سے) نجات دے دی تو ہم ضرور بالضرور شکرگزار لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ (انعام:63)

کہو: خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے اس وقت کون تمہیں نجات دیتا ہے جب تم اسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو، (اور یہ کہتے ہو کہ) اگر اس نے ہمیں اس مصیبت سے بچا لیا تو ہم ضرور بالضرور شکرگزار بندوں میں شامل ہو جائیں گے۔

(4) نعمتوں کا اظہار نہیں کرتے

- قرآن کریم میں آتا ہے:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا۔

(نساء:37)

ایسے لوگ جو خود بھی کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی تلقین کرتے ہیں، اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو کچھ دے رکھا ہے اسے چھپاتے ہیں، اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب تیار رکھا ہے۔

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُونَہَا وَأَکْثَرُہُمُ الْکَافِرُونَ۔

(نحل:83)

یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، پھر بھی ان کا انکار کرتے ہیں، اور ان میں سے اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِینَ یَکْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْہُدَیٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنَّاہُ لِلنَّاسِ فِي الْکِتَابِ أُولَئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُہُمُ اللَّاعِنُونَ۔ (بقرة:159)

بیشک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم انہیں کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی بھیجتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِینَ یَکْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتَابِ وَیَشْتَرُونَ بِہِ ثَمَنًا قَلِیلًا أُولَئِکَ مَا یَأْکُلُونَ فِي بُطُونِہِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ۔ (بقرة:174)

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کر لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھر رہے، قیامت کے دن اللہ ان سے کلام بھی نہیں کرے گا، اور نہ ان کو پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

المرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْأَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ۔(آل عمران:187)

اور(ان لوگوں کووہ وقت نہ بھولنا چاہیے) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ: تم اس کتاب کولوگوں کے سامنے ضرور کھول کھول کر بیان کروگے، اوراس کو چھپاؤ گے نہیں۔ پھرانہوں نے اس عہد کوپس پشت ڈال دیااوراس کے بدلے تھوڑی سے قیمت حاصل کرلی ،اس طرح کتنی بری ہے وہ چیز جو یہ مول لے رہے ہیں۔

- **نعمتوں کو چھپانے پر وعید**

عذاب الیم

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔(بقرۃ:174)

حقیقت یہ ہے کہ جولوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اوراس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کر لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھر رہے، قیامت کے دن اللہ ان سے کلام بھی نہیں کرے گا،اور نہ ان کو پاک کرے گا،اوران کے لیے دردناک عذاب ہے

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا۔

(نساء:37)

ایسے لوگ جو خود بھی کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی تلقین کرتے ہیں، اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو کچھ دے رکھا ہے اسے چھپاتے ہیں، اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلیل کردینے والا عذاب تیار رکھا ہے۔

- **لعنت**

- قرآن کریم میں آتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ۔ (بقرۃ:159)

بیشک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم انہیں کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کرچکے ہیں، تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی بھیجتے ہیں۔(بقرۃ:159)

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔ (بقرۃ:140)

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے پہنچی ہو؟ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔

(بقرۃ:283)

اور جو گواہی کو چھپائے وہ گنہگار دل کا حامل ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے

ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

● **مسئلہ: حاسدین سے اگر خطرہ ہو تو نعمتوں کو چھپایا جاسکتا ہے**

قرآن کریم میں آتا ہے:

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ (یوسف:4-5)

جب یوسف نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) سے کہا تھا کہ: ابا جان! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا: بیٹا! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے لیے کوئی سازش تیار کریں، کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

(5) نعمتوں کی نسبت اللہ کے غیر کی طرف کرتے ہیں:

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ۔ (نحل:53-54)

اور تم کو جو نعمت بھی حاصل ہوتی ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریادیں کرتے ہو۔ اس کے بعد جب وہ تم سے تکلیف دور کرتے دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ اچانک اپنے پروردگار کے ساتھ شرک شروع کردیتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے۔لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے۔اور کچھ میرے منکر ہوئے جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلانی جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن۔(بخاری، رقم:846)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(9)ناشکری پر وعیدیں

ناشکری سے نعمتیں چھن جاتی ہیں

- قرآن کریم میں آتا ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ (نحل:112)

اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پر امن اور مطمئن تھی اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کردی، تو اللہ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَّمِينٍ وَّشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُورٌ۔

فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجٰزِيْ إِلَّا الْكَفُورَ۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اٰمِنِیْنَ۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔(سبا:15-19)

حقیقت یہ ہے کہ قوم سبا کے لیے خود اس جگہ ایک نشانی موجود تھی جہاں وہ رہا کرتے تھے۔ دائیں اور بائیں دونوں طرف باغوں کے دو سلسلے تھے۔ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ، ایک تو شہر بہترین، دوسرے پروردگار بخشنے والا۔

پھر بھی انھوں نے (ہدایت سے) منہ موڑ لیا، اس لیے ہم نے ان پر بند والا سیلاب چھوڑ دیا، اور ان کے دونوں طرف کے باغوں کو ایسے دو باغوں میں تبدیل کر دیا جو بدمزہ پھلوں، جھاؤ کے درختوں اور تھوڑی سی بیریوں پر مشتمل تھے۔

یہ سزا ہم نے ان کو اس لیے دی کہ انھوں نے ناشکری کی روش اختیار کی تھی، اور ایسی سزا ہم کسی اور کو نہیں، بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیا کرتے ہیں۔

اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، ایسی بستیاں بسا رکھی تھیں جو دور سے نظر آتی تھیں، اور ان میں سفر کو نپے تلے مرحلوں میں بانٹ دیا تھا (اور کہا تھا کہ) ان (بستیوں) کے درمیان راتیں ہوں یا دن، امن وامان کے ساتھ سفر کرو۔

اس پر وہ کہنے لگے کہ: ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کے درمیان دور دور کے فاصلے پیدا کر دے، اور یوں انھوں نے اپنی جانوں پر ستم ڈھایا، جس کے نتیجے میں ہم نے انھیں افسانہ ہی افسانہ بنا دیا، اور انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے بالکل تتر بتر کر دیا۔ یقیناً اس واقعے میں ہر اس شخص کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو صبر وشکر کا خوگر ہو۔

(10) جس طرح اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے اسی طرح اللہ کی مخلوق کا بھی شکر ادا کرنے کا حکم ہے

- ایک حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ (ابوداود، رقم: 4813، جامع الاصول، رقم: 1033)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس مہاجرین نے آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! جس قوم کے پاس ہم آئے ہیں ان سے بڑھ کر ہم نے کوئی قوم ایسی نہیں دیکھی جو اپنے مال بہت زیادہ خرچ کرنے والی ہے اور تھوڑے مال ہونے کی صورت میں بھی دوسروں کے ساتھ غم خواری کرنے والی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہم کو محنت ومشقت سے باز رکھا اور ہم کو آرام وراحت میں شریک کیا یہاں تک کہ ہمیں خوف ہے کہ ہماری ساری نیکیوں کا ثواب کہیں انہیں کو نہ مل جائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بات ایسی نہیں ہے جیسا تم نے سمجھا ہے جب تک تم لوگ اللہ سے ان کے لیے دعائے خیر کرتے رہوگے اور ان کا شکریہ ادا کرتے رہوگے۔

(ترمذی، رقم: 2487)

(1) والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔

(لقمان:14)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے بارے میں یہ تاکید کی ہے۔ (کیونکہ) اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ کہ تم پر میرا شکر ادا کرو، اور اپنے ماں باپ کا میرے پاس ہی (تمہیں) لوٹ کر آنا ہے۔

(2) احسان کرنے والوں کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے

- ایک حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔ (ترمذی، رقم:1954)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دیا کرو، جو تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرے تو اسے وہ چیز دے دیا کرو، جو تمہیں دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کیا کرو اور جو تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تو تم اس کو بدلہ دو، اگر بدلہ دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو تم اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ تمہیں اندازہ ہو جائے کہ تم نے بدلہ چکا دیا ہے۔ (مسند احمد، رقم:6106)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کم پر شکر ادا نہ کرے وہ زیادہ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔ (مسند احمد، رقم:18449)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:6

محبت ونفرت

(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو

(2) جن جن سے اللہ کو محبت ہو ان سے محبت ہو

(4) اللہ ہی کے لیے محبت ہو (اللہ ہی کے لیے نفرت ہو)

(1) ہمیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو

- قرآن کریم میں ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔ (بقرۃ:165)

اور (اس کے باوجود) لوگوں میں کچھ وہ بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کی خدائی میں اس طرح شریک قرار دیتے ہیں کہ ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسے اللہ کی محبت (رکھنی چاہیے)۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ (مائدۃ:54)

اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ (توبۃ:24)

(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے،

تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

- ایک حدیث میں آتا ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تین باتیں جس کسی میں ہونگیں، وہ ایمان کی مٹھاس (مزہ) پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لیے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔

(بخاری، رقم:16)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں میں سے کھلاتا ہے اور مجھ سے اللہ کی محبت کی وجہ محبت کرو اور اسی طرح میرے اہل بیت سے میری وجہ سے (محبت کرو)۔

(ترمذی، رقم:3789)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

جو شخص اللہ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے، اللہ اس سے ملنے کو محبوب رکھتے ہیں، اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتے ہیں، حضرت عائشہؓ، یا آپ کی بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں ہے، لیکن مومن کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کی کرامت کی بشارت دی جاتی ہے، تو اس کے نزدیک اس چیز سے زیادہ کوئی شئی محبوب

نہیں ہوتی ہے جو اس کے سامنے ہوتی ہے، تو وہ اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے، اور کافر کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، تو وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، اور اللہ اس سے ملنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

(جامع الاصول، رقم:7367، کویتیۃ، محبۃ، فقرۃ:11)

● اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامات

علماء نے لکھا ہے کہ بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ بندگی کو نعمت سمجھے اور اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھے، اور وہ اپنے ظاہر اور باطن میں اپنی پسندیدہ چیز پر اللہ کی پسندیدہ چیز کو ترجیح دے تو وہ عمل کی مشقتوں کو برداشت کرے گا اور خواہش کی اتباع سے اجتناب کرے گا اور سستی سے اعراض کرے گا، اور ہمیشہ اللہ کی بندگی کا پابند رہے گا اور نوافل کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرنے والا بنے گا اور اس کے نزدیک خصوصی درجات کا طالب ہوگا، جیسا کہ محب اپنے محبوب کے دل میں مزید قرب کا طالب ہوتا ہے، اور اس لیے کہ جو اللہ سے محبت رکھے گا وہ اس کی نافرمانی نہیں کرے گا، جیسا کہ ابن المبارک نے کہا ہے:

تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہو یہ میری زندگی کی قسم بڑا عجیب عمل ہے اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم ضرور اس کی اطاعت کرتے اس لیے کہ محب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

(کویتیہ، محبت، فقرۃ:12، احیاء العلوم:4/486)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي۔ (آل عمران:31)

آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔

علماء نے کہاہے کہ یہ آیت اہل کتاب کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے کہا کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے محبت کرتے ہیں، اورمروی ہے کہ مسلمانوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بیشک ہم لوگ اپنے رب سے محبت کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر قرطبی:4/60)

علامہ زہریؒ فرماتے ہیں:

> بندے کی اللہ اوراس کے رسول کی محبت ان دونوں کی اطاعت اوران دونوں کے حکم کی اتباع کانام ہے۔ (کویتیہ، محبت، فقرۃ:12)

● اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت کی علامات

علماء نے کہاہے کہ بندہ سے اللہ کی محبت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ بندوں کے دلوں میں اس کی محبوبیت رکھ دے، اوراس پر مغفرت کے ذریعہ انعام کرے، اوراس کی توبہ قبول کرے، اوروہ جس چیز کو پسند کرتا ہے اورجس سے راضی ہے اس کے کرنے کی اسے توفیق دے اوراس کی مدد وتائید کرے۔ اوراس کے جوارح اوراس کے اعضاء کی حفاظت کرے، یہاں تک کہ شہوتوں سے باز آجائے اورنیکیوں میں ڈوب جائے، اس نفس کواس کے لیے واعظ اوراس کے دل کوزجروتنبیہ کرنے والا بنادے جو اسے امرونہی کرے۔

(کویتیہ، محبت، فقرۃ:7، احیاءعلوم الدین:4/74-473)

(2) جن جن سے اللہ کو محبت ہو ان سے محبت ہو

(1) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، اور یہ محبت شرائط ایمان میں سے ہے۔

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَتَّخِذُ مِنۡ دُونِ اللّٰهِ أَنۡدَادًا يُحِبُّونَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۔ (بقرة:165)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی شریک بنائے ہوئے ہیں، ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ سے (رکھنا چاہیے) اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ کی محبت سب سے قوی رکھتے ہیں۔

- اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنۡ يَرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِينِهِ فَسَوۡفَ يَأۡتِي اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّونَهُ ۔ (مائدة:54)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے سو اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو (وجود میں) لے آئے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہتے ہوں گے۔ (ص:73، کویتیۃ، محبت، فقرۃ:5)

(2) صحابہ کرام اور اہل بیت سے محبت ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت اور ان کے ساتھ تعلق رکھنا مسلمانوں سے مطلوب ہے، اور ان کی محبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے قبیل سے ہے، اور ان کے مرتبے کو جاننا، ان کی

توقیر کرنا، ان کا احترام کرنا، اور ان کے واجب حقوق کی رعایت کرنا، اور ان کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی مدد کرنا بھی جنت میں جانے کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ ان سے بغض رکھنا اور ان کو ناپسند کرنا معصیت ہے، جو ایسا کرنے والے کے لیے جہنم میں جانے کا سبب ہوتی ہے۔

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ۔

(شوریٰ:23)

آپ کہہ دیجیے کہ میں تم میں سے کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا ہاں رشتہ داری کی محبت میں۔

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے، فرمایا:

جب یہ آیت نازل ہوئی "قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ" توصحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے اللہ کے رسول آپ کی قرابت میں سے کون لوگ ہیں، جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا: علی، فاطمہ اور ان دونوں کی اولاد۔

(تفسیر القرطبی:16/20،23۔ فتح الباری 8/564،565۔ الشفا 2/573،605 ریاض الصالحین:2/195،202۔ القوانین الفقہیہ:12 کویتیہ، محبت، فقرہ:9)

- اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا فرستادہ (ملک الموت) آئے اور میں اپنے رب کے پاس جانے کی دعوت کو قبول کرلوں، اور میں تمہارے درمیان دو باوزن چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان دونوں میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور روشنی ہے، پس اللہ کی کتاب کو اختیار کرو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور آپ نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی خوب رغبت دلائی، پھر آپ نے فرمایا (دوسری چیز)

میرے اہل بیت ہیں، میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ (جامع الاصول، رقم:6708)

- صحابہ کرامؓ اوران کے متبعین اہل بیت سے محبت کرتے تھے اوران سے تعلق اوران کے احترام کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تقرب اور نبی ﷺ کے حق کو پورا کرنے کے لیے اظہار کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے:

محمد ﷺ کا ان کے اہل بیت کے بارے میں لحاظ کرو۔

علامہ نووی نے کہا ہے:

یعنی آپ ﷺ کا لحاظ کرو، اوران کا احترام واکرام کرو۔
(جامع الاصول، رقم:6709، کویتیہ، محبت، فقرۃ:9-10)

(3) اللہ کے بندوں (علماء، صلحاء، عام مومنین) سے محبت ہو

فقہاء کا مذہب ہے کہ افضل اعمال جو تقرب الی اللہ کا ذریعہ بنتے ہیں، علماء، صلحاء اور اہل عدل وخیر کی محبت ہے۔

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔ (کہف:28)

اورآپ اپنے کو مقید رکھا کیجیے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں صبح وشام محض اس کی رضا جوئی کے لیے۔

- ایک اورجگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ۔ (حشر:9)

اور ان لوگوں کا (بھی حق) ہے جو دار الاسلام اور ایمان میں ان کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے۔

- حدیث میں آتا ہے:

ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ (نیکی میں) اس کے مقام کو نہیں پہنچا ہے۔ انسان اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

(جامع الاصول، رقم:4788)

- ایک اور حدیث میں ہے:

جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی، وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت کو پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، اور وہ کسی انسان سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو۔

(جامع الاصول، رقم:20)

- اس طرح مؤمن پر واجب ہے کہ ظلم و خیانت کرنے والوں سے بغض رکھے، اس لیے کہ یہ اللہ کی محبت کے قبیل سے ہے، اس لیے کہ محبت کرنے والے پر واجب ہے کہ جس سے اس کا محبوب محبت کرتا ہے اس سے وہ محبت کرے، اور اس سے بغض رکھے جس سے ان کا محبوب بغض رکھتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

اور یہ کہ انسان کسی سے محض اللہ کے لیے محبت کرے۔

(بخاری مسلم، کویتیۃ، محبت، فقرۃ:6-9، ص:76)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) جس جس عمل سے اللہ کو محبت ہو اس سے محبت ہو

1) اللہ تعالیٰ کو توبہ و استغفار سے محبت ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ (بقرۃ:222)

بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔

2) طہارت و پاکیزگی سے محبت ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ (توبہ:108)

اور اللہ پاک صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

3) نیک اعمال سے محبت ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ (اٰل عمران:134)

اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

4) صبر سے محبت ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ۔ (اٰل عمران:146)

اللہ ثابت قدم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

5) عدل و انصاف سے محبت ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِين۔ (حجرات:9)

بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

6) تقویٰ و پرہیزگاری سے محبت ہے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ (توبہ:4)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بیشک اللہ احتیاط کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

7)اللہ پر توکل و بھروسہ کرنے والے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۔(آل عمران:159)

اللہ یقیناً توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

8)اللہ کی راہ میں صف باندھ کر جہاد کرنے سے محبت ہے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ۔(صف:4)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔

9) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے محبت ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۔

(آل عمران:31)

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

10)قرآن کریم سے محبت

11) کثرت ذکر سے محبت ہے

12)تنہائی میں مناجات سے محبت ہے۔(احیاء العلوم:4/487)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) اللہ ہی کے لیے محبت ہو اور اللہ ہی کے لیے نفرت ہو

- ایک حدیث میں آتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا یہ تین باتیں جس کسی میں ہونگیں، وہ ایمان کی مٹھاس (مزہ) پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لیے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔ (بخاری، رقم:16)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں آپس میں محبت کرنے والے میرے جلال کی قسم! آج کے دن میں ان کو اپنے سائے میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسلم، رقم:2566)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسرے گاؤں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار کے لیے بھیج دیا جب اس آدمی کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرشتہ کہنے لگا کہاں کا ارادہ ہے اس آدمی نے کہا اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں فرشتہ نے کہا کیا اس نے تیرے اوپر کوئی احسان کیا ہے کہ تو جس کا بدلہ دینا چاہتا ہے اس آدمی نے کہا نہیں

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سوائے اس کے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں فرشتے نے کہا تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تجھ سے اسی طرح محبت کرتا ہے کہ جس طرح تو اس دیہاتی آدمی سے محبت کرتا ہے۔
(مسلم، رقم:6549)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ ہی کے رضا کے لیے محبت، اللہ ہی کی رضا کے لیے دشمنی کی، اللہ ہی کی رضا کے لیے دیا، اللہ ہی کی رضا کے لیے منع کیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔ (ابوداود، رقم:4681)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا: ابوذر! ایمان کا کون سا حصہ (حلقہ) زیادہ مضبوط و محکم ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت و تعاون کر اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا۔
(مشکوۃ المصابیح، رقم:5014)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابوذر فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ ایک آدمی نے کہا: نماز اور زکوٰۃ۔ اور کسی نے کہا: جہاد۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی جائے اور اسی کے لیے بغض رکھا جائے۔
(مشکوۃ المصابیح، رقم:5020، مسند احمد، رقم:21628)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اسلام لانے کے بعد حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کی عزت سے زیادہ میرے لیے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ (بخاری، رقم:3825)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی جانب گھڑسواروں کا ایک دستہ بھیجا تو وہ بنوحنفیہ کے ایک آدمی کو پکڑ لائے، جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا، وہ اہل یمامہ کا سردار تھا، انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر سے) نکل کر اس کے پاس آئے اور پوچھا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا (خبر) ہے؟ اس نے جواب دیا: اے محمد! میرے پاس اچھی بات ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو اس پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے۔ اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجئے، آپ جو چاہتے ہیں، آپ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا حتی کہ جب اگلے سے بعد کا دن (آئندہ پرسوں) ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ثمامہ! تمہارے پاس (کہنے کو) کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: (وہی) جو میں نے آپ سے کہا تھا، اگر احسان کریں گے تو ایک شکر کرنے والے پر احسان کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجئے، آپ جو چاہتے ہیں آپ کو وہی دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے (اسی حال میں) چھوڑ دیا حتی کہ جب اگلا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا تھا: اگر احسان کریں گے تو ایک احسان شناس پر احسان کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون ضائع نہیں جاتا، اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجیے، آپ جو چاہتے

ہیں وہی آپ کو دیا جائے گا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ کی طرف گیا،غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔اے محمد! اللہ کی قسم! روئے زمین پر آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی چہرہ نہیں تھا جس سے مجھے بغض ہو اور اب آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی چہرہ نہیں جو مجھے زیادہ محبوب ہو۔اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی دین مجھے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا، اب آپ کا دین سب سے بڑھ کر محبوب دین ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے شہر سے بڑھ کر کوئی شہر برا نہیں لگتا تھا، اب مجھے آپ کے شہر سے بڑھ کو کوئی اور شہر محبوب نہیں۔ آپ کے گھڑسواروں نے مجھے (اس وقت) پکڑا تھا جب میں عمرہ کرنا چاہتا تھا۔اب آپ کیا (صحیح) سمجھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ایمان کی قبولیت کی) خوشخبری دی اور حکم دیا کہ عمرہ ادا کرے۔ جب وہ مکہ آئے تو کسی کہنے والے نے ان سے کہا: کیا بے دین ہو گئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں، اور اللہ کی قسم! یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دے دیں۔

(مسلم، رقم:1764، جامع الاصول، رقم:6664)

(1) اللہ کے دشمنوں سے دلی محبت نہ ہو

جس طرح صرف نفرت غلط ہے اپنے غیر سے، محسن سے۔ اسی طرح صرف محبت بھی غلط ہے۔ دوست، دشمن، اچھے برے، قاتل، زانی، چور، شرابی۔ کیا جنسی درندوں، عزت کے دشمنوں سے بھی محبت، تعلق، رعایت کا کوئی قائل ہے؟ مال کے دشمن، جان کے دشمن سے کوئی محبت کرتا ہے؟ بلکہ انسانی فطرت تو یہ ہے کہ دوست کے دشمن، پارٹی کے دشمن، ملک کے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

دشمن کو بھی انسان اپنا دشمن سمجھتا ہے، دشمنوں والا برتاؤ کرتا ہے، دشمنوں سے تعلق کو بھی دشمنی سمجھا جاتا ہے۔ تو اسی طرح اللہ کے دشمنوں کو بھی اپنا دشمن سمجھنا چاہیے۔ اس سے دلی محبت نہیں کرنا چاہیے۔

ایک روایت میں آتا ہے:

جب حضرت علیؓ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھی) پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب فاطمہؓ کو ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھیے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب فرمایا: امابعد: میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینبؓ کی، آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کرائی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ علیؓ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ (بخاری، رقم:3729)

- ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۔(مجادلۃ:22)

جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، ان کو تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ وہ ان سے دوستی رکھتے ہوں، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چاہے وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ۔ (ھود:113)

اور (مسلمانو) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آ پکڑے اور تمہیں اللہ کو چھوڑ کر کسی قسم کے دوست میسر نہ آئیں، پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کرے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (توبہ:23)

اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ بھائی کفر کو ایمان کے مقابلے میں ترجیح دیں تو ان کو اپنا سرپرست نہ بناؤ۔ اور جو لوگ ان کو سرپرست بنائیں گے وہ ظالم ہوں گے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔

(مائدۃ:51)

اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یارومددگار نہ بناؤ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یارومددگار رہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا تو پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ۔

(آل عمران:28)

مومن لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کا اپنا یارومددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں، الا یہ کہ تم ان (کے ظلم) سے بچنے کے لیے بچاؤ کا کوئی طریقہ اختیار کرو، اور اللہ تمہیں اپنے (عذاب) سے بچاتا ہے، اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔(ممتحنہ:1)

اے ایمان والو! اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے کی خاطر اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست مت بناؤ کہ ان کو محبت کے پیغام بھیجنے لگو، حالانکہ تمہارے پاس جو حق آیا ہے، انہوں نے اس کو اتنا جھٹلایا ہے کہ وہ رسول کو بھی اور تمہیں بھی صرف اس وجہ سے (مکے سے) باہر نکالتے رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو۔ تم ان سے خفیہ طور پر دوستی کی بات کرتے ہو، حالانہ جو کچھ تم خفیہ چور پر کرتے ہو، اور جو کچھ علانیہ کرتے ہو، میں اس سب کو پوری طرح جانتا ہوں۔ اور تم میں سے کوئی بھی ایسا کرے، وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

● ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ۔ (مائدة:57-58)

اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایسے لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے اور کافروں کو یار و مددگار نہ بناؤ، اور اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جب تم نماز کے لیے (لوگوں کو) پکارتے ہو تو وہ اس (پکار) کو مذاق اور کھیل کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ سب (حرکتیں) اس وجہ سے ہیں کہ ان لوگوں کو عقل نہیں ہے۔

مسئلہ:

اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں جا بجا مختلف عنوانات کے ساتھ بکثرت آئی ہیں، سورۃ ممتحنہ میں ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔

یعنی اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافر کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کو پیغام بھیجو دوستی کے"۔

پھر اس کے آخر میں فرمایا:

وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔ (ممتحنہ:1)

جس شخص نے ان سے دوستی کی تو وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا۔

کفار کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟ یہ مضمون بہت سی آیات قرآنیہ

میں مجمل اور مفصل مذکور ہے جس میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ موالات اور دوستی اور محبت سے شدت کے ساتھ روکا گیا ہے، ان تصریحات کو دیکھ کر حقیقت حال سے ناواقف غیر مسلموں کو تو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں غیر مسلموں سے کسی قسم کی رواداری اور تعلق کی بلکہ حسن اخلاق کی بھی کوئی گنجائش نہیں، اور دوسری طرف اس کے بالمقابل جب قرآن کی بہت سی آیات سے اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات اور عمل سے خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کرام کے تعامل سے غیر مسلموں کے ساتھ احسان و سلوک اور ہمدردی و غمخواری کے احکام اور ایسے ایسے واقعات ثابت ہوتے ہیں جن کی مثالیں دنیا کی اقوام میں ملنا مشکل ہیں، تو ایک سطحی نظر رکھنے والے مسلمان کو بھی اس جگہ قرآن وسنت کے احکام وارشادات میں باہم تعارض اور تصادم محسوس ہونے لگتا ہے، مگر یہ دونوں خیال قرآن کی حقیقی تعلیمات پر طائرانہ نظر اور ناقص تحقیق کا نتیجہ ہوتے ہیں، اگر مختلف مقامات سے قرآن کی آیات کو جو اس معاملہ سے متعلق ہیں جمع کر کے غور کیا جائے تو نہ غیر مسلموں کے لیے وجہ شکایت باقی رہتی ہے، نہ آیات وروایات میں کسی قسم کا تعارض باقی رہتا ہے، اس لیے اس مقام کی پوری تشریح کر دی جاتی ہے جس سے موالات اور احسان وسلوک یا ہمدردی وغمخواری میں باہمی فرق اور ہر ایک کی حقیقت بھی معلوم ہوجائے گی، اور یہ بھی کہ ان میں کونسا درجہ جائز ہے کونسا ناجائز اور جو ناجائز ہے اس کی وجوہ کیا ہیں۔ بات یہ ہے کہ دو شخصوں یا دو جماعتوں میں تعلقات کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔

ایک درجہ تعلق کا قلبی موالات یا دلی مودت ومحبت ہے۔ یہ صرف مومنین کے ساتھ مخصوص ہے غیر مومن کے ساتھ مومن کا یہ تعلق کسی حال میں قطعاً جائز نہیں۔

دوسرا درجہ مواسات کا ہے۔ جس کے معنی ہیں ہمدردی وخیر خواہی اور نفع رسانی کے، یہ بجز کفار اہل حرب کے جو مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ سورۃ ممتحنہ کی آٹھویں آیت میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے جس میں ارشاد ہے۔

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ احسان اور انصاف کا سلوک کرو۔

تیسرا درجہ مدارات کا ہے۔جس کے معنی ہیں ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ کے، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، جبکہ اس سے مقصود ان کو دینی نفع پہنچانا ہو یا وہ اپنے مہمان ہوں، یا ان کے شر اور ضرر رسانی سے اپنے آپ کو بچانا مقصود ہو، سورۃ آل عمران کی آیت مذکورہ میں۔

إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً ۔

سے یہی درجہ مدارات کا مراد ہے، یعنی کافروں سے موالات جائز نہیں، مگر ایسی حالت میں جبکہ تم ان سے اپنا بچاؤ کرنا چاہو اور چونکہ مدارات میں بھی صورت موالات کی ہوتی ہے اس لیے اس کو موالات سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا۔(بیان القرآن)

چوتھا درجہ معاملات کا ہے۔ ان سے تجارت یا اجرت و ملازمت اور صنعت و حرفت کے معاملات کئے جائیں، یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے، بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کا تعامل اس پر شاہد ہے، فقہاء نے اسی بناء پر کفار اہل حرب کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے، باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے، اور ان کو اپنا ملازم رکھنا یا خود ان کے کارخانوں اور اداروں میں ملازم ہونا یہ سب جائز ہے۔اس تفصیل سے آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ قلبی اور دلی دوستی و محبت تو کسی کافر کے ساتھ کسی حال میں جائز نہیں، اور احسان و ہمدردی و نفع رسانی بجز اہل حرب کے اور سب کے ساتھ جائز ہے، اسی طرح ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ بھی سب کے ساتھ جائز ہے، جبکہ اس کا مقصد مہمان

کی خاطر داری یا غیر مسلموں کو اسلامی معلومات اور دینی نفع پہنچانا یا اپنے آپ کو ان کے کسی نقصان وضرر سے بچانا ہو۔(معارف القرآن، آل عمران:28)

● اہل اہواء سے قطع تعلق:

اصل یہ ہے کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ بلا کسی شرعی وجہ کے قطع تعلق کرنا حرام ہے۔کیونکہ فرمان نبوی ہے:

> کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کرے دونوں آپس میں ملیں تو یہ اس سے منہ موڑے اور وہ اس سے منہ موڑے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ آدمی ہے کہ جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔(بخاری، رقم:6077)

سلف اور جمہور نے عقیدہ میں بدعت کو قطع تعلق کا جائز سبب تسلیم کیا ہے اور بدعتیوں میں سے اہل اہواء سے قطع تعلق کو واجب قرار دیا ہے، جو برملا اپنی بدعت کا اظہار اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔(کویتیہ: اہل اہواء، فقرہ:5۔ہجر فقرہ،6)

● فاسق سے محبت کرنے کا حکم:

اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ فاسق سے اس کے فسق کی وجہ سے محبت کرنا اور اس کو مانوس کرنے اور اس کا ساتھ دینے کے لیے اس کے ساتھ بیٹھنا جبکہ وہ کوئی معصیت کر رہا ہو ناجائز ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

> وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔(هود:113)
>
> اور(مسلمانو) ان ظالم لوگوں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا، کبھی دوزخ کی آگ تمہیں بھی آ پکڑے

● ایک حدیث میں آتا ہے:

> صرف مومن کی صحبت اختیار کرو، اور تمہارا کھانا صرف متقی انسان کھائے۔
>
> (ترمذی:2395)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ غور کرے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔(ترمذی:2378)

اسی طرح فاسق اور بدعتی وغیرہ کو سردار وغیرہ جیسے القاب سے جو اس کی تعظیم پر دلالت کریں مخاطب کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اس میں ایسے شخص کی تعظیم ہے جس کی اللہ نے اہانت کی ہے۔

(کویتیہ، فسق، فقرہ:17)

(2) مال ومتاع سے دلی محبت نہ ہو

قرآن کریم میں ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ (توبة:24)

(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال ودولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) اللہ کے غیر سے محبت نہ ہو

● قرآن کریم میں آتا ہے:

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۔(اعراف:3)

(لوگو) جو کتاب تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے اتری گئی ہے، اس کے پیچھے چلو، اوراپنے پروردگار کو چھوڑ کر دوسرے (من گھڑت) سرپرستوں کے پیچھے نہ چلو۔ (مگر) تم لوگ نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

● ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔(عنکبوت:41-42)

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنا رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے، جس نے کوئی گھر بنالیا ہو، اور کھلی بات ہے کہ تمام گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جانتے۔ یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جس جس چیز کو پکارتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے، اور وہ اقتدار کا بھی مالک ہے۔ حکمت کا بھی مالک۔

{مفتی منیر احمد صاحب کی تالیفات ورسائل}

نمبر شمار	تالیفات	نمبر شمار	تالیفات
1	فہمِ محرم الحرام کورس	16	علمِ دین اور اس کے سیکھنے، سکھانے کا صحیح طریقہ
2	فہمِ صفر کورس	17	استخارہ (کتابچہ)
3	سیرت کوئز لیول 1	18	تواضع اور عاجزی (بچوں کے لیے)
4	فہمِ شعبان کورس (شبِ برأت)	19	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج
5	فہمِ زکوٰۃ کورس	20	کتابِ زندگی
6	فہمِ رمضان کورس	21	نحو (نقشوں کی شکل میں)
7	فہمِ حج وعمرہ کورس	22	طلاق کے اصول وضوابط
8	فہمِ قربانی کورس	23	فہم صلوٰۃ کورس
9	فہمِ معیشت وتجارت کورس (غیر مطبوعہ)	24	حقوقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
10	فہمِ حلال وحرام کورس	25	مسائل حیض واستحاضہ (نقشوں کی مدد سے)
11	حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول	26	فہم جمعہ کورس
12	ایمانیات	27	حیات المسلمین (سوالاً جواباً)
13	وضوء، اذان اور نماز کے بعد مسنون اذکار	28	فہم دین کورس (بڑوں کے لیے)
14	بیٹی مبارک ہو (کتابچہ)	29	فہم دین کورس (خواتین کے لیے)
15	فہم میراث (نقشوں کی مدد سے)	30	فہم دین کورس (بچوں کے لیے)

مفتی منیر احمد صاحب کی مطبوعہ تالیفات ورسائل

مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔

(مفتی ابولبابہ۔ضرب مومن)

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer